لینن

Lenin

ادب پر مضامین

On Literature

نظر ثانی ترجمہ و ترتیب: ابن حسن

فہرست:

1۔ پارٹی تنظیم اور پارٹی لٹریچر

2۔ لیوٹالسٹائی، روسی انقلاب کا آئینہ

3۔ گورکی کے اخراج کے متعلق بورژوا پریس کا افسانہ

4۔ صحافی کی یادداشتیں

5۔ لیوٹالسٹائی

6۔ ٹالسٹائی اور ہم عصر مزدور تحریک

7۔ ٹالسٹائی اور پرولتاری جدوجہد

8۔ ٹالسٹائی اور ان کا عہد

9۔ روس میں مزدور اخباروں کی تاریخ

10۔ ہرتسن کی یاد میں

11۔ یوگینی پوتئے (ان کی پچیسویں برسی کے موقع پر)

12۔ کیا لازمی سرکاری زبان ضروری ہے؟

13۔عظیم روسیوں کے قومی وقار کے بارے میں
14۔ہمارے اخبارات کا کردار
15۔سوویت حکومت کی کامیابیاں اور مشکلات (اقتباس)
16۔نوجوانوں کی انجمنوں کے فریضے
17۔پرولتاری ثقافت کے بارے میں
تشریحی نوٹ
ناموں کا اشاریہ۔

1۔ پارٹی تنظیم اور پارٹی لٹریچر

اکتوبر انقلاب (1) کے بعد روس میں سوشل ڈیموکریسی کے کام کے لئے جو نئے حالات پیدا ہوئے ہیں ان کی وجہ سے پارٹی لٹریچر کا سوال سامنے آیا ہے۔غیر قانونی اور قانونی پریس کے درمیان امتیاز، جو جاگیردارانہ اور مطلق العنان روس کی افسوسناک وراثت ہے، اب غائب ہوتا جارہا ہے۔لیکن یہ ابھی بھی بڑی حد تک ختم نہیں ہوا ہے۔ ہمارے وزیرآعظم کی ریاکار حکومت اب بھی اتنا اندھیر مچارہی ہے کہ ''ایزویستیا سوویتا ربوچیخ دیپوتوف'' (2) ''غیر قانونی'' طور پر شائع ہوتا ہے۔لیکن حکومت کی اخبارات پر پابندی کی احمقانہ کوششوں کا نتیجہ، جنہیں وہ روکنے سے بے بس ہے، سوائے اس کی بدنامی اور اس پر مزید اخلاقی ضرب لگنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

جب تک غیر قانونی اور قانونی پریس کے درمیان امتیاز تھا، پارٹی اور غیر پارٹی پریس کے سوال کا فیصلہ بڑی سادگی سے اور بہت ہی مصنوعی اور بھونڈے طریقے سے کیا جاتا تھا۔پورا غیر قانونی پریس پارٹی پریس تھا جس کی اشاعت ایسی تنظیمیں کرتی تھیں اور جس کو ایسے گروپ سے ربط تھا جن کا کسی نہ کسی طرح پارٹی کے عملی کارکنوں کے گروپوں سے ربط تھا۔پورا قانونی پریس غیر پارٹی پریس تھا کیونکہ پارٹی کے ترجمان ممنوع تھے۔لیکن یہ پریس کسی نہ کسی پارٹی کی طرف ''جھکاؤ'' رکھتا تھا۔ان حالات میں غیر فطری اتحاد، اجنبی ''رفاقت'' اور پوشیدگی کے بناوٹی طریقے ناگزیر تھے۔ان لوگوں کی جبریہ کم سخنی جو پارٹی کے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے تھے، ایسے لوگوں کی خام خیالی یا ذہنی بزدلی میں ضم ہوگئی جو ان خیالات تک بلند نہیں ہوئے تھے اور جو دراصل پارٹی کے لوگ تھے ہی نہیں۔

یہ یوسوپ کے اظہار بیان (3) 'ادبی چاپلوسی' غلامانہ زبان اور خیالات کی غلامی کا لعنتی دور تھا! پرولتاریہ

نے اس گندی فضا کا خاتمہ کر دیا ہے جس میں روس کے اندر ہر زندہ اور تازہ چیز کا گلا گھونٹ دیا جاتا تھا۔لیکن ابھی پرولتاریہ نے روس کے لئے صرف نصف آزادی حاصل کی ہے۔

ابھی انقلاب مکمل نہیں ہوا ہے اگر زارشاہی اب اتنی طاقتور نہیں رہی ہے کہ وہ انقلاب کو شکست دے سکے تو انقلاب بھی ابھی تک زارشاہی کو شکست دینے کے لئے کافی طاقتور نہیں ہے۔اور ہم ایسے زمانے میں رہ رہے ہیں جب ہر جگہ اور ہر چیز پر فراخ ،ایماندار،راست اور مستقل پارٹی اسپرٹ کا خفیہ،پوشیدہ ،''چالاک''اور حیلے باز''قانونیت''کے ساتھ غیر فطری اتصال کارفرما ہے۔اس غیر فطری اشتراک کا اثر ہمارے اخبار پر بھی محسوس ہوتا ہے کیونکہ اعتدال پسند بورژوا کے معتدل اخباروں کی اشاعت کو ممنوع قرار دینے کے سوشل ڈیموکریٹک ظلم کے بارے میں مسٹر گوچکوف کی تمام فقرہ بازیوں کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ ''پرولتاری''(4) یعنی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان اب بھی مطلق العنان،پولیس زدہ مقفل روس کے باہر شائع ہوتا ہے۔

بہرحال،نیم انقلاب ہم سب کو مجبور کرتا ہے کہ ہم فوراً سب کچھ نئے خطوط پر منظم کرنا شروع کر دیں۔آج وہ ادب بھی جو''قانونی''طور پر شائع ہوتا ہے90فیصدی پارٹی لٹریچر ہوسکتا ہے اور اس کو پارٹی لٹریچر ہونا چاہئے۔بورژوا رسم ورواج کا روباری اور سودے باز بورژوا پریس،بورژوا ادبی جاہ و منصب کی ہوس (کیریرازم)اورانفرادیت،''امیرانہ نراج''اور حصول نفع کی مہم کے بالکل برعکس سوشلسٹ پرولتاریہ کو پارٹی لٹریچر کا اصول سامنے لانا چاہئے،اس اصول کو فروغ دینا چاہئے۔اوراس کو امکانی طور پر مکمل طریقے سے عمل میں لانا چاہئے۔

پارٹی لٹریچر کا یہ اصول کیا ہے؟ یہ صرف یہی نہیں ہے کہ سوشلسٹ پرولتاریہ کے لئے ادب افراد یا گروہوں کو دولت مند بنانے کا ذریعہ نہیں ہوسکتا،دراصل وہ کوئی انفرادی بات بھی نہیں ہوسکتی جو پرولتاریہ کے مشترک مقصد سے بے تعلق ہو۔غیر پارٹی ادیب مردہ باد!بالائے انسان ادیب مردہ باد۔ادب کو پرولتاریہ کے مشترک مقصد کا جزو بننا چاہئے،اس واحد عظیم سوشل ڈیموکریٹک مشینری کا''کل پرزہ''جسے پورے مزدور طبقے کا سارا سیاسی شعور رکھنے والا ہراول چلاتا ہے۔ادب کو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے منظّم منصوبہ بند اور متحدہ کام کا جزو ہونا چاہئے۔

''ہر موازنہ لنگڑا ہوتا ہے''__ یہ ایک جرمن کہاوت ہے۔اسی طرح ادب کا کیل کانٹے سے،ایک زندہ تحریک کا مشنری سے میرا موازنہ بھی غیر متوازن ہے۔اور میں یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ ایسے موازنے کے خلاف ہیجان زدہ دانش وروں کا وہ غل شور ہوگا جو خیالات کی آزادانہ جدوجہد،تنقید کی آزادی اور ادبی تخلیق کی آزادی وغیرہ کو مبتذل،مردہ اور''کاغذ کا چاکر''بناتا ہے۔دراصل یہ شور وغل بورژوا دانش ورانہ انفردیت کے اظہار کے سوا اور کچھ نہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ادب میکانیکی یک سطحی یا ترتیب،اقلیت پر اکثریت کی حکمرانی کو ذرا

بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اس شعبے میں بلا شبہ ذاتی پہل قدمی، انفرادی صلاحیت، خیال اور تصور، ہیئت اور مواد کو اور زیادہ وسیع میدان دینے کی ضرورت ہے۔ یہ تمام باتیں نا قابل انکار ہیں۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرولتاریہ کے پارٹی مقصد کے ادبی رخ کو میکانیکی طور پر اس کے دوسرے رخوں پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال، یہ ذرا بھی اس حالت کی تردید نہیں کرتا جو بورژازی اور بورژوا جمہوریت کے لئے اجنبی اور عجیب ہے کہ ادب کو ہر طرح اور لازمی وطور پر سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے کام کے دوسرے عناصر سے اٹوٹ طور پر منسلک ہونا چاہئے۔ اخباروں کو مختلف پارٹی تنظیموں کا ترجمان بننا چاہئے اور ان کے لکھنے والوں کو لازمی طور پر پارٹی تنظیموں کے ممبر ہونا چاہئے۔ اشاعت گھر اور کتابوں کے گودام، دوکانیں اور ریڈنگ روم، کتب خانے اور کتابوں کی ہر طرح کی فروخت__ یہ سب پارٹی کے کنٹرول میں ہونا چاہئے۔ منظم سوشلسٹ پرولتاریہ کو اس سارے کام پر نگاہ رکھنی چاہئے، اس کی مکمل نگرانی کرنی چاہئے اور بلا استثنیٰ اس سارے کام میں جاندار پرولتاری مقصد کے زندہ دھارے کو سمو کر اس پرانے، نیم آبلوماوف (5) کے نیم کاروباری روسی اصول کو ختم کر دینا چاہئے کہ ادیب کچھ لکھتا ہے اور قاری کچھ پڑھتا ہے۔

بہر حال، ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ ادبی کام میں یہ تبدیلی فوراً پایہ تکمیل تک پہنچائی جا سکتی ہے جس کو ایشیائی سنسر شپ اور یورپی بورژوازی نے گندہ کر رکھا ہے۔ ہم کسی قسم کے معیاری نظام کی وکالت کرنے یا چند فرمانوں کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کے بالکل قائل نہیں ہیں۔ یہاں تیار کی ہوئی اور پکی پکائی اسکیمیں بہت کم استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہماری ساری پارٹی، کل روس میں سارا سیاسی شعور رکھنے والا سوشل ڈیموکریٹک پرولتاریہ اس نئے مسئلے کو سمجھے، اس کی صاف وضاحت کرے اور ہر جگہ اس کو حل کرنا شروع کر دے۔ ہر قسم کے آزادی دشمن سنسر شپ کی پابندیوں سے نکل کر ہم بورژوا کاروباری اور سودے باز ادبی تعلقات کے قیدی بننا نہیں چاہتے اور بنیں گے بھی نہیں۔ ہم ایک آزاد پریس قائم کرنا چاہتے ہیں اور قائم کریں گے جو نہ صرف پولیس سے آزاد ہو، بلکہ سرمائے، جاہ و منصب کی ہوس اور مزید برآں بورژوا نراجی انفرادیت سے بھی آزاد ہو۔

یہ آخری الفاظ بظاہر مہمل معلوم ہو سکتے ہیں یا قاری کے لئے گستاخ۔ کیا کہا! کوئی دانش ور یا آزادی کا پر جوش علمبردار چلا کر کہہ سکتا ہے۔ کیا کہا! آپ ادبی کام جیسے نازک، انفرادی معاملے پر اجتماعی کنٹرول مسلط کرنا چاہتے ہیں! آپ چاہتے ہیں کہ مزدور سائنس، فلسفے یا جمالیات کے سوالات اکثریت کے ووٹوں کے ذریعے طے کریں! آپ مکمل انفرادی تخلیقی عمل میں آزادی مطلق دینے سے انکار کرتے ہیں!

حضرات! ذرا صبر سے کام لیجئے! سب سے پہلے تو ہم پارٹی لٹریچر اور اس کو پارٹی کنٹرول میں لانے کے

بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ ہر شخص کو بلا کسی پابندی کے حسب منشا لکھنے اور بولنے کی آزادی ہے۔ لیکن ہر رضا کارانہ انجمن کو (جس میں پارٹی بھی شامل ہے) یہ آزادی بھی حاصل ہے کہ وہ پارٹی مخالف نظریات کی وکالت کے لئے پارٹی کا نام استعمال کرنے والوں کو اپنی ممبری سے خارج کر دے۔ تقریر اور اشاعت کی آزادی مکمل ہونی چاہئے۔ لیکن پھر جماعت بنانے کی بھی مکمل آزادی ملنا چاہئے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں آزادیِ تقریر کے نام پر آپ کو غل مچانے، جھوٹ بولنے اور جو دل چاہے لکھنے کا پورا حق دوں۔ لیکن آپ پر بھی یہ لازم ہے کہ آپ جماعت بنانے کی آزادی کے نام پر مجھے یہ حق دیں کہ میں ایک یا دوسرا نظریہ رکھنے والے لوگوں کی انجمن میں شامل ہوسکوں یا اس سے الگ ہوسکوں۔ پارٹی ایک رضا کارانہ انجمن ہوتی ہے' جو ناگزیر طور پر ٹوٹ جائے گی، پہلے نظریاتی لحاظ سے اور پھر طبعی لحاظ سے اگر اس نے اپنے درمیان ایسے ممبروں کا صفایا نہ کیا جو پارٹی مخالف خیالات پھیلاتے ہیں۔ پارٹی اور پارٹی مخالف خیالات کے درمیان حدود کی وضاحت کے لئے پارٹی پروگرام اس کے طریقہ کار پر قرارداد یں اور پارٹی کے قواعد اور آخر میں بین الاقومی سوشل ڈیموکریسی اور اس پرولتاریہ کی رضا کارنہ بین الاقومی انجمنوں کا سارا تجربہ موجود ہے۔ یہ تجربہ ایک طرف اپنی پارٹیوں میں برابر ایسے انفرادی عناصر اور رجحانات لایا ہے، جو پوری طرح با اصول، پوری طرح مارکسی اور بالکل صحیح نہیں تھے اور جس نے دوسری طرف اپنی پارٹی کی صفوں کی ''صفائی'' کا کام باقاعدگی کے ساتھ وقتاً فوقتاً کیا ہے۔ بورژوا ''آزادی تنقید'' کے حامیو، پارٹی کے اندر ہمارے ساتھ بھی یہی صورت ہوگی: ہم یک دم کثیر تعداد لوگوں کی پارٹی بنتے جا رہے ہیں، اب ہم کھلی تنظیم میں تبدیل ہو رہے ہیں اور یہ بات ناگزیر ہے کہ اب ہماری پارٹی میں بہت سے ایسے لوگ شامل ہو جائیں جو (مارکسی نقطہ نظر سے) مذبذب ہیں، شاید ہم میں کچھ کلیائی عناصر اور بعض صوفی بھی۔ ہمارا ہاضمہ اچھا ہے اور ہم چٹان کی طرح مضبوط مارکس ازم کے پیرو ہیں۔ ہم ان مذبذب عناصر کو ہضم کر لیں گے۔ پارٹی کے اندر آزادی فکر اور آزادی تنقید کے سبب ہم لوگوں کی رضا کارانہ انجمنوں میں جن کو پارٹیاں کہتے ہیں متحد ہونے کی آزادی کو کبھی نہیں بھولیں گے۔

اس کے علاوہ، بورژوا انفرادیت پسند حضرات، ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں کہ آزدی مطلق کے بارے میں آپ کی باتیں محض ریاکاری ہیں۔ ایسے سماج میں حقیقی اور موثر ''آزادی'' ہو ہی نہیں سکتی جس کی بنیاد پیسے کی طاقت ہو، ایسے سماج میں جہاں محنت کشوں کی اکثریت غربت میں مبتلاہ و اور مٹھی بھر امیر لوگ مفت خوروں کی طرح رہتے ہوں۔ ادیب صاحبان، کیا آپ اپنے بورژوا ناشروں کے تعلق سے، اور اپنی بورژوا پبلک کے تعلق سے آزاد ہیں جو یہ تقاضہ کرتے ہیں کہ آپ ان کو ناولوں اور تصویروں میں ''عریاں'' اور ''مقدس'' اسٹیج آرٹ کے ''ضمیمے'' کی طرح طوائف بازی مہیا کریں؟ یہ آزادی، مطلق بورژوا یا انراجی جملہ ہے (چونکہ نظریۂ زندگی کی حیثیت سے نراجیت الٹ

پلٹ کیا ہوا بورژوا فلسفہ ہے)۔آدمی سماج میں رہ کر سماج سے آزاد نہیں ہوسکتا۔ بورژوا ادیب،مصور یا ایکٹرس کی آزادی سیٹھوں،رشوت ستانی اور پرورش پرمنحصر ڈھکی ہوئی(یا ریاکارانہ طور پر ڈھکی ہوئی)محتاجی ہے۔

اور ہم سوشلسٹ اس ریاکاری کو بے نقاب کرتے ہیں،جھوٹے لیبل پھاڑ دیتے ہیں،اس لئے نہیں کہ ہم غیر طبقاتی ادب اور فن تک پہنچیں(یہ تو صرف سوشلسٹ غیر طبقاتی سماج میں حاصل ہوگا)بلکہ اس لئے کہ ریاکارانہ طور پر آزاد ادب کا، جو دراصل بورژوازی سے وابستہ ہے، اس واقعی آزاد ادب سے موازنہ کریں جو اعلانیہ پرولتاریہ سے وابستہ ہوگا۔

یہ آزاد ادب ہوگا کیونکہ خودغرضی اور جاہ ومنصب کی ہوس نہیں بلکہ اشتراکیت کے خیالات اور محنت کش لوگوں سے ہمدردی اس کی صفوں میں نو بہ نو طاقتیں لاتی رہے گی۔ یہ آزاد ادب ہوگا کیونکہ یہ کسی شکم سیر ہیروئن، چربی پن میں مبتلا اور اداس ''چوٹی کے دس ہزار''لوگوں کی خدمت کے لئے نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں محنت کشوں کیلئے ہوگا جو ملک کا شباب،اس کی طاقت اور اس کا مستقبل ہیں۔ یہ آزاد ادب ہوگا جو بنی نوع انسان کی انقلابی فکر کے آخری لفظ کو اشتراکی پرولتاریہ کے تجربے اور عملی کام سے دولت مند بنائے گا اور ماضی کی آزمودگی (سائنسی سوشلزم،جس نے ابتدائی اور یوٹوپیائی شکلوں سے لے کر سوشلزم کے ارتقا کی تکمیل کی ہے)اور حال کے تجربے(ساتھی مزدوروں کی موجودہ جدوجہد)کے درمیان مستقل اشتراک عمل پیدا کرے گا۔

رفیقو،آؤ کام کریں! ہم ایک نئے اور مشکل فریضے سے دوچار ہیں لیکن یہ عظیم اور نیک کام ہے ایسا وسیع، کثیر شکلوں والا،نوع بنوع ادبی کام منظّم کرنا جو سوشل ڈیموکریٹک مزدور تحریک سے گہرے اور اٹوٹ طور پر وابستہ ہو۔تمام سوشل ڈیموکریٹک ادب کو پارٹی لٹریچر ہونا چاہئے۔ ہر اخبار،رسالے،اشاعت گھر وغیرہ کو فوراً اپنے کام کی از سر نو تنظیم شروع کردینی چاہئے جو ایسی صورت حال تک پہنچ جائے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں کسی نہ کسی پارٹی تنظیم سے پوری طرح مربوط ہو۔صرف اسی وقت ''سوشل ڈیموکریٹک''ادب اپنے اس نام کا مستحق ہوگا،صرف اسی وقت وہ اپنا بھی فرض پورا کرسکے گا،صرف اسی وقت وہ بورژوا سماجی ڈھانچے کے اندر بھی بورژوا غلامی سے نجات حاصل کرے گا اور واقعی ترقی یافتہ اور پوری طرح انقلابی طبقے کی تحریک میں ضم ہوجائے گا۔

'نووایا ژیزن''شمارہ ۱۲،

لینن کا مجموعہ تصنیف،

13نومبر1905۔

پانچواں روسی ایڈیشن،جلد12،صفحات99-105

2۔ لیوٹالسٹائی، روسی انقلاب کا آئینہ

ایک ایسے عظیم فن کار کو انقلاب (6) سے منسلک کرنا جسے یقینی طور پر اس نے نہیں سمجھا اور جس سے وہ دور ہی رہا، سرسری نظر میں عجیب اور مصنوعی بات معلوم ہوسکتی ہے۔ ایسا آئینہ جو چیروں کی صحیح طور پر عکاسی نہیں کرتا اسے آئینہ کیسے کہا جا سکتا ہے؟ لیکن ہمارا انقلاب انتہائی پیچیدہ ہے۔ انقلاب میں جو لوگ براہ راست حصہ لے رہے ہیں اور اس کے خالق ہیں، ان میں ایسے کئی سماجی عناصر بھی ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ ہو کیا رہا ہے اور ان حقیقی تاریخی فرائض سے الگ تھلگ کھڑے ہیں جن سے واقعات کی رو نے انھیں دوچار کر دیا ہے اس لئے اگر ہمارے ہاں واقعی ایک عظیم فن کار ہے تو اسے اپنی تخلیقات میں انقلاب کے بنیادی پہلوؤں کی ضرور عکاسی کرنا چاہئے۔

ٹالسٹائی کی 80ویں سالگرہ کے موقع پر قانونی روسی اخبارات اور رسالوں کے صفحات مضامین، خطوط اور تبصروں سے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ان میں کسی نے بھی روسی انقلاب کے کردار اور اس کی محرک قوتوں کے نقطہ نظر سے ٹالسٹائی کی تخلیقات کے تجزیے پر قلم نہیں اٹھایا۔ اس پریس کی گمبھیر ریاکاری سے گھن آتی ہے، اور یہ ریاکاری دو قسم کی ہے__ سرکاری اور اعتدال پسند۔ پہلی ان بھاڑے کے ٹٹوؤں کی بھونڈی ریاکاری ہے جن کو کل یہ حکم ملا تھا کہ وہ لیوٹالسٹائی کا تعاقب کریں اور آج یہ حکم ملا ہے کہ وہ ٹالسٹائی میں حب الوطنی تلاش کریں اور یورپ کی نظروں میں شائستگی کا پابند دکھانے کی کوشش کریں۔ یہ حقیقت کہ اس قماش کے بھاڑے کے ٹٹوؤں کی اپنی طویل بکواس کے عوض جیبیں گرم کر دی گئی تھیں سب کو معلوم ہے، اس سلسلے میں وہ کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ لیکن اعتدال پسندوں کی ریاکاری چونکہ کہیں زیادہ نستعلیق ہے اس لئے کہیں زیادہ مضر اور خطرناک بھی ہے۔ کیڈیٹوں کے اخبار ''ریچ'' (۷) کے باتونیوں کو سنیئے تو خیال ہوتا ہے۔ کہ ٹالسٹائی کے ساتھ ان کی ہمدردی میں رتی بھر کمی نہیں اور وہ انتہائی پرجوش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''خدا کے عظیم متلاشی'' کے متعلق ان کے جذباتی بیان اور طمطراق کے جملے شروع سے کر آخر تک مصنوعی ہیں اس لئے کہ کوئی بھی روسی اعتدال پسند ٹالسٹائی کے خدا کو نہیں مانتا اور نہ موجودہ سماج پر ٹالسٹائی کی تنقید سے اسے ہمدردی ہے۔ وہ ایک مقبول عام شخصیت سے اپنے آپ کو مربوط کر رہا ہے کہ اپنا سیاسی سرمایہ بڑھائے اپنی ذات کو ملک بھر کے حزب مخالف کا لیڈر ظاہر کرے۔ وہ اپنے جملوں کے شور اور گھن گرج میں اس سوال کے راست اور واضح جواب کے مطالبے کو ڈبونا چاہتا ہے۔: ''ٹالسٹائی ازم'' میں جو نمایاں تضاد ہیں ان کی وجہ کیا ہے، وہ ہمارے انقلاب کی کون سی خامیاں اور کمزوریاں ظاہر کرتے ہیں؟

ٹالسٹائی کی تصانیف، خیالات، اصولوں میں، ان کے مکتب خیال میں تضاد واقعی بہت نمایاں ہیں۔ ایک

طرف ہمارے سامنے ایک ایسا عظیم فن کار ہے جس نے نہ صرف روسی زندگی کی بے نظیر تصویر کشی کی ہے بلکہ عالمی ادب کے خزانے میں بیش بہا اضافہ بھی کیا ہے۔ دوسری طرف ہمارے سامنے ایک ایسا زمیندار ہے جس پر حضرت عیسیٰ کا وہم مسلط ہے۔ ایک جانب قابل تعریف سخت، کھرے پن سے، صدق دل سے سماجی فریب اور ریا کاری کے خلاف احتجاج ہے، اور دوسری جانب ٹالسٹائی کا پژمردہ، جنونی ٹسوے بہانے والا چیلا ہے جس کو دوسرے الفاظ میں روسی دانشور کہتے ہیں جو برسر عام سینہ کوبی کرتا ہے اور رو رو کر کہتا ہے: ''میں پاجی ہوں، میں گہنگار ہوں لیکن اپنے اخلاق کو مکمل کرنے کی مشق کر رہا ہوں۔ اب میں گوشت بالکل نہیں کھاتا، بس دال چاول کی کھچڑی پر گزر کرتا ہوں''۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کی بے رحمی سے تنقید ہے، حکومت کی دست درازیوں، عدالتی ناٹکوں، ریاستی نظم و نسق کی پردہ داری ہے، دولت کی افزائش، تہذیب کی حاصلات اور غربت میں اضافے، محنت کش لوگوں کی پستی اور بدحالی کے درمیان گہرے تضادات کا فاش کرنا ہے۔ دوسری طرف تشدد کے ذریعہ ''بدی سے عدم مزاحمت'' کا احمقانہ وعظ بھی موجود ہے۔ ایک جانب انتہائی سنجیدہ حقیقت پسندی ہے، تمام اور ہر قسم کے نقاب نوچ ڈالے گئے ہیں، دوسری جانب دنیا میں ایک سب سے نفرت انگیز چیز یعنی کلیسائی مذہب کا وعظ دیا گیا ہے، یعنی سرکاری مقرر شدہ پادریوں کی جگہ ایسے پادریوں کو رکھنے کی کوشش کی گئی ہے جو اپنے اخلاقی عقیدے کی بنیاد پر کام کریں _ یعنی انتہائی شائستہ اور اس لئے خاص طور پر کریہہ کلیسائیت پیدا کرنے کی کوشش۔ تو اس کا مطلب واقعی یہ ہوا:

تو مفلس ہے پھر بھی مالا مال ہے
تو طاقتور ہے پھر بھی بے بس ہے
___ اے مادر وطن روس! (۸)

یہ حقیقت کہ ان تضادوں کے سبب ٹالسٹائی مزدور تحریک اور اشتراکیت کی جدوجہد میں اس کے رول کو یا روسی انقلاب کو نہیں سمجھ سکے بالکل واضح ہے۔ لیکن ٹالسٹائی کے خیالات اور اصولوں میں تضاد اتفاقی نہیں ہیں، وہ انیسویں صدی کی آخری تہائی میں روسی زندگی کے متضاد حالات کا اظہار کرتے ہیں۔ پدرشاہی کا دیہات جسے ابھی ابھی کسان غلامی سے نجات ملی تھی، حقیقی معنی میں سرمایہ لگانے کے لئے اور غارت گری کرنے کے لئے سرمایہ داروں اور ٹیکس جمع کرنے والوں کے حوالے کر دیا گیا۔ کسان معیشت اور کسان زندگی کی قدیم بنیادیں جو صدیوں سے قائم تھیں انتہائی تیزی سے منہدم ہو گئیں۔ اس لئے ٹالسٹائی کے خیالات کا جائزہ موجودہ مزدور تحریک اور موجودہ اشتراکیت (ایسا جائزہ ضروری تو ہے لیکن کافی نہیں ہے) کے نقطہ نظر سے نہیں لینا چاہئے بلکہ اس احتجاج کے نقطہ نظر سے لینا چاہئے جو بڑھتی ہوئی سرمایہ داری کے خلاف تھا، ان تباہ ہونے والے لوگوں کی طرف سے

احتجاج تھا جو زمین سے محروم کئے جا رہے تھے _ یہ احتجاج پدرشاہی کے روسی دیہات سے بلند ہو رہا تھا۔ ٹالسٹائی ایک ایسے پیغبر کی حیثیت سے جس نے انسانیت کی نجات کے لئے کوئی نیا نسخہ دریافت کر لیا ہو مہمل نظر آتے ہیں۔ اس لئے غیر ملکی اور روسی ''کے چیلے'' جو ٹالسٹائی کے نظریات کے سب سے کمزور پہلو کو عقیدے میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے بارے میں کچھ لکھنا وقت ضائع کرنا ہے۔ ٹالسٹائی کی عظمت تب نظر آتی ہے جب وہ اس زمانے کے کروڑوں کسانوں کے خیالات اور جذبات کے نقیب بنتے ہیں جس وقت بورژوا انقلاب روس کا دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ ٹالسٹائی میں انوکھا پن اس لئے ہے کہ مجموعی طور پر ان کے خیالات بحیثیت کسان بورژوا انقلاب ہمارے انقلاب کی ممتاز خصوصیات کا اظہار کرتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے ٹالسٹائی کے خیالات میں تضاد واقعی ان متضاد حالات کی آئینہ داری کرتے ہیں جن کے اندر رہ کر کسانوں کو ہمارے انقلاب میں تاریخی رول ادا کرنا تھا۔ ایک طرف تو صدیوں کی کسان غلامی کے ظلم وستم نے اور بعد از اصلاحات چند ہی دہائیوں میں تیزی سے بربادی نے کسانوں کے دل نفرت، ناراضگی اور بے دھڑک عزم سے بھر دئے۔ یہ تمنا کہ سرکاری گرجا صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور اس کے ساتھ ہی زمیندار اور زمینداروں کی حکومت بھی، زمین کی ملکیت کی تمام پرانی شکلیں اور طریقے ختم ہو جائیں، زمین صاف ستھری ہو، پولیس والی طبقاتی ریاست کی جگہ آزاد اور مساوی چھوٹے کسانوں کی برادری قائم ہو _ یہ تمنا کسانون کے ہر اس تاریخی قدم کا بنیادی تصور ہے جسے کسان ہمارے انقلاب کی جانب بڑھاتے ہیں۔ چنانچہ خشک ''عیسائی نراخ'' کے مقابلے میں جسے غلطی سے ٹالسٹائی کے خیالات کا ''نظام'' سمجھا جاتا ہے، ان کی تصانیف کا نظریاتی مافیہ کسانوں کی اس تمنا سے کہیں زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

دوسری طرف کسان جو ایک نئی زندگی کی تمنا کر رہے تھے، نئی زندگی حاصل کرنے کی جدوجہد کے متعلق، اس جدوجہد کے رہنماؤں کے بورژوا دانش وروں کے رویے کے متعلق، زمینداری ختم کرنے کے لئے زارشاہی حکمرانی کا بذریعہ طاقت تختہ الٹنے کے بارے میں ان کا تصور بہت ہی غیر پختہ، پدرزشاہی والا اور مضحکہ خیز تھا۔ کسانوں کو ان کے ماضی کی تمام زندگی نے زمینداروں اور سرکاری حکام سے نفرت کرنا تو سکھا دیا، لیکن یہ نہیں سکھایا، اور سکھا بھی نہیں سکتی تھی، کہ ان تمام سوالات کا جواب کہاں سے حاصل کیا جائے۔ ہمارے انقلاب میں کسانوں کا ایک چھوٹا سا حصہ جدوجہد کے مقصد پیش نظر کسی حد تک واقعی منظّم ہو کر لڑا۔ اور کسانوں کے ایک اور سب سے چھوٹے حصے نے اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے زار کے ملازموں اور زمینداروں کے محافظوں کو تباہ کرنے کے لئے ہتھیار اٹھائے۔ لیکن کسانون کی اکثریت آنسو بہاتی رہی اور دعائیں مانگتی رہی، سوچ بچار کرتی رہی اور خواب دیکھتی رہی، اس نے عرضیاں پیش کیں اور ''سائل'' بھیجے ___ اور یہ سب ٹالسٹائی کے خیالات کے مطابق تھا! جیسا کہ ہمیشہ ایسے معاملات میں ہوتا ہے، سیاست سے اس ٹالسٹایانہ پرہیز کا، سیاست سے اس

ٹالسٹایانہ دست برداری کا۔ سیاست سے غیر دلچسپی اور اسے نہ سمجھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ صرف کسانوں کی اقلیت نے طبقاتی شعور رکھنے والے انقلابی پرولتاریہ کی رہنمائی قبول کی لیکن اکثریت بے اصولے، غلامانہ ذہنیت رکھنے والے بورژوا دانشوروں کا شکار ہوگئی۔ اور ان بورژوا دانش وروں کا بس کام یہ تھا کہ کیڈیٹوں کے نام سے ترودوویکوں (9) کے جلسے سے بھاگ کر استولیپین کے پیش کمرے میں آ جائیں، وہاں گڑ گڑائیں، سودے بازی کریں، مصالحت کریں اور مصالحت کرنے کا وعدہ کریں ___ اور آخر میں سپاہی کی لات انہیں باہر نکال دے۔ ٹالسٹائی کے خیالات ہماری کسان بغاوت کی کمزوری اور خامی کا آئینہ ہیں، وہ پدرشاہی والے دیہات کے عدم استقلال اور ''کفایت شعار کسان'' کی تنگ نظر بزدلی کی عکاسی کرتے ہیں۔

1900-6 کی سپاہیوں کی بغاوت کو لیجئے۔ سماجی ساخت کے لحاظ سے جو لوگ اس انقلاب میں لڑے ان کا ایک حصہ کسان تھا اور دوسرا حصہ پرولتاری، پرولتاریہ اقلیت میں تھا۔ اس لئے سپاہیوں میں قومی پیمانے پر اتنی یک جہتی، اتنا پارٹی شعور اس کے قریب قریب بھی نظر نہیں آیا جس کا مظاہرہ پرولتاریہ نے کیا، جس نے جیسا کہ محض ہاتھ کے اشارے سے سوشل ڈیموکریسی قبول کر لی۔ اس خیال سے زیادہ اور کوئی بات غلط نہیں ہے کہ سپاہیوں کی بغاوت اس لئے ناکام رہی کہ افسروں نے ان کی رہنمائی نہیں کی۔ اس کے برعکس ''برودنایا وولیا'' (10) کے دور کے بعد اگر انقلاب نے زبردست ترقی کی تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ''خاکی غول'' اپنے افسروں کے خلاف ہتھیار لے کر اٹھ کھڑا ہوا، اور اس کی آزادی عمل تھی جس نے اعتدال پسند زمینداروں اور اعتدال پسند افسروں کے حواس اڑا دئے۔ کسانوں کے مقصد سے عام سپاہی کی پوری ہمدردی تھی، زمین کا لفظ سن کر ہی اس کی آنکھیں چمکنے لگتی تھیں۔ اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں جب مسلح افواج میں اختیارات سپاہیوں کے ہاتھ میں آ گئے لیکن اختیارات کا فیصلہ کن استعمال مشکل ہی سے کیا گیا، سپاہی تذبذب میں رہے، دو دن کے بعد اور بعض وقت چند گھنٹوں کے اندر ہی کسی قابل نفرت افسر کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد باقی گرفتار شدہ افسران کو رہا کر دیا، حکام سے گفت و شنید شروع کی اور پھر فیر کرنے والے دستے کے سامنے کھڑا ہونا پڑا، یا کوڑوں کے لئے اپنی پیٹھیں ننگی کر دیں، یا دوبارہ جوا لا دلیا ___ یہ سب کچھ ٹالسٹائی کے خیالات کے مطابق ہوا!

ٹالستائی نے کسانوں میں نفرت کی آگ، بہتر زندگی کی پختہ تمناؤں، ماضی سے آزاد ہونے خواہش پیدا کی اور ساتھ ہی ان کے غیر پختہ خوابوں، سیاسی ناتجربے کاری اور انقلاب میں ڈھیلے پن کی عکاسی بھی کی۔ عوام کی انقلابی جدوجہد کی ناگزیر ابتدا اور ساتھ ہی جدوجہد کے لئے ان کی عدم تیاری، ٹالسٹائی کے رنگ میں بدی کی عدم مزاحمت جو پہلے انقلابی تحریک کی ناکامی کا ایک سب سے اہم ترین سبب تھا ان دونوں پہلوؤں کی وضاحت تاریخی اور معاشی حالات کرتے ہیں۔

مثل مشہور ہے کہ ہاری ہوئی فوجیں اچھی طرح سیکھتی ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ بہت محدود معنوں میں ہی انقلابی طبقوں کا فوجوں سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ہر لمحے سرمایہ داری کا ارتقا ان حالات کو بدل رہا ہے اور ان میں شدت پیدا کر رہا ہے، جنھوں نے کروڑوں کسانوں کو__ جو جاگیر دارانہ زمینداروں اور ان کی حکومت کے خلاف نفرت کا جذبہ رکھتے ہیں، انقلابی جمہوری جدوجہد کے واسطے بیدار کیا۔ خود کسانوں میں تبادلے، منڈی کے تسلط اور زر کی قوت بڑھنے کے سبب پدر شاہی کی دقیانوسیت اور پدر شاہی کے ٹالسٹایانہ نظریات کا اثر مسلسل کم ہوتا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انقلاب کے پہلے برسوں سے، عوام کی انقلابی جدوجہد میں پہلی ناکامیابیوں سے ایک فائدہ بھی ہوا ہے: انہوں نے عوام کی پچھلی نرمی اور ڈھیلے پن پر کاری ضرب لگائی ہے۔ حد بندی کے خطوط اب زیادہ واضح ہو گئے ہیں۔ طبقات اور پارٹیوں کی حدود کا تعین ہو گیا ہے۔ استولیپن کے سکھائے ہوئے اسباق کے تازیانوں سے او انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کے ثابت قدم اور سرگرم پرچار سے نہ صرف اشتراکی پرولتاریہ بلکہ جمہوری کسان بھی اپنی صفوں سے ناگزیر طور پر زیادہ سے زیادہ ایسے پختہ کار مجاہد پیدا کریں گے جو ہمارے ٹالسٹائی ازم کے تاریخی گناہ کے کم مرتکب ہوں گے۔

''پرولتاری''شمارہ 35، 11 ستمبر 1908
لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن جلد
صفحات 206-213

گورکی کے اخراج کے متعلق بورژوا پریس کا افسانہ 11

فرانس (L' Eclair, Le Radical) جرمنی (Berliner Tagblatt) اور روس (Utro Rossii.Rech,Russkoye slovo Novaya Vremya) کے بورژوا اخبارات کئی دنوں سے بڑے مزے لے لے کر یہ انتہائی سنسنی خیز خبر شائع کر رہے ہیں: سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے گورکی کا اخراج۔ Vorwarts (12) اس لغو اطلاع کی تردید شائع کر چکا ہے۔ ''پرولتاری'' کے ادارتی بورڈ نے بھی کئی اخباروں کو تردید بھیجی لیکن بورژوا پریس نے اسے نظر انداز کر دیا اور یہ ہتک آمیز خبر برابر چھاپے جا رہا ہے۔

یہ سب کیسے شروع ہوا، اسے سمجھنا مشکل نہیں ہے: کسی قلم فروش نے اوتزوویزم (13) اور خدا پرستی

(14) پراختلافات کے متعلق کھسر پھسر سن لی (ایک سال سے اس سوال پر کھلم کھلا عام طور پر پارٹی میں اور خاص طور پر اخبار ''پرولتاری'' میں بحث ہورہی ہے)، پھر اپنی اطلاع کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس نے ایک غیر مقدس معجون تیار کر لی اور فرضی ''انٹرویو'' کے ذریعے ''خوب کمائی'' کی۔ ان غلط باتوں کو اچھالنے کا مقصد بھی واضح ہے۔ بورژوا پارٹیاں چاہیں گی کہ گورکی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی چھوڑ دیں۔ بورژوا اخبار جی جان سے کوشش کر رہے ہیں کہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے اندرونی اخلافات کو ہوا دیں اور ان کی مسخ شدہ تصویر پیش کریں۔ بورژوا اخباروں کی یہ کوششیں بے سود ہیں۔ رفیق گورکی نے فن کی اپنی عظیم تخلیقات کے ذریعے روس کی اور تمام دنیا کی مزدور تحریک سے اپنے آپ کو اتنے گہرے طور پر وابستہ کر لیا ہے کہ وہ اس خبر کا صرف حقارت سے جواب دے سکتے ہیں۔

''پرولتاری'' شمارہ 28. ,50۔نومبر 11دسمبر1909

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد19. صفحہ103

صحافی کی یادیاشتیں

(اقتباس)

موجودہ بین انقلابی دور کو محض اتفاق کہہ کر نہیں سمجھا یا جا سکتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم مطلق العنانی کے ارتقا کے، بورژوا بادشاہت کے ارتقا کے، بورژوا سیاہ صد(15) کی پارلیمانیت کے اور دیہات میں زار شاہی کی بورژوا پالیسی کے ایک خاص دور سے دوچار ہیں، اور انقلاب دشمن بورژوازی ان سب باتوں کی حمایت کر رہا ہے۔ موجودہ دور بلاشبہ ''انقلاب کی دولہروں کے درمیان'' ایک عبوری دور ہے لیکن دوسرے انقلاب کی تیاری کے واسطے ہمیں اس عبور کی خصوصیات پر ملکہ حاصل کرنا چاہئے اور اپنے طریقہ کار اور تنظیم کو اس مشکل، سخت اور اداس عبور کے مطابق اختیار کرنا چاہئے جسے ''تحریک'' کی رفتار نے ہم پر لا دیا ہے۔ دوما اور دوسرے قانونی موقوں کو استعمال کرنا جدوجہد کا ایک ایسا عام طریقہ ہے جس سے کوئی ''قابل نمائش'' نتیجے برآمد نہیں ہوتے۔ لیکن عبوری دور اسی لئے عبوری ہوتا ہے کہ اس کا خاص فریضہ قوتوں کا تیار کرنا، انھیں جمع کرنا ہے تاکہ فوری اور فیصلہ کن عمل کے وقت ان کا استعمال ہو۔ یہ جاننا کہ یہ کام کس طرح منظّم کیا جائے جو ظاہری بھڑک چمک سے عاری ہے، یہ جاننا کہ اس مقصد سے وہ تمام نیم غیر قانونی ادارے کس طرح استعمال کئے جائیں جو سیاہ صدا کتوبری دوما(16) کے دور کا

نشان امتیاز ہیں، یہ جاننا کہ اس بنیاد پر ہی انقلابی سوشل ڈیموکریسی کی تمام روایات کو، اس کے بہادر ماضی قریب کے نعروں کو، اس کے کام کی پوری روح کو، موقع پرستی اور اصلاح پسندی کے خلاف اس کے غیر مصالحانہ جدوجہد کو کس طرح برقرار رکھا جائے۔ یہ ہے پارٹی کا فریضہ اور وقت کا تقاضہ۔

...اب ہمیں اس نئے نظام العمل کی دوسری نئی خصوصیت کا جائزہ لینا چاہئے۔

یہ نئی خصوصیت ''ایک نئی پرولتاری'' ''ثقافت کی'' اور'' عوام میں اس کے پرچار'' کا فریضہ ہے جس کا اس نئے گروپ نے اعلان کیا ہے: ''پرولتاری سائنس کو فروغ دینا، پرولتاریوں کے درمیان سچے رفیقانہ تعلقات کو مضبوط کرنا، پرولتاری فلسفے کو ترقی دینا فن کو پرولتاری تمناؤں اور تجربے کا آئینہ دار بنانا''۔

نیا نظام العمل جس معصومانہ فن سفارت سے معاملے کے جوہر کو چھپایا کرتا ہے اس کہ یہ ایک مثال ہے! کیا یہ واقعی سادہ لوحی نہیں ہے کہ ''سائنس'' اور ''فلسفے'' کے درمیان ''سچے رفیقانہ تعلقات کو مضبوط کرنا'' ٹھونس دیا جائے۔ نیا گروپ اپنے نظام العمل میں اپنی فرضی شکایتیں، دوسرے گروپوں (سب سے پہلے کٹر بولشویکوں) کے خلاف اپنے الزامات شامل کر رہا ہ کہ انہوں ے ''سچے رفیقانہ تعلقات'' توڑ دیے۔ اس دلچسپ فقرے کا اصلی مطلب یہی ہے۔

یہاں ''پرلتاوری سائنس'' بھی ''رنجور اور بے محل'' نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ہم صرف ایک پرولتاری سائنس جانتے ہیں، اور وہ ہے مارکس ازم۔ پتہ نہیں کس وجہ سے اس نظام العمل کے منصف اس صحیح اصلاح سے گریز کرتے ہیں اور ہر جگہ ''سائنسی سوشلزم'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں (صفحات 16, 20, 21, 10, 13)۔ یہ سب کے علم میں ہے کہ روس میں مارکس ازم کے کٹر مخالف تک اسی اصطلاح کا حوالہ دیتے ہیں۔ دوسرے، جب نظام العمل میں یہ صاف صاف بیان کرنا بھی ضروری تھا کہ ہمارے موجودہ حالات میں فکری اور نظریاتی جدوجہد کا مطلب کیا ہے اور نظام کے مصنف کس کے ساتھ ہیں۔ اس نکتے پر خاموشی کو سادہ لوح حیلہ ہی کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ معاملے کا جوہر ہر اس شخص پر واضح ہے جو 9-1908ء کے سوشل ڈیموکریسی کے ادب سے واقف ہے۔ ہمارے زمانے میں مارکسسٹوں اور فلسفہ ماخ (18) کے ماننے والوں کے درمیان جدوجہد منظر عام پر آ گئی ہے اور وہ سائنس، فلسفے اور فن کے میدانوں میں لڑی جا رہی ہے۔ اس روشن حقیقت کی جانب آنکھیں بند کرنے کا مطلب مضحکہ خیزی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ''نظام العمل، اختلافات کو نظر انداز کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان کی وضاحت کرنے کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

اوپر نقل کئے ہوئے حصے سے ہمارے مصنفوں کا بری طرح بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ اصطلاح ''پرولتاری فلسفے'' کا مطلب دراصل ماخ ازم ہے۔ ہر سمجھدار سوشل ڈیموکریٹ ''نئی'' فرضی اصطلاح کو

فوراً شناخت کر سکتا ہے۔اسی فرضی اصطلاح کے گھڑنے اور اس کے پیچھے چھپنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔حقیقت یہ ہے کہ اس نے گروپ کے باا ثر ادبی روح رواں لوگ فلسفی ماخ کے پیرو ہیں اور وہ غیر ماخ فلسفے کو غیر ''پرولتاری'' قرار دیتے ہیں۔

اس نظام العمل میں دراصل یہ لکھنا چاہئے تھا: نیا گروپ ان لوگوں کو یکجا کرتا ہے جو فلسفے اور فن کے بارے میں غیر ''پرولتاری''، یعنی غیر ماخ کے نظریات کے خلاف جدوجہد کرنے کو تیار ہوں گے۔یہ مشہور نظریاتی رجحان کا کھرا، سچا اور کھلا اعلان ہوتا اور دوسرے رجحانات کے لئے کھلی للکار ہوتی۔جب پارٹی کے لئے کوئی نظریات جدوجہد بہت اہمیت رکھتی ہے تو پھر آنکھ مچولی کھیلنے کے بجائے کھلم کھلا اعلان جنگ کرنا چاہئے۔

ہم سب سے اپیل کریں گے کہ وہ مارکس ازم کے خلاف نظام العمل کی فلسفیانہ جدوجہد کے ڈھکے چھپے اعلان کا دوٹوک اور صاف جواب دیں۔درحقیقت ''پرولتاری ثقافت'' کے بارے میں تمام لفاظی کا مقصد مارکس ازم کے خلاف جدوجہد پر محض پردہ ڈالنا ہے نئے گروپ کی ''انوکھی'' خصوصیت یہ ہے کہ صاف گوئی سے یہ بتائے بغیر کہ وہ فلسفے کے میدان میں کس رجحان کا علم بردار ہے، اس نے پارٹی کے نظام العمل میں فلسفے کو داخل کر دیا ہے

برسبیل تذکرہ، یہ کہنا غلط ہوگا کہ نظام العمل کے وہ الفاظ جو اوپر نقل کئے گئے ہیں ان کا اصل مافیہہ پوری طرح منفی ہے۔ان کا ایک مثبت پہلو بھی ہے۔اور یہ مثبت پہلو ایک نام ظاہر کرتا ہے: میکسم گورکی۔

بورژوا اخبارات جسے الم نشرح کر چکے ہیں (اسے مسخ کر کے اور توڑ مروڑ کر) واقعی اس حقیقت کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کہ گورکی اس نئے گروپ کے حامی ہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ گورکی پرولتاری فن کے عظیم ترین نمائندے ہیں، انہوں نے اس فن کے لئے بہت کچھ کیا ہے اور مستقبل میں اور زیادہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔سوشل ڈیموکریٹ پارٹی کے کسی بھی گروپ کو گورکی کی رکنیت پر بجا فخر ہوسکتا ہے۔لیکن اس بنیاد پر نظام العمل میں ''پرولتاری فن'' داخل کرنے کا مطلب اس نظام العمل کو بے مایگی کی سند دینا ہے، اپنے گروپ کو ادبی حلقے تک محدود کر دینا ہے اور اس کی قلعی کھولنا ہے کہ وہ خود ''تحکمانہ'' ہے..نظام العمل کے مصنفوں نے باا ثر لوگوں کو تسلیم کرنے کے خلاف بہت کچھ کہا ہے لیکن براہ راست یہ نہیں بتایا کہ کس لئے۔حقیقت یہ ہے کہ وہ فلسفے کے میدان میں مادیت کی مدافعت کو اور اوتزوویزم کے خلاف بولشویکوں کی جدوجہد کو ان باا ثر لوگوں کا انفرادی کاروبار سمجھتے ہیں (ایک سنجیدہ معاملے کے بارے میں اتنا نرم و نازک اشارہ) جن پر فلسفہ ماخ کے دشمنوں کا ''اندھا عقیدہ'' ہے۔اس قسم کی جملے بازی بلاشبہ بچکانہ ہی کہی جا سکتی ہے۔لیکن یہ واقعی ''وپیریوڈ'' (18) کے حامی ہیں جو باا ثر لوگوں کے ساتھ بدتمیزی کر رہے ہیں۔گورکی پرولتاری فن کی دنیا میں مستند ہستی ہیں۔اس پر کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا۔اس مستند شخصیت کو ماخ ازم اور اوتزوویزم (نظریاتی معنی میں) مضبوط کرنے کے لئے استعمال کرنا

بااثر لوگوں کے ساتھ بدتمیزی کی ایک مثال ہے۔

ماخ ازم اوراوتزوویزم کے ساتھ اپنی ہمدردی کے باوجود پارٹی پرولتاری فن کے لئے قابل قدر ہیں۔لیکن ایک نظام العمل جو پارٹی کے اندر ماخ ازم اور اوتزوویزم کے حامیوں کا گروپ قائم کرتا ہے اور اس گروپ کا خاصل فریضہ نام نہاد''پرولتاری''فن کی ترقی قرار دیتا ہے سوشل ڈیموکریٹک پرولتاری تحریک کے فروغ کے لئے منفی ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ نظام العمل ایک ممتاز مستند شخصیت کی سرمیوں کی وہی خصوصیات استعمال کرنا اور انہیں مضبوط بنانا چاہتا ہے جو اس مستند شخصیت کے کمزور پہلو کو ظاہر کرتی ہیں اور پرولتاریہ کی وہ جو عظیم خدمت کر رہا ہے اس منفی نوعیت رکھتی ہیں۔

6(19) مارچ اور 25 مئی (7 مارچ) 1910 کو''دسکوسیونی لستوک''کے شماروں 1 اور 2 میں شائع شدہ مضمون سے اقتباس

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچوں روسی ایڈیشن، جلد 19 صفحات 252-248

لیوٹالسٹائی

لیوٹالسٹائی کا انتقال ہوگیا۔فن کار حیثیت سے ان کی عالمی فضیلت، مفکر اور معلم اخلاق کے لحاظ سے ان کی عالمی شہرت، یہ دونوں باتیں اپنے اپنے طریقے سے روسی انقلاب کی عالمی اہمیت کی عکاسی کرتی ہیں۔

ٹالسٹائی اس وقت ایک عظیم فن کار تسلیم کئے گئے جب ملک پر ہنوز کسان غلامی چھائی ہوئی تھی۔اپنے عظیم شاہکاروں میں، جو نصف صدی سے زیادہ اپنی ادبی سرگرمیوں کے دوران تخلیق کئے گئے، انہوں نے خاص کر پرانے قبل از انقلاب کے روس کی تصویر کشی کی جو 1861 کے بعد بھی نیم کسان غلامی کی حالت میں تھا (19)- زمیندار اور کسان کا دیہاتی روس۔روسی تاریخ کے اس دور کی تصویر کشی میں اتنے زیادہ اہم مسائل پیش کرنے میں کامیاب رہے اور فنی صلاحیتوں کی اتنی بلندیوں پر پہنچے کہ ان کی تصنیفات کا شمار عالمی ادب کے بہترین شاہکاروں میں ہونے لگا۔ٹالسٹائی کی طباع درخشانی کا ممنوں ہونا چاہئے کہ ایک ایسے ملک میں، جو غلاموں کے آقاؤں کے جوئے تلے تھا، انقلاب کی تیاری کا دور تمام انسانیت کے فنی ارتقا کے لئے ایک سنگ میل بن گیا۔

روس میں بھی بہت چھوٹی سی اقلیت ٹالسٹائی کو ایک فن کار کی حیثیت سے جانتی ہے اس لئے اگر ان کی عظیم

تخلیقات کوواقعی سب کی ملکیت بنانا ہےتو پھراس سماجی نظام کے خلاف جدوجہداور جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے جس میں کروڑوں لوگ جہالت، گمراہی، مشقت اورغربت کا شکار ہیں۔اسے بدلنے کے لئے اشتراکی انقلاب کرنے کی ضرورت ہے۔

ٹالسٹائی نے صرف فنی تخلیقات ہی نہیں کیں جن کی لوگ ہمیشہ قدر کریں گے اورانہیں پڑھیں گے لیکن یہ اس وقت ہوگا جب وہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کا جوا اتار پھینکنے کے بعد اپنی انسانی زندگی کے لئے بہتر حالات پیدا کریں گے۔وہ عام لوگوں کی کیفیت مزاج کو بھی بڑی غیر معمولی قوت سے پیش کرنے میں کامیاب رہے جنہیں موجودہ نظام کچل رہاہے، انہوں نے ان کی حالت زار کا نقشہ کھینچا اوران کے احتجاج اور غصے کے بے ساختہ جذبات کا اظہار کیا۔ بنیادی طورپر 1904 -1861 کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک فن کار، مفکراور معلم اخلاق کی حیثیت سے انہوں نے اپنی تصنیفوں میں پہلے روسی انقلاب کے مخصوص خدوخال_ اس کی مضبوطی اورکمزوری کا__ حیرت انگیز طورپر اظہار کیا۔

ہمارے انقلاب کی ایک خاص ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ وہ عالمی پیمانے پر سرمایہ داری کے بہت ترقی یافتہ ارتقا کے دور میں اورروسی میں نسبتاً ترقی یافتہ ارتقا کے دور میں ایک کسان بورژوا انقلاب تھا۔وہ بورژوا انقلاب اس لئے تھا کہ اس کا فوری مقصد زارشاہی کی مطلق العنانی اور زارشاہی بادشاہت کا تختہ الٹنا اور زمینداری کو ختم کرنا تھا، اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ بورژوازی کا غلبہ ختم کیا جائے۔خاص کر کسان اس آخرالذکر مقصد سے واقف نہ تھے، انہیں اس مقصد اور جدوجہد کے قریبی اورفوری مقاصد کے درمیان فرق معلوم نہیں تھا۔وہ کسان بورژوا انقلاب اس لئے تھا کہ خارجی حالات نے سب سے آگے یہ مسلہ پیش کیا کہ کسانوں کے حالات زندگی بنیادی طور پر بدلے جائیں، زمین کی ملکیت کا پرانا قرون وسطٰی کا نظام ختم کیا جائے اور سرمایہ داری کے لئے ''زمین ہموار'' ہو۔ خارجی حالات ایسے تھے کہ کسان کم وبیش آزاد تاریخی اقدام کے لئے میدان میں اتریں۔

ٹالسٹائی کی تصانیف عام کسان تحریک کے ان ہی دونوں پہلوؤں، مضبوطی اور کمزوری، قوت اور قیود کی عکاسی کرتی ہیں۔ ریاست اور سرکاری کلیسا جس کا پولیس کے ساتھ گٹھ جوڑ تھا ان کے خلاف ٹالسٹائی کا پرجوش، جذباتی اوراکثر بے رحمانہ سخت احتجاج ان سادہ کسان جمہوری عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے جن کے دلوں میں صدیوں کی کسان غلامی نے، سرکاری مظالم اورلوٹ مارنے، کلیسا کی ریاکاری نے، فریب اور حیلہ بازی نے غصے اورنفرت کے سمندر بھر رکھے تھے۔زمین کی نجی ملکیت سے ان کی غیر مصالحانہ مخالفت اس تاریخی دور میں کسان عوام کی نفسیات کا اظہار کرتی ہے، جب زمین کی قدیم اورازمنہ وسطٰی کی ملکیت__ آراضی املاک اور سرکاری طور پر دئے ہوئے قطعات دونوں شکلوں میں، ملک کی ترقی کی راہ میں ایک ناقابل برداشت رکاوٹ بن گئی تھی اور

جب زمین کی اس قدیم ملکیت کو بلاتوقف اور بے رحم طریقے سے ناگزیر طور پرختم ہونا ہی تھا۔ سرمایہ داری کے خلاف ان کی پیہم ملامت ــــ جو انتہائی گہرے جذبات اور غیظ وغضب سے لبریز تھی ــــ پدرشاہی والے کسان کی اس تمام دہشت کی عکاسی کرتی ہے جسے وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ جب کہیں بدیس سے ایک نیا، نظر نہ آنے والا، ناقابل فہم دشمن اس کے نزدیک آ چکا تھا، جس نے دیہی زندگی کے تمام ''ستون'' منہدم کر دیے اور جو اپنی جلو میں بے مثال تباہی، غربت، فاقہ کشی، بربریت، عصمت فروشی، آتشک لایا۔ اور یہ سب بپتائیں جو سرمایے کے ''ابتدائی اجتماع کے دور'' کے ساتھ آتی ہیں روس میں سوگنا بڑھ گئیں، جب اس کی سرزمین پر قادر مطلق موسیو کوپن (20) کے ایجاد کئے ہوئے غارتگری کے جلدترین طریقوں کو چسپاں کیا گیا۔

لیکن اس پرزور احتجاج کرنے والے اور پرجوش الزام لگانے والے اور عظیم معترض نے اپنی تخلیقات میں ایک کمزوری بھی دکھائی، یہ تھی روس کو درپیش بحران کے اسباب اور بحران سے بچنے کے ذرائع سمجھنے میں ناکامی۔ یہ صرف پدرشاہی والے، بھولے کسان کی ہی خاصیت ہو سکتی ہے، مغربی تعلیم یافتہ مصنف کی نہیں۔ چنانچہ جاگیردارانہ اور پولیس ریاست کے خلاف، مطلق العنانی کے خلاف ان کی جدوجہد نے سیاست سے گریز کی شکل اختیار کر لی، وہ ''بدی کے خلاف عدم مزاحمت کے'' عقیدے میں بدل گئی، اور وہ لوگوں کی 7_1900 کی انقلابی جدوجہد سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ سرکاری کلیسا کے خلاف لڑائی کے ساتھ ساتھ ایک نئے، پاک وصاف مذہب کی تبلیغ بھی کی گئی، جس کا مطلب یہ تھا کہ مظلوم عوام کے واسطے ایک نیا، لطیف، میٹھا زہر۔ زمین کی نجی ملکیت کی مخالفت کا نتیجہ اصلی دشمن۔ زمینداری اور اس کے اقدار کے سیاسی آلے یعنی شہنشاہیت ــــ کے خلاف جدوجہد مرکوز ہونے کی شکل میں نہیں نکلا بلکہ اس نے خواب سی، دھندلی اور مجہول گریہ وزاری کا راستہ اختیار کر لیا۔ سرمایہ داری کا اور جو تباہ کاریاں وہ لوگو پر مسلط کرتی ہے اس کا پردہ ضرور چاک کیا گیا لیکن ساتھ ہی ساتھ بین الاقوامی اشتراکی پرولتاریہ جو عالمی پیمانے پر نجات کے لئے جدوجہد کر رہا ہے اس کی جانب بالکل بے تعلقی کا رویہ رہا۔

ٹالسٹائی کے خیالات میں جو تضاد پائے جاتے ہیں وہ صرف ان کے ذاتی خیالات کے منفرد تضاد نہیں ہیں بلکہ ان انتہائی پیچیدہ متضاد حالات، سماجی اثرات اور تاریخی روایتوں کی عکاسی کرتے ہیں جنہوں نے بعد از اصلاحات لیکن قبل از انقلاب کے دور میں روسی سماج کے مختلف طبقات اور مختلف پرتوں کی نفسیات ڈھالی۔

یہی وجہ ہے کہ ٹالسٹائی کی شخصیت کو صحیح طور پر صرف اس طبقے کے نقطہ نظر سے پرکھا جا سکتا ہے جس نے ان تضادات کی پہلی بار مذمت کے وقت یعنی انقلاب کے دوران اپنے سیاسی رول اور اپنی جدوجہد کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ وہ آزادی کی اور عوام کی لوٹ کھسوٹ سے نجات کی لڑائی میں رہنمائی کے لئے مامور ہے ــــ وہ طبقہ جس نے جمہوریت کے نصب العین سے اپنی بے لوث وفاداری اور بورژوا (اس کسان بھی شامل ہے) معذوریوں

اور غیر ثابت قدمی کے خلاف لڑنے کی اپنی قابلیت ثابت کر دی ہے ــــ صحیح تخمینہ صرف سوشل ڈیموکریٹک پرولتاریہ کے نقطہ نظر سے ممکن ہے۔

سرکاری اخباروں نے پرجورائے آرائی کی ہے اس پر نظر ڈالیے۔ ''عظیم مصنف'' کی عظمت کا اعتراف کرنے کے لئے انہوں نے مگر مچھ کے آنسو بہائے ہیں لیکن ساتھ ہی ''مقدس'' مجلس کلیسا (21) کی مدافعت بھی کی ہے۔ جہاں تک بشپوں کا تعلق ہے تو انہوں نے ایک خاص پاجی پن کا گناہ کیا، انھوں نے دم توڑتے ہوئے آدمی کے پاس پادری بھیجے تاکہ عوام کو یہ کہہ کر بیوقوف بنائیں کہ ٹالسٹائی نے اپنے ''گناہوں کا اعتراف'' کرلیا ہے۔ مقدس مجلس کلیسا ٹالسٹائی کو کلیسائی حقوق سے محروم کر چکی تھی۔ سونے پر سہاگہ اسی کو کہتے ہیں۔ یہ کرتب اس وقت یاد رکھا جائے گا جب لوگ پادریوں کا جبہ پہننے والے افسروں، حضرت عیسیٰ کے نام لیوا پولیس والوں اور خبیث احتساب کرنے والوں سے حساب صاف کریں گے جو یہودیوں کے قتل اور غارتگری کی اور زارشاہی کے سیاہ صد غنڈوں کی مہموں کی حمایت کرتے ہیں۔

اعتدال پسند اخباروں نے پرجورائے آرائی کی ہے اس پر بھی نظر ڈالیے۔ انہوں نے اپنے آپ کو کھوکھلے، سرکاری طور پر اعتدال پسند، گھسے ہوئے پروفیسرانہ جملوں تک محدود رکھا ہے ــــ ''مہذب انسانیت کی آواز''، ''دنیا کی ایک دل دھڑکن''، ''سچائی اور نیکی کے خیالات'' وغیرہ وغیرہ۔ ایسی ہی باتوں پر بورژوا سائنس کی بجا طور پر گوشمالی کیا کرتے تھے۔ اعتدال پسند لوگ ریاست پر، کلیسا اور زمین کی نجی ملکیت پر، سرمایہ داری پر ٹالسٹائی کے خیالات کے متعلق صاف اور سادہ زبان میں اپنی رائے نہیں دے سکتے ــــ یہ اس لئے نہیں کہ سینسر انہیں روکتا ہے۔ اس کے برعکس سینسر ان کی اتنی زیادہ مدد کرتا ہے کہ وہ کھسیانے لگتے ہیں! وہ اس لئے رائے نہیں دیتے کہ ٹالسٹائی کی تنقید کا ہر نکتہ بورژوا اعتدال پسندی کے منہ پر تماچہ ہے، وہ اس لئے خاموش ہیں کہ ٹالسٹائی جس طرح ہمارے زمانے کے انتہائی شدید اور پریشان کن مسائل کو بے جگری، صاف گوئی اور نے رحمی سے پیش کرتے ہیں وہ ہمارے اعتدال پسند (اور اعتدال پسند نزودنیکی) صحافیوں کے بازاری جملوں، فرسودہ لفظوں کے ہیر پھیر اور حیلے باز ''مہذب'' فریبیوں کے لئے تازیانہ ہے۔ اعتدال پسند کے حامی ہیں، مجلس کلیسا کے بالکل خلاف ہیں ــــ اور ساتھ ہی وہ ''ویخی'' (22) کے حلقے کی بھی حمایت کرتے ہیں، جس سے ''رضامند نہ ہونا ممکن ہے'' لیکن ایک پارٹی میں میل ملاپ کرنا بھی ''ضروری'' ہے اور جس کے شانہ بشانہ ادب اور سیاست میں کام کرنا بھی ''ضروری'' ہے۔ اور بشپ انتھونی وولینسکی ''ویخی'' کے لوگوں کے ہاتھ چوم کر ان کا خیر مقدم کرتا ہے۔

اعتدال پسند اس پر بڑا زور دیتے ہیں کہ ٹالسٹائی ''عظیم ضمیر'' ہیں۔ کیا یہ کھوکھلا فقرہ نہیں ہے جسے ''نووائے وریمیا'' (23) اور اس جیسے تمام اخبار ہزار طریقوں سے دہراتے رہتے ہیں؟ کیا یہ جمہوریت اور سوشلزم کے ان

ٹھوس مسائل سے گریز نہیں ہے جنہیں ٹالسٹائی نے پیش کیا تھا؟ کیا یہاں خیالات کی پیش بیانی نہیں ہے جوان کی دانش کی نہیں بلکہ ان کے تعصّبات کا اظہار ہیں، ان کا وہ حصہ جس کا تعلق مستقبل سے نہیں بلکہ ماضی سے ہے، ہر قسم کے طبقاتی غلبے کے خلاف ان کے پر جوش احتجاج سے نہیں بلکہ سیاست سے کنارہ کشی اور اخلاق کی اندرونی تکمیل کے وعظ سے ہے۔

ٹالسٹائی سدھار گئے ۔اور قبل از انقلاب کا روس، جس کی کمزوری اور مجہولیت ان کے فلسفے میں ملتی ہے اور جس کی تصویر کشی انہوں نے اپنی تخلیقات میں عظیم فن کار کی طرح کی ہے، اب قصہ پارینہ بن چکا ہے۔لیکن انہوں نے جو ورثہ چھوڑا ہے اس میں ایسی باتیں بی شام ہیں جو قصہ پارینہ نہیں ہوئیں بلکہ ان کا تعلق مستقبل سے ہے۔ روسی پرولتاریہ نے اس ورثے کو قبول کیا ہے اور وہ اس پر کام کر رہا ہے ۔ روس کا پرولتاریہ محنت کش اور استحصال کئے جانے والے عوام کو ریاست اور کلیسا پر، زمین کی نجی ملکیت پر ٹالسٹائی کی تنقید کا مفہوم سمجھائے گا، اس غرض سے نہیں کہ عوام اپنے اخلاق کی اندرونی تکمیل اور متقی زندگی کی تمنا کرنے میں الجھے رہیں بلکہ اس لئے کہ وہ زارشاہی کی بادشاہت اور زمینداری پر نئی ضرب لگانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، جنہیں 1905 میں کم نقصان پہنچا تھا، جنہیں اب مکمل طور پر ختم کر دینا چاہئے ۔روس کا پرولتاریہ عوام کو سرمایہ داری پر ٹالسٹائی کی تنقید سمجھائے گا، اس غرض سے نہیں کہ وہ سرمایے اور زر کی حکمرانی کو بددعائیں دیتے رہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اپنی زندگی کے اور جدوجہد کے ہر قدم پر سرمایہ داری کی ٹکنیکی اور سماجی حاصلات کو استعمال کرنا سیکھیں، وہ اپنے آپ کو کروڑوں اشتراکی مجاہدوں کی ایک ایسی متحد فوج میں مربوط کرنا سیکھیں جو سرمایہ داری کا تختہ الٹ دے اور ایک نیا سماج تعمیر کرے جس میں عوام کو غربت سے نجات ملے اور جہاں انسان انسان کا استحصال نہ کرے۔

''سوشل ڈیموکریٹ'' شمارہ16,18(29)نومبر1910 کو شائع ہوا۔

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد20، صفحات24_19-

---

ٹالسٹائی اور ہم عمر مزدور تحریک

روس کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں روسی مزدور ٹالسٹائی کی موت کے سلسلے میں اپنے خیالات پیش کر چکے ہیں ۔انھوں نے مصنف کے متعلق، جن کی قلم سے بڑی تعداد میں ایسے نادرفن پارے تخلیق ہوئے جن کے

سبب وہ دنیا کے عظیم ترین مصنفوں کے رتبے تک جا پہنچے، اور مفکر کے بارے میں بھی جنہوں نے اپنی انتہائی قوت، خود اعتمادی اور خلوص کے ساتھ اپنے ہم عصر سیاسی اور سماجی نظام کے بنیادی خدوخال سے تعلق رکھنے والے سوالات اٹھائے، اپنے رویے کو کسی نہ کسی طرح ظاہر کیا۔ اس رویے کا مجموعی اظہار تیسری دوما میں مزدوروں کے نمائندہ ممبروں کے تار میں ملتا ہے، جسے اخبار شائع کر چکے ہیں (24)۔

ٹالسٹائی نے اپنی ادبی زندگی اس وقت شروع کی جب کسان غلامی ہنوز باقی تھی لیکن اپنے خاتمے کے دن گن رہی تھی۔ ٹالسٹائی کی سرگرمیاں روس کی تاریخ کے اس عہد سے تعلق رکھتی ہیں جو اس کی دو اہم منزلوں کے درمیان پھیلا ہوا تھا __ 1861 اور 1900 - اس عہد میں کسان غلامی کے نشانات، اس کی براہ راست باقیات ملک کی تمام معاشی (خاص کر دیہات میں) اور سیاسی زندگی پر چھائی ہوئی تھیں۔ اور یہی وہ زمانہ تھا جب سرمایہ داری نیچے سے بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی اور اوپر سے بوئی جا رہی تھی۔

کسان غلامی کی باقیات کا اظہار کس طرح ہوتا تھا؟ سب سے زیادہ اور انتہائی واضح شکل میں اس حقیقت سے کہ روس میں، جو خاص کر زرعی ملک تھا، اس وقت زراعت تباہ حال، مفلس کسانوں کے ہاتھوں میں تھی جو دقیانوسی اور قدیم طریقوں سے پرانے جاگیری قطعات پر کام کرتے تھے جو 1861 میں زمینداروں کے ہاتھ میں تھی جو زمین پر کاشت کسانوں کی محنت، ان کے لکڑی کے ہلوں اور گھوڑوں کے ذریعے کراتے تھے اور اس کا معاوضہ ''کٹی ہوئی زمین'' (20)، چراگاہوں اور پانی کے ذخیروں کی شکل میں دیتے تھے۔ بنیادی طور پر یہ معیشت کا کسان غلامی کا پرانا نظام تھا۔ اس دور میں روس کے سیاسی نظام پر بھی کسان غلامی چھائی ہوئی تھی۔ یہ متعدد باتوں سے ظاہر ہوتا ہے __ 1900 میں تبدیلی کے ابتدائی اقدام سے پہلے والے ریاستی نظام سے، ریاستی امور پر زمیندار امرا کے غالب اثر سے، حکام کے غیر محدود اختیارات سے، جو اکثر و بیشتر __ خاص کر اونچے عہدوں کے لئے __ زمیندار امرا سے ہی تعلق رکھتے تھے۔

1861 کے بعد عالمی سرمایہ داری کے زیر اثر یہ قدیم پدرشاہی والا روس بڑی تیزی سے منتشر ہونے لگا۔ کسان بھوکوں مرنے لگے، اور واقعی مرے بھی، اتنے تباہ ہوئے جتنے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے اور زمین چھوڑ چھوڑ کر شہر بھاگنے لگے۔ تباہ شدہ کسانوں کی ''سستی محنت'' کو دعائیں دیجئے کہ ریلوے لائنوں، کارخانوں، فیکٹریوں کی تعمیر بڑے زور شور سے ہونے لگی۔ روس میں وسیع پیمانے پر بڑا مالیاتی سرمایہ تجارت اور صنعت کے ساتھ ساتھ بڑھنے لگا۔

اس کی وجہ سے پرانے روس کے تمام قدیم ''ستون'' بڑی تیزی سے، تکلیف کے ساتھ اور شدت سے گرنے لگے۔ اسی کی عکاسی فن کار ٹالسٹائی کی تخلیقات میں اور مفکر ٹالسٹائی کے خیالات میں ملتی ہے۔

دیہی روس، زمینداروں اور کسانوں کے رہن سہن کے بارے میں ٹالسٹائی کی معلومات غیر محدود تھیں۔ اپنے فن پاروں میں انہوں نے ان ہی کی تصویر کشی کی جواب عالمی ادب کی بہترین تصنیفوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ دیہی روس کے تمام ''پرانے ستونوں'' کے انہدام نے ان کی توجہ کو مہمیز دی، اور ان کے ارد گرد جو رہا تھا اس سے ان کی دلچسپی بڑھائی اور ان کے نظریہ زندگی میں بنیادی تبدیلی کی۔ پیدائش اور تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ٹالسٹائی روس کے سب سے اونچے زمیندار سے تعلق رکھتے تھے، لیکن انہوں نے اپنے ماحول کے روایتی خیالات سے ناطہ توڑ ڈالا اور اپنی بعد کی تصنیفات میں ہم عصر ریاست، کلیسا، سماجی اور معاشی اداروں کے خلاف سخت تنقیدی حملے کئے جن کی بنیاد عوام کی غلامی، ان کی غربت، کسانوں اور عام طور پر چھوٹے مالکوں کی تباہی اور جبر وریاکاری پر تھی جو ہم عصر زندگی میں اوپر سے لے کر نیچے تک چھائی ہوئی تھی۔

ٹالسٹائی نے جو تنقید کی وہ کوئی نئی نہ تھی۔ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو یورپی اور روسی دونوں ادبوں میں بہت پہلے محنت کش عوام کے خیر خواہوں نے نہ کہی ہو۔ لیکن ٹالسٹائی کی تنقید کی جدت اور اس کی تاریخی اہمیت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ انہوں نے، ایک طباع فن کار کی پوری قوت سے، اس زمانے میں مضمر ہے کہ وسیع ترین عوام کے خیالات __ کسان روس کے خیالات میں ترقی پسند تبدیلی کی عکاسی کی۔ اپنے ہم عصر اداروں پر ٹالسٹائی نے جو تنقید کی وہ ان ہی اداروں پر جدید مزدور تحریک کے نمائندوں کی تنقید سے مختلف اس لئے ہے کہ ٹالسٹائی کا نقطہ نظر پدر شاہانہ، بھولے کسان کا نقطہ نظر تھا جس کی نفسیات ان کی تنقید اور عقائد میں شامل تھی۔ ٹالسٹائی کی تنقید کا امتیاز اس کی جذباتی قوت، احساس، تیقن، تازگی، خلوص اور ''جڑ تک پہنچنے کے لئے''عوام کے دکھوں کی اصل وجہ کا کھوج لگانے کے لئے اس کی بے باکی ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ یہ تنقید ان کروڑوں کسانوں کے خیالات میں بڑی تبدیلی کی عکاسی کرتی ہے جنہوں نے ابھی ابھی کسان غلامی سے آزادی حاصل کی تھی اور پھر انہوں نے دیکھا کہ ان کے لئے اس آزادی کا مطلب تباہی، فاقے سے موت، شہر کی آبادی کی نچلی تہہ کے درمیان بے گھر زندگی وغیرہ کی ہولناکیاں ہیں۔ ان کے جذبات کی ٹالسٹائی نے اتنی سچائی کے ساتھ آئینہ داری کی کہ انہوں نے کسان عوام کی سادگی، سیاسی زندگی سے ان کی علیحدگی، ان کی صوفیت، دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی ان کی خواہش ''بدی سے عدم مزاحمت''، سرمایہ داری اور ''زر کی طاقت'' کے خلاف بے سود بد دعاؤں کو اپنے عقائد میں شامل کر لیا۔ کروڑوں کسانوں کا احتجاج اور ان کی مایوسی بھی __ یہ دونوں باتیں ٹالسٹائی کے عقیدے میں یکجا ہو گئیں۔

جدید مزدور تحریک کے نمائندے سمجھتے ہیں کہ انہیں اور زیادہ احتجاج کرنا ہے اور مایوسی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مایوسی مٹنے والے طبقات کی علامت ہوتی ہے لیکن اجرتی مزدوروں کا طبقہ وہ طبقہ ہے جو روس سمیت تمام

سرمایہ دار ملکوں میں ناگزیر طور پر تعداد کے لحاظ سے بڑھ رہا ہے، ترقی کر رہا ہے اور مضبوط ہو رہا ہے۔ مایوسی ان لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے جو بدی کے اسباب نہیں سمجھتے، جنہیں کوئی حل نظر نہیں آتا اور جو جدوجہد کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جدید صنعتی پرولتاریہ کا ایسے طبقات کے زمرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اخبار ''ناش پوت'' شمارہ 7، 28 نومبر 1910

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 20، صفحات 41-38

ٹالسٹائی اور پرولتاری جدوجہد

ٹالسٹائی زبردست قوت اور خلوص کے ساتھ حکمراں طبقات کی مذمت کرتے رہے، انہوں نے بڑی وضاحت سے ان تمام اداروں کی ریاکاری کا پردہ چاک کیا جن پر جدید سماج قائم ہے: کلیسا، عدالت، عسکریت پرستی، ''قانونی'' شادی، بورژوا سائنس۔ لیکن ان کے نظریات جدید سماجی نظام کو دفن کرنے والے پرولتاری طبقے کی زندگی، کام اور جدوجہد کے بالکل متضاد ثابت ہوئے۔ تو پھر لیو ٹالسٹائی کی تعلیمات کس کا نقطہ نظر پیش کرتی ہیں؟ ٹالسٹائی کی زبان ذریعے روس کے ان کروڑوں لوگوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی جو موجودہ زندگی کے آقاؤں سے نفرت تو کرنے لگے لیکن ابھی تک ان کے خلاف باشعور، ثابت قدم، گہری فیصلہ کن جدوجہد کے نقطے تک نہیں پہنچے۔

عظیم روسی انقلاب کی تاریخ اور اس کے نتائج دکھاتے ہیں کہ طبقاتی شعور رکھنے والے اشتراکی پرولتاریہ اور پرانے نظام کے کھلم کھلا محافظوں کے وسط میں ایسے ہی لوگ تھے۔ ان لوگوں نے، جو خاص کر کسانوں پر مشتمل تھے انقلاب کے دوران یہ ثابت کر دیا کہ انہیں پرانے نظام سے کس قدر نفرت ہے، وہ موجود نظام کے مصائب کتنی شدت سے محسوس کرتے ہیں، ان کے دلوں میں اس سے آزاد ہونے اور بہتر زندگی حاصل کرنے کی کتنی گہری خودرو تمنا ہے۔

لیکن ساتھ ہی انقلاب میں ان لوگوں نے یہ بھی دکھایا کہ ان کی نفرت میں سیاسی شعور کی کمی ہے، جدوجہد میں وہ ثابت قدم نہیں ہیں اور بہتر زندگی کے واسطے ان کی تلاش تنگ دائرہ تک محدود ہے اس عظیم انسانی سمندر نے جس کی تہہ تک ہلچل کی لہریں پہنچ گئی تھیں اپنی تمام کمزوریوں اور تمام توانائیوں کے ساتھ ٹالسٹائی تعلیمات میں اپنے

آپ کو منعکس کیا۔

لیوٹالسٹائی کے ادبی شاہکار پڑھ کر روسی مزدور طبقہ اپنے دشمنوں کو بہتر طور پر پہچانے گا لیکن ان کی تعلیمات کی پڑتال کر کے روسا کے تمام عوام کو یہ سمجھنا ہوگا کہ ان کی اپنی کمزوری کی جڑ کیا ہے جس نے انہیں اپنی نجات کی منزل مقصود تک پہنچنے سے روکا۔ پیش قدمی کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے۔

اس پیش قدمی کو وہ تمام لوگ روک رہے ہیں جو ٹالسٹائی کو ''عالمی ضمیر''، ''زندگی کا استاد'' کہتے ہیں۔ اعتدال پسند یہ جھوٹ جان بوجھ کر پھیلا رہے ہیں اور ان کا مقصد ٹالسٹائی کے نظریات کا انقلاب دشمن پہلو استعمال کرنا ہے۔ اور ''زندگی کے استاد'' کے اسی مکر کو اعتدال پسندوں کے بعد سابق سوشل ڈیموکریٹ بھی دہرا رہے ہیں۔

روسی عوام صرف اس وقت اپنی نجات حاصل کر سکتے ہیں جب وہ یہ سمجھ لیں کہ بہتر زندگی حاصل کرنے کے لئے انہیں ٹالسٹائی سے نہیں بلکہ اس طبقے سے سیکھنا چاہئے جس کی اہمیت کو ٹالسٹائی نے محسوس نہیں کیا لیکن صرف یہی طبقہ اس پرانی دنیا کو تباہ کرنے کے قابل ہے جس سے ٹالسٹائی کو نفرت تھی۔ اور یہ طبقہ ہے پرولتاریہ۔

''ربوچایا گزیتا'' شمارہ 2، 18(31) دسمبر 1910

لینن کا روسی ایڈیشن، جلد، صفحات 71_70-

ٹالسٹائی اور ان کا عہد

لیوٹالسٹائی کا جس عہد سے تعلق ہے اور جس کی عکاسی نمایاں طور پر ان کی باکمال ادبی تخلیقات اور ان کے نظریات میں ملتی ہے وہ 1861 کے بعد شروع ہوا اور 1905 کے بعد ختم ہو گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ نے اپنی ادبی زندگی اس سے پہلے شروع کر دی تھی اور وہ اس کے بعد ختم ہوئی، لیکن یہی وہ دور ہے جس کی عبوری نوعیت نے کی تخلیقات اور ازم کی تمام ممتاز خصوصیات کو نکھارا اور جب انہوں نے فن کار اور مفکر دونوں کی حیثیت سے پختگی حاصل کی۔

''آنا کرینینا'' ناول میں ایک کردار لیوین ہے۔ اس کے ذریعے بڑی وضاحت سے روس کی تاریخ کے اس موڑ کی نوعیت بیان کرتے ہیں جو اس نصف صدی میں واقع ہوا تھا۔

''فصل کی کٹائی، مزدوروں کو اجرت پر رکھنے وغیرہ کے متعلق لیوین جانتا تھا کہ رسم و رواج کے مطابق یہ ادنیٰ باتیں ہیں۔ لیکن اب یہی باتیں لیوین کے لئے اہم ہو گئیں۔ شائد یہ باتیں کسان غلامی میں غیر اہم تھیں،

یا انگلستان میں غیر اہم ہوں۔ دونوں صورتوں میں حالات معین ہیں، جب چیزوں نے نئی شکل اختیار کرنا شروع کی ہے تو یہ سوال کہ حالات کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا روس کے لئے واحد اہم سوال ہے۔، لیوین سوچتا تھا۔''

''ہمارے ہاں جب ہر چیز میں الٹ پلٹ ہو رہی ہے، جب چیزوں نے نئی شکل اختیار کرنا شروع کی ہے۔'' 1900-1861 کے دور کی اس سے زیادہ موزوں خصوصیت بیان نہیں کی جا سکتی۔ کس میں ''الٹ پلٹ ہوئی'' اس سے ہر روسی خوب واقف ہے یا تھوڑا بہت جانتا ہے یہ کسان غلامی اور اس سے پورا کا پورا ''پرانا نظام'' تھا۔ کون سی چیز ''نئی شکل اختیار کر رہی'' ۔ یہ آبادی کے عام لوگ نہیں جانتے، ان کے لئے یہ چیز اجنبی اور نا قابل فہم ہے۔ نے اس بورژوا نظام کو جو ''نئی شکل'' میں آ رہا تھا مبہم طور پر سمجھا، ہوّے کی طرح یعنی انگلستان کی طرح۔ واقعی ہوّے کی طرح کیونکہ اصولی طور پر اس ''انگلستان'' میں سماجی نظام کی خصوصیات، اس نظام اور سرمایے کی حکمرانی کے درمیان تعلق، زرکی کارکردگی، تبادلے کی ابتدا اور اس کے ارتقا کی چھان بین کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ نرودنیکوں (26) کی طرح وہ بھی اس چیز کو دیکھنے سے انکار کرتے ہیں، اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اسے نظر انداز کر دیتے ہیں کہ جو چیز ''نئی شکل'' اختیار کر رہی ہے وہ بورژوا نظام کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ 1900__1861 کے دور میں (اور آج بھی) روس میں تمام سماجی اور سیاسی سرگرمیوں کے فوری فرائض کے نقطہ نظر سے، اگر ''واحد اہم'' سوال نہیں تو یقینی اہم ترین سوالات میں سے ایک یہ تھا کہ یہ نظام ''کون سی شکل'' اختیار کرے گا، یہ بورژوا نظام جس نے انگلستان، جرمنی، امریکہ، فرانس وغیرہ میں انتہائی نوع بنوع شکلیں اپنائی ہیں۔ لیکن سوال کو اس طرح معین، ٹھوس اور تاریخی لحاظ سے پیش کرنا کے لئے بالکل اجنبی بات ہے۔ وہ زندگی سے بے تعلق صرف خیالی دلیلیں دیتے ہیں، وہ صرف اخلاق کے ''ابدی'' اصولوں، مذہب کی ابدی صداقتوں کے نقطہ نظر کے قائل ہیں اور یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایسا نقطہ نظر پرانے (''جو الٹ پلٹ گیا'' ہے) نظام، کسان غلامی کے نظام کی، مشرقی لوگوں کی طرز زندگی کی نظریاتی عکاسی کرتا ہے۔

''لوسیرن'' میں (1807) اعلان کرتے ہیں کہ ''تہذیب'' کو ایک نعمت خیال کرنا 'تصور کا کھیل' ہے جو ''انسان کی فطرت کے اندر نیکی کی جبلی انتہائی روحانی مسرت سے لبریز جبلی ضرورت کو ختم کر دیتی ہے۔'' دعویٰ کرتے ہیں کہ ''ہمارے خطا سے بری صرف ایک رہبر ہے__ کائناتی روح جو ہم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔''

''ہمارے زمانے میں غلامی'' (1900) میں اور زیادہ جوش سے وہ کائناتی روح سے اپیلوں کو دہراتے ہیں، کہتے ہیں کہ سیاسی معاشیات ''نقلی سائنس''، ہے کیونکہ وہ ''تاریخ کے دوران تمام دنیا میں انسانوں کی حالتوں'' کو نمونہ بنانے کے بجائے ''چھوٹے سے انگلستان'' کو ''نمونہ'' بناتی ہے ''جہاں حالت بہت زیادہ استثنیٰ ہے۔'' یہ ''تمام دنیا'' کیا ہے؟ اس کا جواب ہمیں ان کے مضمون ''ترقی اور تعلیم کی تعریف'' (1862) میں ملتا

ہے۔''نام نہاد سالم مشرق'' کا حوالہ دیتے ہوئے ''مورخین'' کی اس رائے کو ٹھکرا دیتے ہیں کہ ترقی ''انسانیت کے تعلق سے ایک عام قانون ہے''۔ وہ کہتے ہیں: انسانی ترقی کا کوئی عام قانون نہیں ہے اور مشرق کے لوگوں کے سکون سے ثابت ہوتا ہے''۔

حقیقی تاریخی مافیہا کے لحاظ سے ازم ایک مشرقی، ایشیائی نظام کا نظریہ ہے۔ چنانچہ تیاگ، بدی کے خلاف عدم مزاحمت، قنوطیت کا گہرا رنگ، یہ عقیدہ کہ ''ہر شے کچھ نہیں ہے، ہر مادی چیز کچھ نہیں ہے'' (''زندگی کا مطلب'' صفحہ 52)، ''روح'' پر ''ہر چیز کی ابتدا'' پر ایمان اور اس پر بھی کہ انسان اس ''ابتدا'' کے تعلق سے محض ایک ایسا ''مزدور ہے... جس کی قسمت میں اپنی روح کو بچانا لکھا ہے'' وغیرہ۔ ''کریتزر سوناتا'' میں بھی اسی نظریے پر قائم رہتے ہیں جب وہ لکھتے ہیں: عورت کی نجات نہ کالجوں میں ہے اور نہ پارلیمنٹوں میں بلکہ سونے کے کمرے میں ہے۔'' اور اس مضمون میں بھی جسے انہوں نے 1862 میں لکھا تھا، وہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹیاں صرف ''چڑ چڑے، مضمحل اعتدال پسند'' لوگ پیدا کرتی ہیں جنہیں ''عوام بالکل استعمال نہیں کر سکتے''، جو ''اپنے پرانے ماحول سے فضول جدا ہو جاتے ہیں''، جنھیں ''زندگی میں کوئی مقام نہیں ملتا'' وغیرہ۔

قنوطیت، عدم مزاحمت، ''روح کے نام اپیلیں__ یہ ہیں اس نظریے کے اجزا جو ایسے دور میں ناگزیر ہے جب پورا پرانا نظام ''الٹ پلٹ ہو گیا ہے'' اور جب لوگ، جنہوں نے اس نظام میں پرورش پائی اور جنہوں نے اپنی ماں کے دودھ سے اس نظام کے اصول، عادتیں، روایات اور عقیدے قبول کئے، نہیں دیکھتے اور نہیں دیکھ سکتے کہ کس قسم کے ایک نئے نظام کی ''تشکیل ہو رہی'' ہے، کون سی سماجی قوتیں اس کی تشکیل کر رہی ہیں اور کس طرح، کون سی سماجی قوتیں اس قابل ہیں کہ اس بے حد اور غیر معمولی طور پر بھیانک آفت سے نجات دلا سکیں جو ''اتھل پتھل'' کے زمانے کی خصوصیت ہوتی ہے۔

روس میں 1862__1904 کا دور اسی قسم کی اتھل پتھل کا دور تھا جب ہر ایک کی آنکھوں کے سامنے پرانا نظام منہدم ہوا اور پھر کبھی نہیں لوٹا، اسی کی کوکھ سے نیا نظام جنم لینے لگا اور جو سماجی قوتیں اس نئے نظام کی تشکیل کر رہی تھیں وہ صرف 1900 میں انتہائی مختلف میدانوں میں وسیع قومی اقدام کے ذریعے پہلی بار منظر عام پر آئیں۔ اور پھر روس میں 1900 کے واقعات کے بعد اسی ''مشرق'' کے کئی ملکوں میں بھی اسی قسم کے واقعات ہوئے جس مشرق کو نے 1862 میں ''پر سکون'' کہا تھا۔ 1900 کا سال تاریخی اعتبار سے ازم کے خاتمے کا سال بھی قرار پایا، اس عہد کے خاتمے کا جس میں کے نظریات کی بالیدگی ممکن بلکہ ناگزیر تھی اور جس میں انہیں کسی ایک فرد کے تخیل کی پرواز یا خبط کے سبب نہیں بلکہ ان کروڑوں لوگوں کے حالات زندگی کے نظریے کی طرح لازمی طور پر ابھرنا ہی تھا جو زمانے کے ایک مخصوص دور میں رہتے تھے۔

کے نظریات یقنی یوٹو پیائی ہیں اوران کا مافیہ رجعت پرست ہے__ اس لفظ کے بالکل صحیح اور گہرے معنوں میں__ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ تعلیمات اشتراکی نہیں ہیں یاان میں ایسے تنقیدی عناصر موجود نہیں ہیں جو ترقی یافتہ طبقات کی روشن خیالی کے لئے قیمتی موادفراہم کرسکیں۔

اشتراکیت کی کئی قسمیں ہیں۔ان تمام ملکوں میں جہاں طریقہ پیداوارسرمایہ دارانہ ہے یقینی ایسا سوشلزم ہے جواس طبقے کے نظریے کا اظہار کرتا ہے جسے بورژوازی کی جگہ لینا ہے۔اورایسا سوشلزم بھی ہے جو ایسے طبقات کے نظریے کا اظہار کرتا ہے جن کی جگہ بورژازی لینے والا ہے۔مثال کے طور پر جاگیری سوشلزم آخرالذکر قسم کا سوشلزم ہے۔60 سال سے زیادہ عرصہ ہوا مارکس نے دوسرے قسم کے سوشلزم کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس سوشلزم کے بھی جائزہ لیا تھا(27)۔

اس کے علاوہ، کے یوٹو پیائی نظریات میں تنقیدی عناصر کا موجود ہونا اتنا ہی قدرتی ہے جتنا دوسرے کئی یوٹو پیائی نظاموں میں۔لیکن ہمیں مارکس کا یہ گہرا خیال نہیں بھولنا چاہئے کہ یوٹو پیائی سوشلزم کے اندر تنقیدی عناصر کے معنی ''تاریخی ارتقا کے ساتھ الٹا تعلق رکھتے ہیں''۔ان سماجی قوتوں کی سرگرمیاں جتنی زیادہ بڑھیں گی جو نئے روس کی ''تشکیل'' کررہی ہیں اوراسے موجودہ سماجی مصائب سے نجات دلا رہی ہیں وہ اتنا ہی زیادہ معین کردار اختیار کریں گی،اورتنقیدی یوٹو پیائی سوشلزم بھی اتنی ہی تیزی سے اپنی ''تمام عملی اہمیت اور تمام نظریاتی جواز کھودے گا''(28)۔

پچیس برس پہلے اپنی رجعت پرست خصوصیات اور یوٹو پیائی خصوصیات کے باوجود کی تعلیمات کے تنقیدی عناصر بعض اوقات لوگوں کے کچھ حصوں کے لئے عملی لحاظ سے مفید ہوسکتے تھے۔ماضی قریب میں،مثال کے طور پر پچھلے دس برسوں میں ایسا نہیں ہوا کیونکہ تاریخی ارتقا نے انیسویں صدی کی نویں دہائی اوراس کے خاتمے کے درمیان کافی ترقی کرلی تھی۔ہمارے زمانے میں جب کہ مندرجہ بالا واقعات کے سلسلوں نے ''مشرقی'' سکون کو ختم کردیا ہے،ہمارے زمانے میں جب کہ ''ویخی'' کے انتہائی رجعت پرست خیالات (محدود طبقاتی،خودغرض طبقاتی معنی میں) اعتدال پسند بورژوازی میں بہت بڑے پیمانے پر پھیل چکے ہیں اوران خیالات نے ان لوگوں کے ایک حصے تک کو چھوت لگادی ہے جو تقریباً مارکسسٹ تھے اور ان میں ''انسدادپرستی'' کا رجحان (29) پیدا کردیا ہے۔تو ہمارے زمانے میں کے نظریات کو آسمان پر چڑھانے کی،''عدم مزاحمت''،''روح'' سے ان کی اپیل،''اخلاقی تکمیل'' کے لیکچروں کو درست ثابت کرنے یا انہیں ہلکا کرنے کی ہرکوشش سے،''ضمیر'' اور کائناتی ''محبت'' کی تعلیمات پر،دنیاترک کرنے اورمجہول رہنے پران کے وعظوں کا جواز پیش کرنے یا انہیں گھٹانے کی ہر کوشش سے انتہائی براہ راست اور انتہائی سخت نقصان پہنچتا ہے۔

''ایزویزدا'' ش،ارپ6 .22 جنوری 1911ء
لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن،جلد20،صفحات100-104

روس میں مزدوراخباروں کی تاریخ

روس میں مزدور مطبوعات کی تاریخ اٹوٹ طور پر جمہوری اور اشترا کی تحریک کی تاریخ سے جڑی ہوئی ہے یہی سبب ہے کہ تحریک آزادی کی خاص منزلیں معلوم کرنے کے بعد ہی یہ سمجھنا ممکن ہے کہ مزدور پریس کی تیاری اور ابتداایک خاص طریقے سے، نہ کہ دوسرے سے کیوں ہوئی۔

روس میں آزادی کی تحریک تین منزلوں سے گذری ہے جوروسی سماج کے تین خاص طبقات سے مطابقت رکھتی ہیں، اورانہوں نے تحریک پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں: (1) امرا کا دور۔ لگ بھگ1820 سے 1861 تک۔ (2) رازنوچینتسی (30) یا بورژوا جمہوری دور،تقریباً1861 سے1890 تک۔ (3) پرولتاری دور1890سے تاحال۔

امرا کے دور کی نمایاں ترین شخصیتیں دسمبری (31) تھےاور ہرتسن۔اس زمانے میں جب کسان غلامی کا نظام رائج تھا عام کسان غلاموں، ''نچلےلوگوں''، ''گندےلوگوں'' میں سے مزدور طبقے کو الگ ممتاز کرنے کا کوئی سوال ہی پیدانہیں ہوسکتا تھا۔اس وقت جو غیر قانونی عام جمہوری پریس تھا اس کی سربراہی ہرتسن کا رسالہ ''کلوکول'' (32) کررہا تھا۔اوراسے ہم مزدوروں کے (پرولتاری جمہوری یا سوشل ڈیموکریٹک) پریس کا پیش رو کہہ سکتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جیسے دسمبریوں نے ہرتسن کو بیدار کیا تھا، ہرتسن اوران کے ''کلوکول'' نے رازنوچینتسی کو بیدار کرنے میں مدد دی__ یہ تھے اعتدال پسنداور جمہوری بورژوازی کے تعلیم یافتہ نمائندے جن کا تعلق امرا سے نہیں بلکہ دفتری حکام، شہری پیٹی بورژوا، تاجروں اور کسانوں سے تھا۔کسان غلامی ختم ہونے سے پہلے ہی بیلنسکی رازنوچینتسی کے پیش رو بن گئے تھے جنہوں نے امرا کو ہماری تحریک آزادی سے بالکل خارج کردیا۔وہ مشہور ''گوگول کے نام خط'' (33) جس میں بیلینسکی کی ادبی سرگرمیوں کا خلاصہ ہے غیر قانونی جمہوری پریس کا ایک

بہترین نمونہ ہے اور آج تک اس کی عظیم اور توانا اہمیت میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں ہوئی ہے۔

کسان غلامی کے خاتمے نے رازنوچینتسی کو عام طور پر تحریک آزادی میں شامل شامل اور خاص طور پر جمہوری غیر قانونی پریس میں شامل لوگوں میں سے خاص سرگرم قوت کی حیثیت سے ابھار۔ رازنوچینتسی کے نقطہ نظر کا اظہار نرودازم کی شکل میں ہوا اور وہ اپنے زمانے کا غالب رجحان بن گیا۔ ایک سماجی رجحان کی حیثیت سے اس دایاں بازو اعتدال پسندی سے اور بایاں بازو نراج سے اپنے آپ کو علیحدہ کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن چرنی شیفسکی جنہوں نے ہرتسن کے بعد نرودنیک خیالات کو فروغ دیا، وہ ہرتسن کے مقابلے میں بہت آگے نکل گئے۔ چرنی شیفسکی کہیں زیادہ ثابت قدم اور مجاہدرانہ جمہوریت پسند تھے، ان کی تحریروں میں طبقاتی جدوجہد کا جذبہ رچا ہوا ہے۔ وہ استقلال سے اعتدال پسندی کی غداری کا پردہ چاک کرنے کی راہ پر گامزن رہے، اس راہ پر جسے آج بھی کیڈیٹ اور انسداد پرست قابل نفرت سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یوٹوپیائی سوشلزم پر ان کا عقیدہ تھا لیکن اس کے باوجود وہ سرمایہ داری کے باکمال جید نقاد تھے۔

گذشتہ صدی کی ساتویں اور آٹھویں دہائیوں میں کئی غیر قانونی مطبوعات منظر عام پر آئیں، ان کا مافیہہ مجاہدانہ جمہوری اور یوٹوپیائی سوشلسٹ تھا، اور یہ پہلی بار ''عوام'' تک پہنچنے لگیں۔ اس عہد کی نہایت ممتاز شخصیتیں مزدور پیوتر الیکسیف، استیپان خلتورین وغیرہ ہیں۔ لیکن پرولتاری جمہوری رجحان نرودازم کے عام دھارے سے اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکا۔ یہ اسی وقت ممکن ہوا جب روسی مارکس ازم نے نظریاتی شکل اختیار کر لی (''محنت کی نجات'' کا گروپ (34-1883) اور مستحکم مزدور تحریک جو سوشل ڈیموکریسی سے منسلک تھی شروع ہوئی (1890_96 میں سینٹ پیٹرسبرگ میں ہڑتالیں)

لیکن اس دور تک پہنچنے سے پہلے جب مزدوروں کا پریس منظر عام پر آیا ہم وہ اعداد و شمار پیش کرنا چاہیں گے جو مذکورہ بالا تین تاریخی ادوار میں تحریکوں کے درمیان طبقاتی فرق کو نمایاں طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ یہ اعداد ان لوگوں کی درجہ بندی دکھاتے ہیں جن پر سماجی حیثیت یا پیشے (طبقے) کے لحاظ سے ریاستی (سیاسی) جرائم عائد کئے گئے تھے۔ ایسے ہر سو افراد پر یہ تعداد تھی:

دانشور	مزدور	کسان	شہری پیٹی بورژوا اور کسان	امرا	
؟	؟	؟	23	76	1827-46
73-2	10-1	7-1	46-6	30-6	1884-90

1901-1903	10-7	80-9	9-0	46-1	36-7
1905-1908	9-1	87-7	24-2	47-4	28-4

امرایا کسان غلامی کے عہد میں (46_1827) امراء اگر چہ آبادی کی ایک بے حد چھوٹی اقلیت تھے لیکن ''سیاسی'' مجرموں میں ان کی بھاری اکثریت تھی) (76 فیصدی)۔نرودنیک ، رازنوچینتسی کے دور میں (90_1884 ۔بدقسمتی سے ساتویں اور آٹھویں دہائیوں کے اعداد دستیاب نہیں ہیں) امرا کم ہو کر دوسرے درجے پر آ گئے لیکن پھر بھی فیصدی کی لحاظ سے اوپر رہے (30.6) ۔جمہوری تحریک کے شرکاء کی زبردست اکثریت دانشوروں پر مشتمل رہی (73ء2 فیصدی)۔

3_1901 میں جو پہلے سیاسی مارکسی اخبار پرانا ''ایسکرا'' (30) کا زمانہ تھا مزدور (46.1 فیصدی) دانشوروں (36.7 فیصدی) پر غالب رہے اور تحریک پوری طرح جمہوری بن گئی (10.7 فیصدی امراء اور 80.9 فیصدی ''غیر مراعتی'' لوگ)

آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ پہلی عوامی تحریک کے دور میں (8_1905) تبدیلی صرف یہ ہوئی کہ دانشوروں (36.7 فیصدی کے مقابلے میں 28.4 فیصدی) کی جگہ کسانوں (9.0 کے مقابلے میں 24.2 فیصدی) نے لے لی۔

روس میں سوشل ڈیموکریسی کی داغ بیل ڈالنے والا ''محنت کی نجات'' کا گروپ تھا، جو بدیس میں 1883 میں قائم ہوا تھا۔اس گروپ کی تحریریں جو بدیس میں شائع ہوتی تھیں اور جن پر سنسر کی کوئی پابندی نہ تھی وہ پہلی تحریریں تھیں جن میں باقاعدہ مارکس ازم کے خیالات کی تشریح کی گئی اور ان کی بنیاد پر عملی نتائج اخذ کئے گئے۔تمام دنیا کا تجربہ دکھاتا ہے کہ صرف یہ ہی مزدور طبقے کی تحریک اور اس کے مقاصد کا صحیح جوہر ظاہر کرتے ہیں۔1883 اور 1890 کے درمیان بارہ برسوں میں روس میں سوشل ڈیموکریٹک مزدور پریس قائم کرنے کی جو واحد کوشش کی گئی وہ 1885 میں سینٹ پیٹرز برگ سے سوشل ڈیموکریٹک اخبار ''ربوچی'' کی اشاعت تھی۔ظاہر ہے کہ یہ غیر قانونی اخبار تھا اور اس کے بس دو شمارے شائع ہوئے۔بڑے پیانے پر مزدور تحریک کے نہ ہونے سے مزدور پریس کے وسیع پیانے پر ترقی کرنے کا امکان نہیں تھا۔

96_1890 سے جب سینٹ پیٹرز برگ میں مشہور ہڑتالیں ہوئیں تو بڑے پیانے پر مزدور طبقے کی تحریک کا آغاز ہوا جس میں سوشل ڈیموکریٹ شریک تھے۔اسی زمانے میں ہی صحیح معنوں میں روس میں مزدوروں

کا پریس نمودار ہوا۔ اس زمانے میں مزدور پریس کی خاص مطبوعات غیر قانونی پرچیاں تھیں جو اکثر میموگراف پر چھاپی جاتی تھیں اور ان کا موضوع ''معاشی'' (اور غیر معاشی بھی) ایجیٹیشن ہوتا تھا، یعنی مختلف کارخانوں اور صنعتوں میں مزدوروں کی ضرورتوں اور مانگوں پر ایجی ٹیشن۔ ظاہر ہے کہ ایسے ادب کی تیاری اور اشاعت کے کام میں باشعور مزدوروں کی سرگرم شرکت کے بغیر اس کا وجود ممکن نہ تھا۔ اس وقت سینٹ پیٹرز برگ میں جو مزدور سرگرم تھے ان میں یہ قابل ذکر ہیں ___ واسیلی آندرے وچ شیلگونوف جو بعد میں نابینا ہو گئے اور زیادہ سرگرمی سے کام نہیں کر سکے اور ایوان واسلئے وچ بابوشکین ''ایسکرا'' کے پر جوش حامی (3_1900) اور بالشویک (5_1903) جنہیں 1905 کے آخر میں یا 1906 کے شروع میں سائبیریا کی ایک بغاوت میں شرکت کرنے پر گولی ماردی گئی۔

جو سوشل ڈیموکریٹک گروپ، حلقے اور تنظیمیں پرچیاں شائع کرتی تھیں ان میں سے اکثر 1890 کے بعد ''مزدور طبقے کی آزادی کی مجاہد یونین'' کے نام سے مشہور ہوئیں۔ 1898 میں ''روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی'' (36) مقامی سوشل ڈیموکریٹک تنظیموں کے نمائندوں کی کانگریس میں قائم کی گئی۔

پرچیوں کے بعد مزدوروں کے غیر قانونی اخباروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ مثلاً 1897 میں سینٹ پیٹر سبرگ سے ''سینٹ پیٹر سبرگ کا ربوچی لستوک'' (37) نکلنا شروع ہوا، اس کے بعد ''ربوچایا میسل'' (38) شائع کیا گیا جسے تھوڑے عرصے کے بعد ہی بدیس میں منتقل کرنا پڑا۔ اس وقت سے لگ بھگ انقلاب تک مقامی سوشل ڈیموکریٹک اخبار غیر قانونی طور پر چھپتے رہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہیں مسلسل کچلنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ تمام روس میں برابر شائع ہوتے رہے۔

اس زمانے میں، یعنی بیس برس پہلے پرچیاں اور سوشل ڈیموکریٹک اخبار سب مل کر مزدور طبقے کے موجودہ پریس کے براہ راست پیش رو تھے: کارخانوں کو اسی طرح ''فاش کرنا''، ''معاشی'' جدوجہد کے متعلق ویسی ہی اطلاعات، مارکسی اصولوں اور ثابت قدم جمہوریت کے نقطہ نظر سے مزدور طبقے کی تحریک کے فرائض کی ویسی ہی وضاحت اور ہی دو خاص رجحانات ___ مارکسی اور موقع پرست، مزدور طبقے کا پریس ان ہی باتوں کا حامل رہا ہے۔

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے، جس کا آج تک پوری طرح اندازہ نہیں لگایا گیا، کہ جیسی ہی روس میں بڑے پیمانے پر مزدور تحریک شروع ہوئی (96_1890) فوراً مارکسی اور موقع پرست رجحانات کی تفریق ظاہر ہوئی ___ اس تفریق نے شکلیں اور خدوخال وغیرہ ضرور بدلے لیکن 1894 سے لے کر 1914 تک بنیادی طور پر وہ جاری رہی۔ ظاہر ہے کہ سوشل ڈیموکریٹوں میں اس خاص تقسیم کی اور ان کے درمیان اندرونی جدوجہد کی گہری سماجی اور طبقاتی جڑیں ہیں۔

''ربوچایامیسل'' جس کا اوپر ذکر کیا گیا، اس وقت کے موقع پرست رجحان کی نمائندگی کرتا تھا جو اکونومیزم (39) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ رجحان بہت پہلے 90_1894 میں مزدور طبقے کی تحریک کے مقامی رہنماؤں کے درمیان جھگڑوں سے ظاہر ہوا تھا۔اور بدیس میں جہاں 1896 سے روسی مزدوروں کی بیداری کے سبب سوشل ڈیموکریٹک ادب اپنے شباب پر تھا اکونومیسٹوں کے ابھرنے اور اپنی قوتیں جمع کرنے کا اختتام 1900 کی بہار میں پھوٹ پر ہوا (یعنی ''ایسکرا'' شائع ہونے سے قبل، اس کا پہلا شمارہ 1900 کے بالکل آخر میں نکلا تھا۔

مزدور طبقے کے پریس کی بیس سالہ تاریخ 1894 سے 1914 تک روسی مارکس ازم اور روسی (بہتر ہے کل روس) سوشل ڈیموکریسی کے اندر دور رجحانات کی تاریخ ہے۔ مزدور طبقے کے پریس کی تاریخ کو سمجھنے کے واسطے نہ صرف اور اتنے زیادہ پریس کی ترجمانوں کے ناموں کے جاننے کی ضرورت نہیں___ وہ نام جو موجودہ قاری کو کچھ نہیں بتاتے بلکہ اس کا ذہن اور زیادہ الجھا دیتے ہیں، بلکہ سوشل ڈیموکریسی کے مختلف حصوں کا مافیہہ، نوعیت اور نظریاتی راستہ جاننے کی ضرورت ہے۔

اکونومیسٹوں کے خاص ترجمان ''ربوچایامیسل'' (1897__1900) اور ربوچیئے دیلو'' کے مدیروں میں کرچیفسکی جو بعد میں سنڈیکلسٹ ہو گئے، مارتینوف ایک نمایاں مینشیویک اور موجودہ انسداد پرست اور اکیموف تھے جواب ''آزاد سوشل ڈیموکریٹک'' ہیں اور تمام بنیادی مسائل پر انسداد پرستوں سے متفق ہیں۔

شروع میں اکونومیسٹوں کے خلاف صرف پلیخانوف اور ''محنت کی نجات'' کے پورے گروپ (رسالہ ''ربوتنیک'' (41) وغیرہ نے جدوجہد کی اور پھر اجدوجہد میں ''ایسکرا'' بھی شامل ہو گیا (1900 سے اگست 1903 تک روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس تک)۔اکونومیزم کا اصلی جوہر کیا تھا؟

اکونومیسٹ منہ سے تو مزدور طبقے کی تحریک کو وسیع پیمانے پر چلانے اور مزدوروں کے خودمختار اقدام کی بہت زور سے حمایت کرتے تھے لیکن ''معاشی'' ایجی ٹیشن کی اولین اہمیت پر زور دیتے تھے اور سیاسی ایجی ٹیشن اختیار کرنے میں میانہ روی اور تدریج پر اصرار کرتے تھے جیسا کہ قاری دیکھے گا کہ یہ بالکل وہی مرغوب الفاظ ہیں جن کی نمائش آج انسداد پرست کر رہے ہیں۔عمل میں اکونومیسٹ اعتدال پسند مزدور پالیسی پر چلتے تھے، اس کا نچوڑ اس زمانے کے ایک اکونومیسٹ لیڈر پروکوپوویچ نے بڑے کھرے انداز میں پیش کیا ہے: ''معاشی جدوجہد مزدوروں کے واسطے ہے اور سیاسی جدوجہد اعتدال پسندوں کے لئے'' اکونومیسٹ جو مزدوروں کے آزاد اقدام اور ان کی وسیع تحریک کی سب سے زیادہ لمبی چوڑی باتیں کیا کرتے تھے عمل میں مزدور طبقے کی تحریک کے اندر ایک موقع پرست اور پیٹی بورژوا دانشور بازو تھے۔

طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کی بھاری اکثریت،3_1901 میں بھی ہر ایسے 100 افراد میں سے جن پر ریاستی جرم کا الزام تھا 38 دانشوروں کے مقابلے میں 46 تھے، موقع پرستوں کے بجائے پرانے ''ایسکرا'' کے ساتھ تھی۔''ایسکرا'' کی تین سال (3-1901) کی سرگرمیوں نے دکھایا کہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا پروگرام، اس کا خاص طریقہ کار، اور وہ شکلیں جن سے مزدوروں کی معاشی اور سیاسی جدوجہد جوڑی جاتی ہے راست مارکس ازم پر مبنی ہیں۔قبل از انقلاب کے برسوں میں ''ایسکرا'' کے اردگرد اس کی نظریاتی رہنمائی میں مزدوروں کے پریس میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔غیر قانونی پرچیاں بڑی تعداد میں چھاپی گئیں اور اجازت نامے کے بغیر چھاپے خانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی اور وہ تمام روس میں پھیل گئے۔

اکونومیزم پر ''ایسکرا'' کی مکمل فتح، 1903 میں موقع پرست دانشورانہ طریقہ کار پر راست پرولتاری طریقہ کار کی کامیابی نے سوشل ڈیموکریسی کی صفوں میں ''ہم سفروں'' کے بڑی تعداد میں گھس آنے کے عمل کو دیا، اور موقع پرستی نے ایسکراازم کی سرزمین پر ایک بار پھر جنم لیا، اس کے ایک حصے کی طرح اور ''مینشویزم'' کی شکل میں۔

مینشویزم نے دراصل روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس میں روپ دھارا (اگست 1903) اس کی ابتدا ''ایسکرا'' کے حامیوں کی اقلیت سے (اس لئے نام مینشویزم) اور ''ایسکرا'' کے تمام موقع پرست مخالفین سے ہوئی۔ظاہر ہے کہ ''مینشویکوں'' نے اکونومیزم کو تھوڑی بدلی ہوئی شکل میں پیش کیا، تمام اکونومیسٹ جو تحریک کے ساتھ وابستہ رہے تھے مارتینوف کی رہنمائی میں ''مینشویکون'' کی صفوں میں شامل ہوگئے۔

☆ روسی لفظ مینشویزم مینشینستو وسے لیا گیا ہے جس کے اردو میں معنی اقلیت ہوتے ہیں۔(ایڈیٹر)

نیا ''ایسکرا'' جو نومبر 1903 سے نئے ادارتی بورڈ کے تحت نکلنا شروع ہوا ''مینشویزم'' کا خاص ترجمان بن گیا۔ٹروٹسکی نے جو اس وقت کٹر مینشویک تھا صاف گوئی سے کہا تھا کہ ''پرانے اور نئے ''ایسکرا'' کے درمیان ایک خلیج ہے''۔''وپیریود'' (46) اور ''پرولتاری'' (43) (1900) بولشویکوں کے خاص اخبار تھے، انہوں نے راست مارکس ازم کا طریقہ کار اپنایا اور پرانے ''ایسکرا'' کے وفادار رہے۔

عوام کے ساتھ حقیقی رابطے کے نقطۂ نظر سے اور پرولتاری عوام کے طریقہ کار اظہار کی حیثیت سے بھی 7_1900 کے انقلاب کے سال سوشل ڈیموکریسی کے اندر اور مزدور طبقے کے پریس میں بھی دو خاص رجحانات _ مینشویک اور بولشویک رجحانات کے لئے کسوٹی تھے۔اگر ان باشعور مزدوروں کی سرگرمیوں سے راستہ ہموار نہ کیا گیا ہوتا جن کے عوام کے ساتھ قریبی رابطے تھے تو 1900 کی خزاں میں اتنی جلدی قانونی سوشل ڈیموکریٹک

پریس منظر عام پر نہیں آ سکتا تھا۔ یہ حقیقت کہ 1900، 1906 اور 1907 میں سوشل ڈیموکریٹوں کا پریس دو رجحانات کا حامل اور دو گروپوں پر مشتمل تھا، اس کا سبب صرف یہ تھا کہ اس وقت مزدور طبقے کی تحریک کے اندر مختلف لائنیں تھیں۔ پیٹی بورژوا اور پرولتاری۔

مزدوروں کا قانونی پریس انقلابی اٹھان کے تینوں ادوار میں اور نسبتاً ''آزادی'' کے وقت منظر عام پر آیا: 1900 کی خزاں میں (بولشویکوں کا ''نووایا ژیزن'' (44) اور مینشویکوں کا ''نچالو'' (40)___ یہاں ہم نے کئی مطبوعات میں سے صرف خاص خاص کا نام لیا ہے)، 1906 کی بہار میں (''وولنا'' (46)، ''ایخو'' (47) وغیرہ جنہیں بولشویک شائع کرتے تھے اور ''نرودنایادوما'' (48) وغیرہ جنھیں مینشویک نکالتے تھے)، اور 1907 کی بہار میں۔

اس زمانے میں مینشویکوں کا جو طریقہ کار تھا اس کے جوہر کا اظہار مارتوف نے حال ہی میں ان الفاظ میں کیا ہے: ''اس بحران میں پرولتاریہ صرف اسی طرح مفید حصہ لے سکتا تھا۔ اس کے علاوہ مینشویکوں کو کوئی دوسرا راستہ نظر نہیں آتا تھا___ کہ وہ بورژوا اعتدال پسند جمہوریت پسندوں کی صاحب ملکیت طبقات کے رجعت پرست حصے کو سیاسی اقتدار سے ہٹانے کی کوششوں میں مدد کرے، لیکن ایسی مدد دیتے وقت پرولتاریہ کو اپنی مکمل سیاسی آزادی برقرار رکھنا تھی'' (''کتابوں کے درمیان'' از رباکن، جلد 2، صفحہ 772) عمل میں اعتدال پسندوں کو ''مدد دینے'' کے طریقہ کار کا نتیجہ مزدوروں کو ان کا ماتحت بنانا تھا، اصل میں یہ اعتدال پسند مزدور طریقہ کار تھا۔ اس کے برعکس بولشویکوں کے طریقہ کار نے جو بورژوا بحران کے دوران بحران کو انجام پر پہنچانے کے لئے جدوجہد کرنے، اعتدال پسندی کی غداری کی پول کھولنے، اس غداری کی کاٹ کرنے کی خاطر پیٹی بورژوازی (خاص کر دیہات میں) میں روشنی پھیلا کر اور انھیں اپنے گرد جمع کرنے پر مشتمل تھا، پرولتاریہ کی آزادی کی ضمانت دی۔

یہ حقیقت ہے___ اور خود مینشویکوں نے بھی جن میں آج کے انسداد پرست کولتسوف، لیوتسکی اور دوسرے شامل ہیں، کئی بار یہ تسلیم کیا ہے___ کہ ان برسوں میں (7_1900) مزدور عوام بولشویکوں کی رہنمائی مانتے تھے۔ بولشویزم تحریک کا پرولتاری جوہر تھا اور مینشویزم اس کا موقع پرست اور پیٹی بورژوا دانشور بازو۔

یہاں مزدوروں کے پریس میں دو رجحانات کے طریقہ کار کے مافیہ اور اہمیت کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کرنا مشکل ہے۔ ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتے کہ خاص خاص واقعات کو صحت کے ساتھ پیش کریں اور تاریخی ارتقا کی بنیادی راہیں معین کریں۔

روس میں مزدور پریس کی تاریخ تقریباً ایک سو سال پرانی ہے، پہلے ماقبل تاریخ، یعنی محنت کی نہیں، پرولتاریہ کی نہیں بلکہ ''عام جمہوریت کی'' تاریخ یعنی بورژوا جمہوری آزاد تحریک جس کے بعد پرولتاری تحریک کی

20 سالہ تاریخ شروع ہوئی، پرولتاری جمہوریت کی یا سوشل ڈیمو کریسی کی۔

دنیا میں کہیں بھی پرولتاری تحریک ''فوراً''، خالص طبقاتی شکل میں، تیار، منروا کی طرح جوپیٹر کے سر سے، وجود میں نہیں آتی، اور نہ آسکتی ہے۔ صرف خود آگے بڑھے ہوئے مزدوروں، تمام طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کی طویل جدوجہد اور سخت کام کے بعد ہی پرولتاریہ کی ایسی طبقاتی تحریک کو تشکیل دینا اور اسے مضبوط بنانا ممکن ہے جو تمام پیٹی بورژوا معجون مرکبات، بندشوں، تنگ نظری اور توڑ مروڑ سے پاک ہو۔ مزدور طبقہ پیٹی بورژوازی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے جو تباہ و برباد ہونے کے بعد پرولتاریہ کی صفوں میں بڑی تعداد میں نئے رنگروٹوں کی بھرتی کا سرچشمہ ہے۔ جہاں تک روس کا تعلق ہے تو وہ انتہائی پیٹی بورژوا ملک ہے، سرمایہ دار ملکوں میں سب سے ٹٹ پونجیا ہے اور اب بھی بورژوا انقلابوں سے گذر رہا ہے جن سے مثال کے طور پر انگلستان 17 ویں صدی میں اور فرانس 18 ویں اور 19 ویں صدی کے پہلے نصف میں گزر چکے ہیں۔

طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور طبقے کا پریس چلانے، اسے صحیح بنیاد پر رکھنے والے مزدور جواب مزدور طبقے کا پریس چلانے، اسے صحیح بنیاد پر رکھنے، مضبوط کرنے اور فروغ دینے کا اپنا عزیز کام کر رہے ہیں انہیں روس میں مارکس ازم کی اور سوشل ڈیموکریٹک پریس کی 20 سالہ تاریخ نہیں بھولنا چاہئے۔

دانشوروں کے اندر مزدور تحریک کے کمزور اعصاب والے دوست جو سوشل ڈیموکریٹوں کے درمیان اندرونی جدوجہد میں حصہ لینے سے شرماتے ہیں اور جو چیخ چیخ کر سناتے ہیں کہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں، وہ مزدور تحریک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ لوگ نیک نیت ہیں لیکن وہ اور ان کی چیخ و پکار بہت لغو ہے۔

صرف موقع پرستی کے خلاف مارکس ازم کی جدوجہد کی تاریخ پڑھ کر، صرف اس طریقے کا گہرا اور تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد جس کے ذریعہ آزاد پرولتاری جمہوریت پیٹی بورژوا ملغوبے سے ابھری، آگے بڑھے ہوئے مزدور فیصلہ کن طریقے سے اپنا طبقاتی شعور پختہ کر سکتے ہیں اور اپنا مزدور پریس مضبوط بنا سکتے ہیں۔

''ربوچی'' شمارہ 1، 22 اپریل 1914۔

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 20، صفحات 101_93۔

ہرتسن کی یاد میں

ہرتسن کے یوم پیدائش کو پورے ایک سو سال ہو چکے ہیں ۔ سارا اعتدال پسند روس انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے، لیکن جان بوجھ کر سوشلزم کے سنجیدہ سوالات سے کترا کر اور بڑی احتیاط سے اس بات کو چھپاتے ہوئے جو انقلابی ہرتسن کو اعتدال پسند ممتاز کرتی تھی ۔ دائیں بازو کے اخبار بھی ہرتسن کی صد سالہ سالگرہ منا رہے ہیں اور یہ غلط دعوی کر رہے ہیں کہ وہ اپنے آخری برسوں میں انقلاب سے منکر ہو گئے تھے ۔ اور جہاں تک بدلیس میں اعتدال پسندوں اور نرونیکون کا تعلق ہے تو ہرتسن کے متعلق ان کی تقریریں کھوکھلی لفاظی سے بھری پڑی ہیں ۔

مزدوروں کی پارٹی کو بھی ہرتسن کی صد سالہ سالگرہ منانا چاہئے ، لیکن گھٹیا طور پر ذرے کو آفتاب بنانے کے لئے نہیں بلکہ اس مقصد سے کہ اس کے فریضے واضح کئے جائیں اور تاریخ میں اس مصنف کا اصل مقام معلوم کیا جائے جس نے روسی انقلاب کا راستہ ہموار کرنے میں ایک عظیم کردار ادا کیا ہے۔

ہرتسن کا تعلق انقلابیوں کی اس نسل سے ہے جو گذشتہ صدی کے پہلے نصف میں امرا اور زمینداروں میں پائی جاتی تھی ۔ امرا نے روس کو بیرون اور اراکچیف دئے ، اور بے شمار ''شرابی افسر، دھونسیے ، جواری ، میلوں ٹھیلوں کے سورما، شکاری کتوں کے مالک، خرمستیاں کرنے والے چابک مار، درباری بھانڈ، بھی پیدا کئے اور لبھانے والے مانیلوف (49) جیسے لوگ بھی ۔ ''لیکن'' ہرتسن لکھتے ہیں ''ان ہی میں سے 14 دسمبر کے لوگ بھی پروان چڑھے، رومولس اور ریمس جیسے سورماؤں کے پورے کے پورے پرے نے جنگلی جانوروں کے دودھ پر نشو و نما پائی...واقعی دیو پیکر انسان تھے، سر سے لے کر پیر تک اصل فولاد میں ڈھلے ہوئے ، ایسے مجاہد رفیق جو نوجوان نسل کو ایک نئی زندگی کے لئے بیدار کرنے کے واسطے اور جو بچے ظلم اور غلامی کے ماحول میں پیدا ہوئے انہیں پاک کرنے کی خاطر سوچ سمجھ کر یقینی موت کی بازی تک لگا دیتے تھے'' ۔ (50)

ہرتسن ان بچوں میں سے ایک تھے ۔ دسمبریوں کی مسلح بغاوت نے انہیں بیدار کیا، ''پاک کیا'' انیسویں صدی کی پانچویں دھائی کے جاگیردارانہ روس میں انہوں نے اتنی بلندی حاصل کی کہ اپنے زمانے کے عظیم ترین مفکروں میں شمار ہونے لگے ۔ انہوں نے ہیگل سے آگے کی جدلیات ذہن نشین کی اور محسوس کیا کہ وہ ''انقلاب کا الجبرا'' ہے ۔ فائر باخ کے فلسفہ مادیت کو قبول کر کے وہ ہیگل سے آگے بڑھ گئے ۔ انہوں نے 1844 میں ''فطرت کے مطالعے پر خطوط' سلسلے کا جو پہلا خط ''تجربیت اور تصوریت'' لکھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایسے مفکر تھے جو اس وقت بھی بے شمار جدید تجربی طبیعی سائنس دانوں اور آج کے بھی بے حساب تصوریت پرست اور نیم تصوریت پرست فلسفیوں سے کہیں زیادہ بلند درجہ رکھتے ہیں ۔ ہرتسن جدلیاتی مادیت کی منزل تک پہنچ گئے تھے لیکن

تاریخی مادیت تک آتے آتے رک گئے۔

یہی ''رکنا'' فرانس میں 1848 کے انقلاب کی ناکامی کے بعد ہرتسن کے روحانی تباہی کا سبب بنا۔ جب یہ انقلاب ہوا تو ہرتسن روس سے باہر تھے اس وجہ سے ان کو اس کا قریب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ اس وقت وہ جمہوریت پسند، انقلابی اور اشتراکی تھے۔ لیکن ان کا ''سوشلزم'' 1848 کے دور کے بورژوا اور پیٹی بورژوا سوشلزم کی بے شمار شکلوں اور قسموں میں سے ایک تھا۔ جنہیں اس سال کے جون کے دنوں نے گہرا دفن کر دیا۔ درحقیقت وہ بالکل سوشلزم نہیں تھا بلکہ بے حد جذباتی لفاظی اور نیک خوابوں پر مشتمل تھا جن میں بورژوا جمہوریت پسندوں اور پرولتاریہ کی بھی اس زمانے کی انقلابیت کا اظہار ملتا ہے جو اس وقت تک ان جمہوریت پسندوں کے اثرات سے آزاد نہیں ہوا تھا۔

1848 کے بعد ہرتسن کا روحانی انہدام ان کی گہری شک پرستی اور قنوطیت دراصل سوشلزم میں بورژوا خوش فہمیوں کا انہدام تھا۔ ہرتسن کا روحانی ڈرامہ عالمی تاریخ کے اس عہد کی پیداوار اور عکس تھا جب (یورپ میں) بورژوا جمہوریت پسندوں کی انقلابیت ختم ہو رہی تھی اور اشتراکی پرولتاریہ کا انقلابی کردار ابھی تک پختہ نہیں ہوا تھا اسی بات کو اعتدال پسند، لفاظی کے میدان کے روسی سورما، جو ہرتسن کی شک پرستی کا ذکر کرتے ہوئے آج خوش نما الفاظ سے اپنی انقلاب دشمنی کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں، نہیں سمجھے اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ ان سورماؤں کے لئے، جنہوں نے 1900 کے روسی انقلاب سے غداری کی اور جو انقلابی کا عظیم لقب تک بھلا چکے ہیں، شک پرستی جمہوریت سے پسندی تک عبور کی ایک شکل ہے___ اس چاپلوس، ذلیل، گندی اور وحشیانہ اعتدال پسند تک جس نے 1848 میں مزدوروں کو گولیوں کا نشانہ بنایا، بوسیدہ شاہی مسندوں کو بحال کیا، نپولین سوئم کی واہ واہ کی۔ ایسی اعتدال پسندی پر اس کی طبقاتی نوعیت سمجھے بغیر ہرتسن لعنت بھیجا کرتے تھے۔

ہرتسن کی شک پرستی ''طبقات سے بلند'' بورژوا جمہوریت کی خوش فہمی سے لے کر پرولتاریہ کی سخت، کٹر اور ناقابل شکست طبقاتی جدوجہد تک عبور کی ایک شکل تھی۔ اس کا ثبوت باکونین کے نام ''پرانے رفیق کو خطوط'' ہیں جو ہرتسن نے اپنی موت سے ایک سال پہلے 1869 میں لکھے تھے۔ ان میں وہ نراجی باکونین سے اپنا رشتہ توڑ لیتے ہیں یہ صحیح ہے۔ کہ اب بھی ہرتسن اس قطع تعلق کو محض طریقہ کار کے اختلاف پر مبنی کرتے ہیں، نہ کہ پرولتاریہ جسے اپنی طبقاتی فتح پر یقین ہے اور پیٹی بورژوا جو اپنی نجات سے ہمت ہار بیٹھا ہے، ان دونوں کے نظریہ زندگی کے درمیان وسیع خلیج کی طرح اختلاف پر۔ یہ صحیح ہے کہ ان خطوط میں بھی وہ اس قسم کے پرانے بورژوا جمہوری فقرے دہراتے ہیں کہ سوشلزم کو ایسا پرچار کرنا چاہئے جو ''مساوی طور پر مزدوروں اور مالکوں سے، دیہاتوں اور شہریوں سے مخاطب ہو''۔ اس کے باوجود باکونین سے رشتہ توڑنے کے بعد ہرتسن نے اپنی نے اپنی نگاہیں اعتدال پسندی

کی طرف نہیں بلکہ انٹرنیشنل کی جانب موڑیں ــــ وہ انٹرنیشنل جس کے قائد مارکس تھے اور جس نے پرولتاریہ کے ''دستے منظم'' کرنا شروع کر دئے تھے اور جو ''محنت کی دنیا'' متحد کر رہی تھی جہاں ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہ تھی جو ''کام کئے بغیر عیش و عشرت کرتے ہیں''۔(51)

ہرتسن 1848 کی تمام تحریک اور قبل از مارکس کے سوشلزم کی تمام شکلوں کے بورژوا جمہوری کردار سمجھنے میں تو خیر ناکام رہے تھے، انہوں نے روسی انقلاب کی بورژوا نوعیت اور بھی کم سمجھی۔ ہرتسن کو ''روسی'' سوشلزم اور ''نرودازم کا بانی کہا جا سکتا ہے وہ کسانوں کو زمین دے کر ان کی نجات کو، زمین پر پنچائتی حق ملکیت کو اور ''زمین کے حق'' کے متعلق کسان کے خیال کو ''سوشلزم'' تصور کرتے تھے۔اس موضوع پر انہوں نے اپنے پسندیدہ خیالات کوئی بار پیش کیا۔

درحقیقت ، پورے روسی نرودازم کی طرح ، جس میں آج کے اشترا کی انقلابیوں (52) کا مرجھایا ہوا نرودازم بھی شامل ہے، ہرتسن کے نظریات میں سوشلزم کا ایک ذرہ تک نہیں ہے۔ مغرب میں ''1848 کے سوشلزم'' کی مختلف شکلوں کی طرح یہ بھی ویسا ہی ہے جس میں حسین جذباتی کھوکھلی لفاظی، نیک خواب ملتے ہیں جو روس میں بورژوا کسان جمہوریت کی انقلابیت کا روپ ہے۔ 1861 میں کسانوں کو جتنی زیادہ زمین ملتی، اس کے لئے وہ جتنا کم پیسہ ادا کرتے ، جاگیری زمینداروں کا اقتدار اتنا ہی زیادہ کمزور ہو جاتا اور روس میں اتنی ہی تیزی، آزادی اور وسعت سے سرمایہ داری ترقی کرتی۔ ''زمین کے حق'' اور ''زمین کی مساوی تقسیم'' کا تصور ان کسانوں کی مساوات کی انقلابی تمناؤں کا مربوط خیال ہی ہے جو زمینداری مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔

انقلاب 1900 نے پوری طرح اس کا ثبوت دے دیا: ایک طرف پرولتاریہ اپنی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی قائم کرنے کے بعد بالکل آزادانہ طور پر انقلابی جدوجہد کے رہبر کی حیثیت سے سامنے آیا، اور دوسری طرف انقلابی کسانوں (''ترودویک'' اور ''کسان کمیٹی'') (53) نے جب زمینداری کی ہر شکل کو ختم کرنے ، یہاں تک کہ ''زمین کی نجی ملکیت کے خاتمے'' کے لئے بھی جدوجہد کی تو صاحب ملکیت اور چھوٹے مالکوں کی حیثیت سے۔

آج زمین کے حق کی ''اشتراکی نوعیت'' وغیرہ پر مباحثہ روسی بورژوا انقلاب میں اعتدال پسند بورژوازی اور انقلابی کسانوں کے مفادات کے درمیان فرق کے واقعی اہم اور سنجیدہ سوال کو دھندلا کر دیتا ہے اور اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس انقلاب میں جو دو رجحانات ــــ اعتدال پسند اور جمہوری ''موقع پرست'' (شاہ پرست) اور ریپبلکن ظاہر ہوئے انہیں اگر ہم ہرتسن کے رسالے ''کلوکول'' (گھنٹی) کو پڑھتے وقت اپنی توجہ الفاظ پر نہیں بلکہ معاملے کے جوہر پر مرکوز کریں، اگر ہم طبقاتی جدوجہد کو ''نظریات'' اور اصولوں کی بنیاد کی طرح معلوم کریں، اس کے برعکس نہیں، تو اس میں ہمیں بالکل یہی سوال ملے گا۔

ہرتسن نے بدیس میں آزاد روسی پریس قائم کیا، یہ ان کی ایک عظیم خدمت ہے اخبار ''پولیارنایا زویزدا'' (04) نے دسمبریوں کی روایات اپنائیں۔ ''کلوکول'' (1807_67) نے بڑے زور شور کے ساتھ کسانوں کی نجات کی حمایت کی اور غلامانہ خاموشی کو توڑا۔

لیکن ہرتسن کا تعلق زمینداروں اور امرا سے تھا۔ وہ 1847 میں روس کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ انہوں نے انقلابی عوام کو نہیں دیکھا تھا، چنانچہ ان پر اعتماد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے وہ ''بالائی لوگوں'' سے اعتدال پسند اپیلیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ''کلوکول'' میں جلاد الکساندر دوئم کے نام کئی میٹھے میٹھے خطوط شائع کئے جنہیں آج پڑھ کر گھن آتی ہے۔ چرنی شیفسکی، دوبرولیوبوف اور سیرنو سولووئیچ، جو انقلابی راز نوچینتسی کی نئی نسل کے نمائندے تھے۔ انہوں نے بالکل بجا طور پر ہرتسن کی جمہوریت سے اعتدال پسندی کی جانب ایسے انحرافات کی نکتہ چینی کی۔ اس کے باوجود، اگر ایمانداری سے کام لیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہرتسن نے جمہوریت اور اعتدال پسندی کے درمیان پس وپیش ضرور کیا لیکن جمہوریت ان پر حاوی رہی۔

جب اعتدال پسند غلامانہ ذہنیت کے ایک انتہائی مکروہ پرچارک، کاویلن نے ___ جو ایک زمانے میں ''کلوکول'' کا گرویدہ تھا محض اس کے اعتدال پسند رجحانات کی وجہ سے ___ آئین کے خلاف شورش کی، انقلابی پروپیگنڈے پر حملہ کیا۔ ''تشدد پسندی'' اور اس کی اپیلوں کے خلاف چیخا چلایا اور صبر کے وعظ دینے لگا تو ہرتسن نے اس اعتدال پسند دانا سے اپنا ناطہ توڑ لیا۔ ہرتسن نے کاویلن کے ''کم مایہ، احمقانہ اور ضرر رساں'' کتابچے'' کی خوب خبر لی جو ایسی ''حکومت کو نجی مشورہ دینے کے لئے مقصود تھا جو اعتدال پسند ہونے کا دعوے کرے''۔ انہوں نے کاویلن کے ''جذباتی سیاسی اصولوں'' کی سخت مذمت کی جن میں ''روس کے عوام کو مویشی اور حکومت کو دانش'' کا مجسمہ بتایا گیا تھا۔ ''کلوکول'' میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''لوح مزار''۔ اس میں ان ''پروفیسروں اور سابق پروفیسروں کو'' آڑے ہاتھوں لیا گیا'' جو اپنے نک چڑھے گھٹیا خیالات کا فرسودہ تانا بانا بنتے رہے ہیں، جو کبھی فراخدل تھے اور پھر تلخ مزاج اس لئے بن گئے کہ صحت مند نوجوان کے خنازیری خیالات سے ہمدردی ظاہر نہیں کر سکتے'' (55)۔ کاویلن فوراً اس مضمون میں اپنی تصویر دیکھ لی۔

جب چرنی شیفسکی کو گرفتار کیا گیا تو اسی خبیث اعتدال پسند کاویلن نے لکھا ''مجھے گرفتاریوں میں کوئی دل دہلانے والی چیز نظر نہیں آتی... انقلابی پارٹی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے تمام ذرائع کو جائز خیال کرتی ہے، چنانچہ آخر الذکر بھی اپنے آپ کو اپنے طریقوں سے بچاتی ہے''۔ ہرتسن نے چرنی شیفسکی کے خلاف مقدمے کے سلسلے میں جو لکھا وہ ایک طرح اس کیڈیٹ کو جواب ہے: ''یہاں آپ کو ایسے حقیر لوگ، گھاس پھوس کی طرح لوگ، کیڑوں مکوڑوں کی طرح لوگ ملیں گے جو کہتے ہیں کہ ہمیں ان لٹیروں اور بدمعاشوں کے ٹولے کی مذمت نہیں کرنا

چاہئے جو ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں۔'' (56)

جب اعتدال پسند ترگینیف نے الکساندر دوئم کو ایک نجی خط میں اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور سونے کے دو سکے ان سپاہیوں کے لئے بطور چندہ دئے جو پولینڈ میں بغاوت کچلنے کے دوران زخمی ہوئے تھے تو ''کلوکول'' نے لکھا کہ ''سفید بالوں والی ماگدالین (مذکر جنس والی) نے زار کو یہ جتانے کے لئے لکھا کہ اس کی نیند اچاٹ ہوگئی ہے کیونکہ اسے یہ خیال ستا رہا ہے کہ زار کو اس کی پشیمانی کا علم نہیں ہے اور اس کی وجہ سے وہ پانی پانی ہوئی جا رہی ہے۔'' (57) ترگینیف نے فوراً اپنے آپ کو پہچان لیا۔

جب روسی اعتدال پسندوں کا پورا قافلہ ہرتسن سے دور بھاگ گیا کیونکہ انہوں نے پولینڈ کی حمایت کی تھی، جب تمام ''تعلیم یافتہ اعلے طبقے'' نے ''کلوکول'' کی طرف پیٹھ موڑ لی تب بھی ہرتسن نے ہمت نہیں ہاری۔ وہ پولینڈ کی آزادی کے علم بردار بنے رہے اور الکساندر دوئم کے جابروں، جلادوں، پھانسی دینے والوں کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ ہرتسن روسی جمہوریت کی آن بان کے محافظ تھے۔ انہوں نے ترگینیف کو لکھا: ''ہم نے روسی نام کی عزت بچالی اور اس کی پاداش میں غلامانہ ذہنیت رکھنے والی اکثریت کے ہاتھوں تکلیف سہنا پڑی۔'' (08)

جب یہ خبر پھیلی کہ ایک غلام کسان نے زمیندار کو اس لئے مار ڈالا کہ اس نے کسان کی منگیتر کی عصمت لوٹنے کی کوشش کی تھی، تو ہرتسن نے ''کلوکول'' میں لکھا: ''شاباش!'' جب یہ معلوم ہوا کہ ''نجات'' کے ''پر امن'' عمل کی نگرانی کے لئے فوجی افسر مقرر کئے جائیں گے، تو ہرتسن نے تبصرہ کیا: ''پہلا عقل مند کرنل جو اپنے دستے کے ساتھ کسانوں کو کچلنے کے بجائے ان کا ساتھ دے گا وہ زار رومانوف کے تخت پر بیٹھے گا۔'' جب کرنل ریٹرن نے وارسا میں گولی سے اپنا خاتمہ کر لیا (1860) کیونکہ وہ جلادوں کی مدد کرنا نہیں چاہتا تھا تو ہرتسن کی قلم سے یہ الفاظ نکلے: ''اگر کسی کو گولی کا نشانہ بنانا ہے تو ان جنرلوں کو جنہوں نے غیر مسلح لوگوں پر گولی چلانے کا حکم دیا تھا۔'' جب بیزدنا میں پچاس کسانوں کا قتل عام کیا گیا اور ان کے رہنما انتون پیتروف کو پھانسی دی گئی (12 اپریل 1861) تو ہرتسن نے ''کلوکول'' میں تحریر کیا:

''ارض روس کے محنت کشو اور مظلومو، کاش کہ میرے الفاظ تم تک پہنچ سکتے! ...میں تمہیں اپنے روحانی گلے بانوں سے نفرت کرنا سکھاتا جنھیں سینٹ پیٹرسبرگ کی مجلس کلیسا اور ایک جرمن زار نے تمہارے سر پر لا د رکھا ہے ...تمھیں زمیندار سے نفرت ہے، تم حکام سے نفرت کرتے ہو، تم ان سے ڈرتے بھی ہو، یہ صحیح ہے۔ لیکن اس کے باوجود تمھیں زار اور بشپ پر اعتماد ہے...ان پر اعتماد مت کرو۔ زار ان کے ساتھ ہے اور وہ اس کے آدمی ہیں۔ اور تم اس پر نظریں جمائے ہوئے ہو___ تم اس نوجوان کے باپ جو بیزدنا میں قتل کیا گیا، تم اس باپ کے بیٹے جسے پینزا میں ہلاک کیا گیا...تمہارے گلے بان تمہاری طرح اتنے ہی جاہل ہیں اور غریب ...ایسا ہی ایک دوسرا انتونی

(پادری نہیں بلکہ پیزدنا کا انتون) تھا جس نے تمھارے لئے کازان میں بڑے دکھ جھیلے ...تمھارے شہیدوں کے لاشے معجزے نہیں دکھائیں گے اوران کی روحوں کوثواب پہنچانے سے ایک دانت کا بھی درددور نہ ہوگا، لیکن ان کی زندہ یاد ایک معجزہ دکھا سکتی ہے ___ تمھاری نجات۔‘‘(59)

آپ نے دیکھ لیا کہ ہمارے اعتدال پسند جوغلامانہ’’ قانونی‘‘ پریس پر چھائے ہوئے ہیں کس بے حیائی اور پاجی پن سے ہرتسن پر بہتان باندھ رہے ہیں، وہ صرف ہرتسن کے کمزور پہلوؤں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اوران کے توانا پہلوؤں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہتے۔ یہ ہرتسن کا قصور نہیں تھا بلکہ ان کی بدقسمتی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے پانچویں دہائی میں روس کے انقلابی عوام کونہیں دیکھ سکے۔اور جب پچھلی صدی کی ساتویں دہائی میں وہ انقلابی عوام کودیکھنے آئے توانہوں نے بلاخوف اعتدال پسندی کے مقابلے میں انقلابی جمہوریت کا ساتھ دیا۔زارشاہی کے خلاف عوام کی فتح کے لئے لڑے، اس لئے نہیں کہ اعتدال پسند بورژوازی اور زمینداروں کے زار کے درمیان سودے بازی ہو۔انہوں نے انقلاب کا پرچم بلند رکھا۔

ہرتسن کی یادمناتے وقت ہم صاف صاف دیکھتے ہیں کہ روسی انقلاب میں تین نسلیں، تین طبقات سرگرم عمل رہے ہیں۔ان میں پہلے امرااور زمیندار، دسمبری اور ہرتسن تھے۔ان انقلابیوں کا ایک چھوٹا سا حلقہ تھا۔وہ عوام سے بالکل کٹے ہوئے تھے۔لیکن ان کی کوششیں رائیگاں نہیں گئیں۔دسمبریوں نے ہرتسن کو بیدار کیا۔اور ہرتسن نے انقلابی پروپیگنڈے کی ابتدا کی۔

اس کام کوانقلابی رازنوچینتسی والوں نے ___ چرنی شیفسکی سے لے کر مضبوط کیا اور پختہ بنایا۔مجاہدوں کی صفیں بڑھیں،عوام سے انکا رابطہ بڑھا۔’’ آنے والے طوفان کے نوجوان کھویا‘‘ ہرتسن ان لوگوں کواس طرح پکارا کرتے تھے۔لیکن طوفان آیا نہیں۔

طوفان خودعوام کی تحریک ہوتا ہے۔واحد طبقہ جوسراپا انقلابی ہے یعنی پرولتاریہ عوام کی پہلی صف میں اٹھ کھڑا ہوااوراس نے پہلی بار کھلی انقلابی جدوجہد کے لئے کروڑوں کسانوں کو بیدار کیا۔اس طوفان کا پہلا دھاوا 1900 میں بولا گیا۔اوردوسرا ہماری آنکھوں کے سامنے تیاری کرر ہا تھا۔

ہرتسن کی یادمناتے وقت پرولتاریہ ان کی مثال کوسامنے رکھ کرانقلابی نظریے کی عظیم اہمیت کی قدر کرنا سیکھ رہا ہے۔ وہ یہ سیکھ رہا ہے کہ انقلاب اورعوام میں انقلابی پروپیگنڈے کے لئے بے غرض قربانی کبھی ضائع نہیں ہوتی،اس وقت بھی جب کہ فصل بونے اوراس کے کاٹنے کے درمیان طویل دہائیاں حائل ہوں۔وہ روسی انقلاب اور بین الاقوامی انقلاب میں بھی مختلف طبقات کا کردار معلوم کرنا سیکھ رہا ہے۔ان اسباق سے مالا مال ہوکر

پرولتاریہ اس اژدہے، زارشاہی مطلق العنانی کا سر کچل کر جس کے خلاف ہرتسن نے عوام سے آزاد روسی الفاظ خطاب کر کے سب سے پہلے جدوجہد کا عظیم پرچم بلند کیا تھا، تمام ملکوں کے اشتراکی مزدوروں کے ساتھ آزاد اتحاد قائم کرنے کے لئے اپنا راستہ ہموار کرے گا۔

''سوشل ڈیموکریٹ'' شمارہ 26، 8 (20 اپریل) 1912

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 21، صفحات 262_200-

---

یوگینی پوتیئے

(ان کی پچیسویں برسی کے موقع پر)

پچھلے سال 1912 کے نومبر میں فرانسیسی مزدور شاعر، مشہور پرولتاری ترانے ''انٹرنیشنل'' کے خالق (''اٹھ جاگ بھوکے'' وغیرہ) یوگینی پوتیئے کے انتقال کو پورے پچیس برس ہو گئے۔

اس ترانے کا تمام یورپی زبانوں اور دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ طبقاتی شعور رکھنے والا مزدور خواہ وہ کسی بھی ملک میں ہو، جہاں بھی قسمت اسے لے جائے، وہ اپنے وطن سے دور افتاد غیر زبان بولنے والوں کے درمیان بلا دوستوں کے کتنا ہی اجنبی کیوں نہ محسوس کرتا ہو ___ لیکن جب جانی پہچانی ''انٹرنیشنل'' کی دھن سنتا ہے تو اسے رفیق اور دوست مل جاتے ہیں۔

تمام ملکوں کے مزدور یوگینی پوتیئے کی یاد کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ان کی بیوی اور بیٹی اب بھی زندہ ہیں اور عسرت کے دن گزار رہی ہیں جیسے کہ خود ''انٹرنیشنل'' کے خالق نے اپنی زندگی بھر گزارے تھے۔ وہ پیرس میں 4 اکتوبر 1816 کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے پہلا گیت چودہ برس کی عمر میں مرتب کیا جو ''آزادی زندہ باد!'' کے نام سے مشہور ہے۔ 1848 میں جب مزدوروں نے بورژوازی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو وہ سڑکوں کے مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔

پوتیئے نے ایک غریب گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور زندگی بھر مفلس اور پرولتاری رہے۔ ان کا ذریعہ معاش سامان باندھنا تھا اور بعد میں وہ کپڑے پر نقش و نگار بنانے لگے۔

1840 سے پوتیئے نے فرانس کے ہر عظیم واقعے پر مجاہدانہ گیت لکھ کر لبیک کہا، ان کے مجاہدانہ گیتوں نے

بچھڑے ہوئے لوگوں میں بیداری اور شعور پیدا کیا، مزدوروں کو متحد ہونے کی آواز دی اور فرانس کے بورژازی اور بورژوا حکومتوں پر لعنت بھیجی۔

عظیم پیرس کمیون (1871) کے دنوں وہ اس کے رکن منتخب کئے گئے۔ رکنیت کے لئے جو 3600 ووٹ ڈالے گئے ان میں سے 3302 ووٹ انھیں ملے۔ انہوں نے پہلی پرولتاری حکومت یعنی کمیون کی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

کمیون کی ناکامی نے پوتیئے کو انگلستان بھاگنے پر مجبور کیا۔ پھر وہاں سے وہ امریکہ چلے گئے۔ انہوں نے اپنا مشہور ترانہ ''انٹرنیشنل''، جون 1871 میں لکھا تھا، کہنا چاہئے کہ مئی میں خون آلود شکست کے دوسرے دن...

کمیون کو کچل دیا گیا... لیکن پوتیئے کے ''انٹرنیشنل'' نے دنیا کے گوشے گوشے میں اپنے خیالات بکھیر دیے اور آج وہ پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ جیتا جاگتا ہے۔

جلاوطنی کے زمانے میں پوتیئے نے ایک نظم لکھی ___ ''امریکی محنت کشوں کا فرانسیسی محنت کشوں سے خطاب''۔ اس میں انہوں نے سرمایہ داری کے جوئے تلے مزدوروں کی زندگی، ان کی غربت، کمرتوڑ مشقت، ان کا استحصال اور اپنے مقصد میں ہونے والی کامیابی پر پختہ یقین دکھایا۔

کمیون کے صرف دس سال بعد پوتیئے پھر فرانس واپس آگئے اور ''مزدوروں کی پارٹی'' کے ممبر بن گئے۔ ان کی شاعری کی پہلی جلد ''انقلابی گیت''۔

وفات کے بعد بھی مزدور شاعر کے کئی گیت شائع ہوئے۔

8 نومبر 1887 کو پیرس کے مزدور یوگینی پوتیئے کی راکھ دفن کرنے کے لئے پیرلاشائیز قبرستان لے گئے جہاں کمیون کے مجاہد شہید ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اس موقع پر پولیس نے لال جھنڈا چھیننے کے لئے مجمع پر وحشیانہ حملہ کیا۔ تجہیز و تکفین میں لوگوں نے بڑی تعداد میں حصہ لیا۔ ہر طرف لوگوں نے نعرے بلند کئے: ''پوتیئے زندہ باد!''

پوتیئے کی موت غربت کی حالت میں ہوئی۔ لیکن انہوں نے جو یادگار چھوڑی وہ دستکاری سے زیادہ دیرپا ہے۔ وہ ایک عظیم گیتوں کے مبلغ تھے۔ جب انہوں نے اپنا پہلا گیت مرتب کیا تب اشترا کی مزدوروں کو صرف انگلیوں پر گنا جا سکتا تھا اور آج یوگینی پوتیئے کے تاریخی ترانے کو کروڑوں پرولتاری جانتے ہیں...

''پراودہ'' شمارہ 2، 3 جنوری 1913۔

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن جلد 22، صفحات 274_273-

کیالازمی سرکاری زبان ضروری ہے

اعتدال پسند اس لحاظ سے رجعت پرستوں سے مختلف ہیں کہ وہ مقامی زبان میں ذریعہ کا حق مانتے ہیں، کم ازکم ابتدائی اسکولوں میں لیکن جب لازمی سرکاری زبان کی ضرورت کا سوال اٹھتا ہے تو وہ رجعت پرستوں سے پوری طرح اتفاق کرتے ہیں۔

لازمی سرکاری زبان کا مطلب کیا ہے؟ عملاً اس کا مطلب یہ ہے کہ عظیم روسیوں کی زبان، جو روس کی کل آبادی میں اقلیت ہیں، روس کی باقی دوسری آبادی پر ٹھونس دی جائے۔ ہر اسکول میں سرکاری زبان سکھانا لازمی ہونا چاہئے۔ تمام سرکاری مراسلت مقامی آبادی کی زبان میں بلکہ سرکاری زبان میں ہونا چاہئے۔

جو پارٹیاں لازمی سرکاری زبان کی حامی ہیں وہ اس کی ضرورت کے سلسلے میں کیا جواز پیش کرتی ہیں؟

سیاہ صد کا جواب ظاہر ہے ٹکا سا ہوگا: تمام غیر روسیوں پر ڈنڈے کے زور سے حکمرانی کرنا چاہئے تاکہ وہ ''قابو سے باہر'' نہ ہوجائیں. روس کو غیر منقسم ہونا چاہئے اور تمام دوسرے لوگوں کو عظیم روسی فرمانروائی کی اطاعت کرنا چاہئے کیونکہ یہ عظیم روسی ہی تھے جنہوں نے روس کی سرزمین تعمیر کی اور اسے متحد کیا۔ اس لئے حکمران طبقے کی زبان کو لازمی سرکاری زبان ہونا چاہئے۔ پوریشکیوچ قماش کے حضرات اس پر کوئی اعتراض نہیں کریں گے اگر ''مقامی بولیوں'' پر بالکل پابندی لگادی جائے، اگرچہ روس میں غیر عظیم روسیوں کی آبادی کا 60 فیصد حصہ انہیں بولتا ہے۔

اعتدال پسندوں کا رویہ انتہائی ''مہذب'' اور ''لطیف'' ہے۔ وہ اس کے حامی ہیں کہ بعض حدود کے اندر مقامی زبان استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے (مثال کے طور پر ابتدائی اسکولوں میں)۔ لیکن ساتھ ہی وہ اس کی وکالت بھی کرتے ہیں کہ ایک لازمی سرکاری زبان ہونا چاہئے جو ان کی رائے میں ''ثقافت'' کے مفاد کے لئے، ''متحد'' اور ''ناقابل تقسیم'' روس کے مفاد کے ضروری ہے وغیرہ۔

''ریاست ثقافتی اتحاد کی تصدیق ہے... ریاستی ثقافت میں سرکاری زبان لازمی طور پر شامل ہے... ریاست کی بنیاد واحد اقتدار پر ہے اور سرکاری زبان ریاستی اقتدار کا آلہ ہے۔ ریاست کی دوسری شکلوں کی طرح زبان بھی لازمی اور عالمگیر حیثیت سے جابرانہ قوت رکھتی ہے...

''اگر روس کو متحد اور غیر منقسم رکھنا ہے تو پھر ہمیں روسی ادبی زبان کی ریاستی افادیت پر سختی سے اصرار کرنا چاہئے۔'' سرکاری زبان کی ضرورت پر یہ ہے اعتدال پسندوں کے فلسفے کا نمونہ۔

اوپر جو عبارت ہم نے نقل کی ہے وہ مسٹر پاتراش کن کے ایک مضمون سے لی گئی ہے، اور یہ مضمون اعتدال پسند اخبار ''دین'' (''دن'') (شمارہ 7) میں چھپا ہے۔ تو یہ بات پوری طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایسے خیالات کے انعام میں سیاہ صد کے اخبار ''نووائے وریمیا'' نے مصنف کا بڑے چٹخارے سے بوسہ کیوں لیا۔ مسٹر پاتراشکن بڑے ''گھمبیر خیالات'' پیش کرنے والے انسان ہیں ___ یہ مینشیکوف کے اخبار (شمارہ 13588) کی رائے ہے۔ ایک دوسرا اخبار جس کی سیاہ صد والے ایسے ہی ''گھمبیر'' خیالات کے لئے تعریف کرتے رہتے ہیں قومی اعتدال پسند ''روسکایا میسل'' (''روسی افکار'') ہے۔ اور آخر سیاہ صد والے کیوں نہ ان کی تعریف کریں جب اعتدال پسند اپنی ''مہذب'' دلیلوں سے ایسی چیزوں کی وکالت کر رہے ہیں جن سے ''نووائے وریمیا'' کے لوگوں کا دل باغ باغ ہوتا ہے؟

اعتدال پسند ہم سے کہتے ہیں کہ روسی ایک عظیم اور زبردست زبان ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ لوگ جو روس کے کسی بھی سرحدی علاقوں میں بسے ہوئے ہیں یہ عظیم اور زبردست زبان سیکھیں؟ کیا آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ روسی زبان سے غیر روسی لوگوں کا ادب مالا مال ہوگا، ثقافت کا عظیم خزانہ ان کی دسترس میں آجائے گا؟

اعتدال پسندوں سے جواب میں ہم کہتے ہیں: حضرات! یہ سب ٹھیک ہے۔ ہم آپ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ ترگینف، ٹالسٹائی، دوبرولوبوف، اور چرنی شیفسکی کی زبان عظیم اور زبردست ہے۔ یہ ہم آپ سے زیادہ چاہتے ہیں کہ تمام قوموں کے مظلوم طبقات کے درمیان جو روس میں آباد ہیں بلا کسی تفریق حتی الامکان قریب ترین میل جول اور برادرانہ اتحاد قائم ہو۔ اور ہم بالکل اس کے حامی ہیں کہ ہر شخص کو جو روس میں رہتا ہے عظیم روسی زبان دیکھنے کا موقع ملے۔

جو چیز ہم نہیں چاہتے وہ جبر کا عنصر ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ لوگوں کو ڈنڈے مار مار کر جنت میں داخل کرایا جائے۔ ثقافت کے متعلق آپ کتنے ہی باریک اور نفیس جملے کہیں، لازمی سرکاری زبان میں جبر اور ڈنڈے کا استعمال شامل رہتا ہے۔ ہمارے خیال میں عظیم اور زبردست روسی زبان اس کی محتاج نہیں ہے کہ لوگ اسے صرف لازم ہونے کی وجہ سے سیکھیں۔ ہمیں یقین ہے کہ روس میں سرمایہ داری کا ارتقا اور عام طور پر سماجی زندگی کا پورا دھارا تمام قوموں کو ایک دوسرے سے قریب تر لا رہا ہے۔ ہزاروں لاکھوں لوگ روس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آجا رہے ہیں، مختلف قومی آبادیاں خلط ملط ہو رہی ہیں، ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہنے کی عادت اور قومی کٹر پن ضرور ختم ہوگا۔ وہ لوگ جن کے کام اور زندگی کے حالات ایسے ہیں کہ روسی زبان جاننا ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے تو وہ اسے جبر کے بغیر سیکھیں گے۔ لیکن جبر (ڈنڈے) کا صرف ایک نتیجہ نکلے گا: عظیم اور زبردست روسی زبان کے دوسرے قومی گروپوں میں پھیلنے میں یہ رکاوٹ بنے گا، اور اہم ترین بات یہ ہے کہ اس

سے قومی تصادم اور تیز ہو جائیں گے، لاکھوں نت نئی شکلوں میں قومی اختلاف بڑھیں گے، ناراضگی اور باہمی عدم اعتمادی میں اضافہ ہوگا، وغیرہ۔

یہ کیسے چاہئے؟ نہ روسی عوام کو اور نہ روسی جمہوریت پسندوں کو۔ وہ کسی بھی شکل میں قومی ظلم تسلیم نہیں کرتے،

''اسی لئے روسی مارکسسٹ کہتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ کوئی لازمی سرکاری زبان نہ ہو، آبادی کے لئے ایسے اسکولوں کا انتظام کیا جائے جہاں ذریعہ تعلیم تمام مقامی زبانیں ہوں، آئین میں ایک ایسا بنیادی قانون شامل کیا جائے جو کسی ایک قوم کی تمام مراعتوں کو اور قومی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی کو ناجائز قرار دے...

''،رولیتارسکایا پراودا'' شمارہ 14(32)، 18 جنوری 1914-

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 24، صفحات 290_293-

عظیم روسیوں کے قومی وقار کے بارے میں

آج کل قومیت اور مادر وطن کے بارے میں کتنی زیادہ باتیں، حجتیں اور شور وشغب ہو رہا ہے! برطانیہ میں یہ اعتدال پسند اور ریڈیکل وزیر ہوں، فرانس میں یہ بے شمار ''پیش بین'' صحافی ہوں (جو اپنے رجعت پرست ہم کاروں سے پوری طرح متفق ہیں)، یا روس میں سرکاری، کیڈیٹ اور ترقی پسند بدنویسوں کے غول (معہ کئی نرودنیکوں اور ''مارکسیسٹوں'')___ سب کے سب اپنے اپنے ''وطن'' کی آزادی اور خودمختاری کی، قومی آزدی کے اصول کی عظمت کی شان میں بڑے جذباتی قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ یہاں یہ بتانا مشکل ہے کہ جلاد نکولائی فومانوف کا یا حبشیوں اور ہندستانیوں پر ظلم ڈھانے والوں کا ضمیر فروش قصیدہ خواں کون ہے اور کون عقل کا کورا ہے جو اپنی حماقت یا بے اصولی پن کے سبب دھارے کے ساتھ ساتھ بہہ رہا ہے۔ اور فرق کرنا کوئی اہم بھی نہیں ہے۔ ہمارے سامنے ایک وسیع اور بہت گہرا نظریاتی رجحان ہے جس کی جڑیں غالب قوموں کے زمینداروں اور سرمایہ دار صاحبان کے مفادات میں مضبوطی سے پیوست ہیں۔ ان طبقات کے لئے جن خیالات کا پروپیگنڈہ مفید ہے، اس پر ہر سال کروڑوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے: پروپیگنڈے کی یہ بڑی پن چکی ہر سر چشمے کا پانی استعمال کر رہی ہے ___ عقائد کے لحاظ سے کٹر جارحانہ قوم پرست مینشیکوف سے لے کر موقع پرست یا بے اصولے جارحانہ قوم پرستوں تک، جیسے کہ پلیخانوف اور ماسلوف، روبانووچ اور ایسمرنوف، کراپوٹکن اور بورتسیف۔

ہم سوشل ڈیموکریٹوں جن کا عظیم روسیوں سے تعلق ہے اس نظریاتی رجحان کی جانب اپنا رویہ واضح کرنا چاہئے۔اس غالب قوم کے نمائندوں کی حیثیت سے جو یورپ کے مشرقی کنارے اور ایشیا کے ایک بڑے حصے میں آباد ہے ہمارے لئے قومی سوال کی زبردست اہمیت کو نظر انداز کرنا نازیبا ہوگا___ خاص طور پر اس ملک میں جسے بجا طور پر ''قوموں کا قید خانہ'' کہا جاتا ہے اور خاص کر ایسے وقت جب کہ یورپ کے مشرقی کنارے میں اور ایشیا میں بھی سرمایہ داری کافی تعداد میں چھوٹی بڑی ''نئی'' قوموں کے اندر زندگی اور خود آگاہی کی روح پھونک رہی ہے، اور ایسے لمحے جب کہ متحدہ امرا کی مجلس (60) کے اور گوچکوفوں، کریکستوفنیکوفوں، دولگوروکوفوں، کوتلروں اور رادیچیفوں کے مفادات کے مطابق کئی قومی مسائل ''حل'' کرنے کے واسطے زارشاہی نے لاکھوں عظیم روسی اور لوگوں پر مشتمل فوج منظم کر رکھی ہے۔

کیا ہم عظیم روسی قوم سے تعلق رکھنے والے طبقاتی شعور کے حامل پرولتاری قومی وقار کے احساس سے عاری ہیں؟ اپنی زبان اور وطن سے محبت ہے اور ہم اس کے محنت کش عوام کو (یعنی اس کی آبادی کے 90 فیصدی حصے کو) جمہوری اور اشتراکی شعور کی سطح تک پہنچانے کے لیے تن من دھن لگائے ہوئے ہیں۔ زار کے جلادوں، امرا اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں ہمارا حسین وطن جو دست درازیاں، مظالم اور ذلتیں جھیل رہا ہے اسے دیکھ کر ہمارا دل بہت دکھتا ہے۔ ہم میں سے، عظیم روسیوں میں سے جب لوگ ان چیرہ دستیوں کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہمارا دل فخر کے جذبے سے بھر جاتا ہے، ہمیں ان پر فخر ہے کہ ان ہی میں عوام کی ایک طاقتور انقلابی پارٹی تخلیق کی، ہمیں عظیم روسی کسانوں پر فخر ہے جو جمہوریت کی جانب بڑھ رہے ہیں اور پادریوں اور زمینداروں کا تختہ الٹنے کی ابتدا کر رہے ہیں۔

ہمیں عظیم روسی جمہوریت پسند چرنی شیفسکی کے، جنہوں نے اپنی تمام زندگی انقلاب کے لئے وقف کر دی تھی، وہ الفاظ یاد ہیں جو انہوں نے نصف صدی پہلے کہے تھے: ''ایک بدنصیب قوم، ایسے غلاموں کی قوم جو سر سے پیر تک غلام ہیں'' (21)۔ کھلے یا ڈھکے عظیم روسی غلام (زارشاہی کے غلام) ان الفاظ کی یاد تازہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن ہماری رائے میں یہ الفاظ ہمارے وطن کے ساتھ سچی محبت کا اظہار کرتے ہیں، ایسی محبت جب عظیم روسی عوام میں انقلابی روح کی کمی دل میں چٹکیاں لیتی ہو۔ اس زمانے میں ایسی روح بالکل نہ تھی۔ آج وہ تھوڑی بہت ہے، لیکن موجود تو ہے۔ ہمیں عظیم قتل و غارت گری، پھانسیوں کی قطاروں، اذیت خانوں، عظیم قحطوں اور پادریوں، زاروں، زمینداروں اور سرمایہ داروں کی جانب عظیم غلامانہ ذہنیت پر نہیں بلکہ اس پر قومی فخر ہے کہ عظیم روسی قوم نے بھی ایک انقلابی طبقہ پیدا کر لیا ہے اور وہ بھی انسانیت کو آزادی اور سوشلزم کی جدوجہد کے عظیم نمونے پیش کرنے کے قابل ہے۔

ہمارے دل قومی آن بان کے جذبے سے لبریز ہیں اسی وجہ سے خاص طور ہمیں اپنے غلامانہ ماضی سے (جبکہ زمیندار امرانے کسانوں کو جنگوں میں جھونکا تھا تاکہ ہنگری، پولینڈ، ایران اور چین کی آزادی کا گلا گھونٹ دیا جائے) نفرت ہے اور اپنے غلامانہ حال سے بھی جب یہی زمیندار سرمایہ داروں کی مدد سے ہمیں جنگ میں جھونک رہے ہیں تاکہ پولینڈ اور یوکرین کا گلا گھونٹ دیا جائے، ایران اور چین میں جمہوری تحریک کچل دی جائے اور رومانوفوں، بوبرینسکیوں اور پوریشکیوچوں کے ٹولے کے ہاتھ مضبوط کئے جائیں جو ہمارے عظیم روسی وقار کے لئے باعث ننگ ہیں۔ غلام پیدا ہونے پر کسی کو الزام نہیں دیا جاسکتا، لیکن اگر غلام نہ صرف آزادی کی خواہش سے دور بھاگے بلکہ اپنی غلامی کو صحیح ثابت کرے، اسے خوبصورت جامہ پہنا کر پیش کرے (مثلاً پولینڈ، یوکرین وغیرہ کا گلا گھونٹنے کو عظیم روسیوں کی ''مادرِوطن کا دفاع'' وغیرہ کہے) تو یہ غلام جوتے چاٹنے والا اور سفلہ ہے اور اس کا مستحق ہے کہ اسے غصے، حقارت اور نفرت کا نشانہ بنایا جائے۔

''وہ قوم کبھی آزاد نہیں ہوسکتی جو دوسری قوموں پر ظلم کرتی ہے'' (62) ___ یہ الفاظ مارکس اور اینگلز کے ہیں، جو راست انیسویں صدی کی جمہوریت کے عظیم ترین نمائندے تھے اور جو انقلابی پرولتاریہ کے معلم بنے۔ اور ہم عظیم روسی مزدور جو قومی فخر کے جذبے سے سرشار ہیں ہر قیمت پر چاہتے ہیں کہ ایک آزاد، خودمختار، نجات شدہ، جمہوری، ریپلک اور قابل فخر عظیم روس ہو جس کے پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات کی بنیاد انسانی مساوات کے اصول پر ہو نہ کہ مراعات کے غلامانہ اصول پر جو ایک عظیم قوم کے لئے بڑی تذلیل آمیز بات ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں اور برملا کہتے ہیں: بیسویں صدی میں اور یورپ میں (یورپ کے مشرق بعید تک میں بھی) ''مادرِوطن کے دفاع'' کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ اپنی اپنی مادروطن کی بادشاہت، زمینداروں اور سرمایہ داروں، یعنی اپنے وطن کے بدترین دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لئے ہر ممکن انقلابی ذریعہ استعمال کیا جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ عظیم روسی کسی بھی جنگ میں زارشاہی کی شکست چاہے بغیر اپنی ''مادروطن کا دفاع'' نہیں کر سکتے کیونکہ عظیم روس کے نوے فیصدی باشندوں کے لئے زارشاہی بدی ہے، اس لئے کہ زارشاہی ان نوے فیصدی لوگوں پر نہ صرف معاشی اور سیاسی لحاظ سے ظلم ڈھاتی ہے بلکہ انہیں دوسری قوموں کو غلام بنانے کی تعلیم دے کر اور اپنی بے شرمی کو ریاکارانہ اور نام نہاد حب الوطنی کے فقروں سے چھپا کر انہیں پست ہمت بناتی ہے ان کا اخلاق بگاڑتی ہے، انہیں بے آبرو کرتی ہے، انہیں بیسوا بناتی ہے۔

ایک اعتراض یہ کیا جاسکتا ہے کہ زارشاہی کے علاوہ لیکن اس کے زیرسایہ ایک اور تاریخی قوت ابھری اور مضبوط ہوئی ہے ___ یعنی عظیم روسی سرمایہ داری جو ملک کے وسیع علاقوں کو معاشی طور پر مرکوز اور مربوط کر کے ایک ترقی پسند کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ اعتراض، بہرحال، ہمارے سوشلسٹ جارحانہ قوم رستوں کو جنہیں زارشاہی اور

پوریشکیوچ کے اشتراکی کہنا چاہئے (اسی طرح جیسے مارکس لاسال کے ماننے والوں کو شاہی پروشیائی اشتراکی کہا کرتے تھے) بری نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس ان کی اور زیادہ مذمت کرتا ہے۔ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں کہ تاریخ عظیم روسی غالب قومی سرمایہ داری کے حق میں فیصلہ صادر کرے گی، اور ایک سو ایک چھوٹی قوموں کے خلاف۔ یہ ناممکن نہیں ہے کیوں کہ سرمایے کی ساری تاریخ تشدد، غارتگری، خون خرابے اور اخلاقی وزال کی تاریخ ہے۔ہم ہر قیمت پر چھوٹی قوموں کے برقرار رکھنے کی وکالت نہیں کرتے، اگر دوسرے حالات مساوی ہوں تو ہم قطعی طور پر مرکزیت کے حامی ہیں اور وفاقی تعلقات کے تنگ نظر پیٹی بورژوا آدرش کے خلاف ہیں۔ بہر حال، اگر ہمارا مفروضہ صحیح بھی ہو تو پہلے، یہ ہمارا یا جمہوریت پسندوں کا (اشتراکیوں کو الگ چھوڑیے) کام نہیں ہے کہ یوکرین وغیرہ کا گلا گھونٹنے میں رومانوف — بوبرینسکی — پوریشکیوچ کی مدد کریں۔اپنے یونکر طریقے سے بسمارک نے ایک ترقی پسند تاریخی فریضہ انجام دیا تھا،لیکن اگر کوئی اس بنیاد پر بسمارک کو اشتراکی مدد دینا صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرے تو وہ بڑے پائے کا ''مارکسیسٹ'' ہے!اس کے علاوہ بسمارک نے منتشر جرمنوں کو متحد کر کے، جن پر دوسری قومیں ظلم کرتی رہتی تھیں، معاشی ترقی بڑھائی۔لیکن عظیم روس کی معاشی خوش حالی اور تیز ترقی کا تقاضہ یہ ہے کہ ملک کو دوسری قوموں پر عظیم روسی ظلم سے نجات دلائی جائے — اس فرق کو روسی بسمارکوں کے مداح بھول جاتے ہیں۔

دوسرے، اگر تاریخ نے عظیم روسی غالب قومی سرمایہ داری کے حق میں فیصلہ صادر کر بھی دیا تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کمیونسٹ انقلاب میں عظیم روسی پرولتاریہ کا جسے سرمایہ داری نے جنم دیا ہے اشتراکی رول خاص محرک قوت کی حیثیت سے اور بھی بڑھ جائے گا۔اور پرولتاری انقلاب اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ مزدوروں کو مکمل قومی مساوات اور اخوت کی اسپرٹ میں کافی عرصے تک تعلیم دی جائے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ عظیم روسی پرولتاریہ کے مفاد میں ضروری ہے کہ عوام کو باقاعدہ یہ تعلیم دی جائے کہ وہ عظیم روسیوں کے ہاتھوں تمام مظلوں قوموں کے حق خود اختیاری اور مکمل مساوات کی مدافعت کے لئے — انتہائی استقلال سے، ثابت قدمی کے ساتھ، بہادری اور انقلابی طریقے سے — اپنی آواز کو بلند کریں۔عظیم روسیوں کے قومی وقار کے مفادات (غلامانہ معنوں میں نہیں) اور عظیم روسی (اور تمام دوسرے) پرولتاریہ کے اشتراکی مفادات ایک ہیں۔ مارکس ہمیشہ ہمارے لئے منارہ ہدایت رہیں گے جو کئی دہائیوں تک برطانیہ میں رہے تھے اور نصف انگریز ہو جانے کے باوجود انہوں نے برطانوی مزدوروں کی اشتراکی تحریک کے مفاد میں آئرلینڈ کی کی آزادی اور قومی خودمختاری کا مطالبہ کیا۔

دوسری مفروضہ صورت میں جسے ہم پیش کر چکے ہیں ہمارے سدیشی اشتراکی، جارحانہ قوم پرست پلیخانوف وغیرہ، وغیرہ غدار ثابت ہوں گے، نہ صرف اپنے ملک کے — آزاد، جمہوری عظیم روس کے، بلکہ روس

کی تمام قوموں کی پرولتاری اخوت اشتراکیت کے نصب العین کے بھی غدار۔

''سوشل ڈیموکریٹ'' شمارہ 30، 12 دسمبر 1914-

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 26، صفحات 110_106-

---

ہمارے اخبارات کا کردار

فرسودہ مسائل پر ___ سیاسی بکواس پر پروپیگنڈے کے لئے کہیں زیادہ جگہ دی جارہی ہے، اورنئی زندگی کی تعمیر کے متعلق، اس کے بارے میں واقعات کے متعلق بہت ہی کم لکھا جارہا ہے

400 ___ 200 سطریں گھسیٹنے کے بجائے ہم ایسے سادے، عام طور پر مشہور، واضح موضوعات پر 20 یا 10 ہی سطریں کیوں نہیں لکھتے جن سے لوگ اچھی طرح واقف ہیں، مثلاً بورژوازی کے کاسہ لیس مینشویکوں کی نفرت انگیز غداری، سرمایے کے مقدس حقوق کو بحال کرنے کے لئے انگریزوں، جاپانیوں کا حملہ، جرمنی کے خلاف امریکی کروڑ پتیوں کی دھمکیاں وغیرہ، وغیرہ؟ ہمیں ان باتوں کے بارے میں لکھنا چاہئے اور اس شعبے میں ہر نئے واقعے کو ذہن نشین کرنا چاہئے، اس کی ضرورت نہیں ہے کہ لمبے چوڑے مضمون لکھیں اور پرانی دلیلوں کو دہرائیں۔ ضروری یہ ہے کہ پرانی، جانی پہچانی اور نپی تلی سیاست کے تازہ ترین اظہار کو کم سے کم لفظوں میں ''ڈاک تار کے اسلوب میں'' بیان کردیں۔

''اچھے پرانے بورژوا وقتوں'' میں بورژوا اخبارات ''مقدس سے مقدس'' ___ یعنی نجی ملکیت کے کارخانوں اور نجی اداروں کی حالت کے بارے میں کبھی نہیں لکھتے تھے۔ یہ رسم بورژوازی کے مفاد کے عین مطابق تھی۔ اس رسم کو ہمیں بنیادی طور پر خیر باد کہنا چاہئے۔ ہم نے اسے خیر باد نہیں کہا ہے۔ ابھی تک ہمارے اخبارات کا طرز نہیں بدلا ہے جیسا کہ انہیں معاشرہ کے سرمایہ داری سے سوشلزم کی جانب عبور کے وقت ہونا چاہئے۔

سیاست کم ہو۔ سیاست کی پوری طرح ''وضاحت'' کی جاچکی ہے اور اسے تحلیل کرکے دو کیمپوں کے درمیان جدوجہد کی شکل میں لایا جاچکا ہے: مسلح باغی پرولتاریہ اور مٹھی بھر غلاموں کے آقا سرمایہ دار (اپنے پورے ٹولے کے ساتھ جس میں مینشویک وغیرہ تک شامل ہیں) اس سیاست کے متعلق ہم بہت اختصار سے لکھ سکتے ہیں، میں دہراتا ہوں، ہمیں اس طرح ہی لکھنا چاہئے۔

معاشیات زیادہ ہو۔ لیکن ''مباحثوں، عالمانہ تبصروں اور دانشورانہ منصوبوں اور اسی طرح کی لغویات کے

معنوں میں نہیں، مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اکثر بالکل لغویات ہوتے ہیں۔معاشیات سے ہماری مراد نئی زندگی کی تعمیر سے منسلک ٹھوس واقعات کا جمع کرنا، احتیاط سے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کا مطالعہ ہے۔کیا نئی معیشت کی تعمیر میں بڑے کارخانوں، زرعی کمیونوں نے اور غریب کسانوں کمیٹیوں (63)، مقامی عوامی معاشی کونسلوں نے واقعی کامیابیاں حاصل کی ہیں؟ یہ کامیابیاں ٹھیک ٹھیک کیا ہیں؟ کیا ان کی تصدیق کر لی گئی ہے؟ کیا وہ قصے کہانیاں، ڈینگیں، خیالی منصوبے تو نہیں ہیں ('' کام چل نکلا ہے''، '' منصوبہ تیار ہو چکا ہے''، ''مشکلات پر قابو پانے ہی والے ہیں''، '' ہم نے ذمہ لے لیا ہے''، ''بلاشبہ ترقی ہے'' اور اسی قسم کے ڈھونگیے جملوں کے ''ہم'' استاد ہیں)؟ کامیابیاں کس طرح حاصل کی گئیں؟ انہیں وسعت دینے کے لئے کیا کیا جائے؟

کہاں ہے ان پھسڈی کارخانوں کا رجسٹر نمبر 9 جو قومیانے کے بعد بدنظمی، انتشار، گندگی، غنڈہ گردی اور مفت خوری کے نمونے ہیں؟ یہ نہیں ہے لیکن ایسے کارخانے موجود ہیں۔ جب تک ہم ''سرمایہ دارانہ روایتوں کے ان محافظوں'' کے خلاف جنگ نہیں کریں گے، ہم اپنا فریضہ پورا نہیں کر سکتے۔جب تک ہم ایسے کارخانوں کو خاموشی سے برداشت کرتے رہیں گے ہم کمیونسٹ نہیں بلکہ بے کردار لوگ کہلائیں گے۔ہم نے اخبارات میں بورژوازی کی طرح مہارت سے طبقاتی جدوجہد چلانا نہیں سیکھی ہے۔یاد کیجئے کہ اپنے اخباروں میں اس نے اپنے طبقاتی دشمنوں کا کس مہارت سے تعاقب کیا، ان کا مذاق اڑایا، انہیں ذلیل کیا، ان کا ناطقہ بند کیا۔اور ہم؟ کیا سرمایہ داری سے سوشلزم کی جانب عبور کے دور میں طبقاتی جدوجہد یہ شکل اختیار نہیں کرتی کہ مزدور طبقے کے مفاد کو چند افراد، مزدوروں کے ان گروپوں اور ٹکڑیوں سے بچایا جائے جو سرمایہ داری کی روایات (عادتوں) سے بضد چمٹے ہوئے ہیں اور سوویت ریاست کو پرانے ڈھنگ سے دیکھتے ہیں: ریاست کے لئے جتنا ممکن ہو کم اور خراب کام کرو اور اس سے زیادہ سے زیادہ پیسہ اینٹھو۔کیا سوویت چھاپے خانوں تک کے کمپوزیٹروں میں، سورموو اور پوتیلوف وغیرہ کے مزدوروں میں ایسے لفنگوں کی کمی ہے؟ ان میں سے ہم نے کتنوں کو پکڑا ہے، کتنوں فاش کیا ہے اور کتنوں کو تذلیل اور تشہیر کیا ہے؟

اس بارے میں پریس خاموش ہے۔اور اگر لکھتا بھی ہے تو رسمی طریقے سے، افسرانہ انداز میں، ایک انقلابی پریس کی طرح نہیں، ایک طبقے ک آمریت کے ترجمان کی حیثیت سے نہیں جس کا فرض عمل سے یہ ظاہر کرنا ہے کہ سرمایہ داروں اور سرمایہ دارانہ روایات کے حامل طفیلیوں کی مزاحمت کو آہنی ہاتھ سے کچل دیا جائے گا۔

جنگ کے سلسلے میں بھی یہی حالت ہے۔کیا ہم بزدل اور نکمے افسروں پر تنقید کرتے ہیں؟ کیا ہم نے تمام روس کے سامنے واقعی بری رجمنٹوں کی ملامت کی؟ کیا ہم نے کافی ایسے بدقماش ''پکڑے''، جنہیں ان کی غیر موزونیت، لاپرواہی، لیت ولعل وغیرہ کو تشہیر کر کے فوج سے نکال دینا چاہئے تھا؟ ہم نے مخصوص مضر لوگوں کے

خلاف موثر شدید اور واقعی انقلابی جنگ شروع نہیں کی ہے۔ ہم نے زندگی کے تمام شعبوں سے جیتی جاگتی ٹھوس مثالوں اور نمونوں کے ذریعے عوام کو تعلیم دینے کے سلسلے میں بہت کم کام کیا ہے، اگرچہ سرمایہ داری سے کمیونزم کی جانب عبور کے دوران اخباروں کا یہ خاص فریضہ ہے۔ کارخانوں، دیہات اور جمٹوں کے اندر جو روزمرہ کی زندگی میں ہو رہا ہے اس پہلو پر ہم نے کم توجہ دی ہے حالانکہ دوسری جگہوں کے مقابلے میں وہاں زیادہ نیا تعمیر کیا جا رہا ہے اور وہیں توجہ اور تشہیر کی، عوامی تنقید کی، جو برا ہے اس کی مذمت کرنے کی اور اچھی باتیں سیکھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

سیاسی بکواس کم کی جائے۔ عالمانہ بحثیں کم ہوں۔ زندگی کے قریب آیا جائے۔ اس پر زیادہ توجہ دی جائے کہ اپنے روزمرہ کے کام کے ذریعے مزدور اور کسان کس طرح حقیقت میں نئی تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کی زیادہ تصدیق کی جائے تاکہ یہ پتہ لگے کہ نیا کہاں تک کمیونسٹ ہے۔

''پراودا'' شمارہ 202، 20 ستمبر 1918- لینن

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچوں روسی ایڈیشن، جلد 37، صفحات 91_89-

سوویت حکومت کی کامیابیاں اور مشکلات

(اقتباس)

پرانے یوٹوپیائی سوشلسٹوں کا خیال تھا کہ نئے قسم کے لوگ سوشلزم تعمیر کر سکتے ہیں، اس لئے پہلے نیک، پاکدامن اور بہترین تعلیم یافتہ لوگوں کو تربیت دینا چاہئے، پھر یہ لوگ اشتراکیت تعمیر کریں گے۔ ہم اس خیال پر ہمیشہ ہنسے اور کہا کہ یہ کٹھ پتلیوں کا ناٹک ہے۔ ایسے سوشلزم سے نوجوان خواتین ہی لطف اندوز ہو سکتی ہیں لیکن اسے سنجیدہ سیاست کبھی نہیں کہا جا سکتا۔

ہم ان مردوں اور عورتوں کی مدد سے سوشلزم تعمیر کرنا چاہتے ہیں جو سرمایہ داری نظام میں پروان چڑھے، جنھیں سرمایہ داری نے بگاڑا، خراب کیا لیکن اس کے خلاف جدوجہد کے ذریعے وہ فولاد بھی بنے۔ ایسے پرولتاریہ بھی ہیں جو اتنے فولاد بن چکے ہیں کہ کسی بھی فوج کے مقابلے میں ہزار گنی زیادہ مشقت برداشت کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کروڑوں مظلوم کسان ہیں جو جاہل ہیں اور بکھرے ہوئے ہیں لیکن جدوجہد میں پرولتاریہ کے گرد متحد ہو سکتے ہیں بشرطیکہ پرولتاریہ سلیقہ مندی سے طریقہ کار اختیار کرے۔ پھر سائنسی اور ٹکنیکی ماہرین ہیں جن پر بورژوا

نظریہ زندگی بری طرح چھایا ہوا ہے اور وہ فوجی ماہرین ہیں جنہوں نے بورژوا حالات میں تربیت حاصل کی ہے ــــ اگر صرف بورژوا حالات ہی ہوتے تو یہ اتنی بری بات نہ ہوتی لیکن ساتھ ساتھ زمین کی نجی ملکیت، کسان غلامی بھی تھی اور ڈنڈا بھی۔ جہاں تک معیشت کا تعلق ہے تو تمام ماہرین زراعت، انجینئر اور اسکولوں کے مدرس صاحب جائداد طبقے سے حاصل کئے جاتے تھے، وہ آسمان سے نازل نہیں ہوتے تھے! نہ زار نکولائی کے عہد میں اور نہ ریپبلکن صدر ولسن دور میں فیکٹری میں کام کرنے والے بے جائداد پرولتاریہ کو اور نہ ہل چلانے والے کسان کو یونیورسٹی میں تعلیم پانے کا موقع ملا۔ سائنس اور ٹیکنولوجی صرف دولت مندوں کی، صاحب جائداد طبقے کی خدمت کرتی ہے، سرمایہ داری صرف اقلیت کو ثقافت فراہم کرتی ہے۔ ہمیں اس ثقافت کے ذریعے اشتراکیت کی تعمیر کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس کوئی اور سامان نہیں ہے۔ ہم فوراً اس سامان سے جو ہمیں سرمایہ داری سے کل ملا ہے اور جسے آج کام میں لانا چاہئے اسی لمحے سوشلزم کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں ــــ ان لوگوں کی مدد سے نہیں جو نازوں کے پالے ہوئے ہوں اگر ہم نے ایسے غیر سنجیدہ خیال پر سنجیدگی سے غور کیا تو۔ ہمارے پاس صرف بورژوا ماہرین ہیں، ان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، تعمیر کرنے کے واسطے ہمارے پاس اور دوسری اینٹیں نہیں ہیں۔ سوشلزم کو کامیاب ہونا چاہئے اور ہم اشتراکیوں اور کمیونسٹوں کو اپنے عمل سے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہم ان ہی اینٹوں اور سامان سے سوشلزم تعمیر کرنے کے اہل ہیں، ہم ان پرولتاریوں کی مدد سے جنہیں بہت کم ثقافت کے پھل ملے ہیں اور بورژوا ماہرین کی مدد سے بھی اشتراکی معاشرہ تخلیق کر سکتے۔

اگر آپ اس سامان سے کمیونسٹ سماج تعمیر نہیں کرتے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ محض لمبی چوڑی باتیں کرنے والے، بکی ہیں۔

عالمی سرمایہ داری کا تاریخی ورثہ اس طرح ہمارے سامنے مسئلہ پیش کر رہا ہے! جب ہم نے سیاسی اقتدار حاصل کیا، جب ریاست کا سوویت ڈھانچہ تیار کرنے لگے تو یہی ٹھوس مشکل ہمارے سامنے درپیش ہوئی!

یہ کام کا نصف حصہ ہے، لیکن بڑا نصف ہے۔ ریاست کے سوویت ڈھانچے کا مطلب یہ ہے کہ محنت کش لوگ اس طرح متحد ہوں کہ اپنے عوامی اتحاد کے بل پر سرمایہ داری کو کچل ڈالیں۔ عوام نے ایسا ہی کیا۔ لیکن سرمایہ داری کو کچلنا کافی نہیں ہے۔ سرمایہ داری نے جو ثقافت چھوڑی ہے اس کو اپنانا چاہئے اور اس کی مدد سے سوشلزم کی تعمیر کرنا چاہئے۔ ہمیں اس کی تمام سائنس، ٹیکنولوجی، علم اور فنون کو اپنانا چاہئے۔ اس کے بغیر ہم کمیونسٹ معاشرہ تعمیر نہیں کر سکتے، لیکن یہ سائنس، ٹیکنولوجی اور فنون ماہرین کے ہاتھوں میں، ان کے دماغوں میں ہے۔

تمام میدانوں میں یہ کام ہمیں درپیش ہے۔ مجموعی طور پر سرمایہ داری کے اندرونی تضادات کی طرح اس فریضے میں بھی اٹل تضاد ہیں۔ یہ انتہائی مشکل کام ہے لیکن قابل عمل ہے۔ پاک دامن اور کمیونسٹ ماہرین کی

تربیت دینے میں، بے داغ اور معصوم کمیونسٹوں کی پہلی نسل کو تربیت دینے میں بیس سال لگیں گے اور اس کا ہم انتظار نہیں کر سکتے۔ معاف کیجئے ایسا نہیں ہو سکتا، ہمیں بیس برس میں نہیں بلکہ ابھی دو مہینوں میں تعمیر شروع کرنا چاہیئے تاکہ بورژوازی کے خلاف لڑسکیں اور عالمی بورژوا سائنس اور ٹیکنولوجی کی مخالفت کرسکیں۔ اس میں ہمیں ضرور کامیابی حاصل کرنا چاہیئے۔ ہمارے عوام کے دباؤ سے بورژوا ماہرین کو ہماری خدمت پر مجبور کرنا مشکل ہے، لیکن یہ ممکن ہے اور اگر ہم ایسا کریں گے تو کامیاب ہوں گے۔

جب حال ہی میں رفیق ٹرٹسکی نے مجھے بتایا کہ ہمارے محکمہ جنگ نے پرانی فوج کے جن افسروں کو ملازم رکھا ہے ان کی تعداد کئی لاکھ ہے تو میں نے ٹھوس طریقے سے محسوس کیا کہ ہمارے دشمن کو استعمال کرنے کا راز کہاں ہے، کیسے ان لوگوں کو کمیونسٹ تعمیر کے لئے مجبور کیا جائے جو کمیونزم کے خلاف تھے، ان اینٹوں سے کمیونزم کس طرح تعمیر کیا جائے جن کی بوچھاڑ ہم پر سرمایہ دار کیا کرتے تھے! ہمارے پاس اور کوئی اینٹیں نہیں ہیں! اس لئے ہمیں پرولتاریہ کی رہنمائی میں بورژوا ماہرین کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ ان اینٹوں سے ہماری عالیشان عمارت تعمیر کریں۔ یہ مشکل کام ہے لیکن فتح کی ضمانت بھی یہی ہے۔

یہ قدرتی بات ہے کہ اس راستے پر جو نیا اور مشکل ہے، ہم سے کافی غلطیاں ہوئی ہیں اور اس راستے پر ہمیں کافی ناکامیابیاں بھی ہوئی ہیں۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ بعض ماہرین نے باقاعدہ ہم سے غداری کی۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کارخانوں میں ماہرین کا، ماہرین زراعت کا اور انتظامیہ میں ایسے لوگوں کا رویہ ہر قدم پر کام کے متعلق معاندانہ ہے اور وہ کینہ ور توڑ پھوڑ میں مصروف ہیں۔

ہم جانتے ہیں اس سے سخت مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور صرف تشدد کے ذریعے ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے... بلاشبہ، ہم تشدد کے اصولی طور پر مخالف نہیں ہیں۔ ہم ان کا مذاق اڑتے ہیں جو پرولتاریہ کی آمریت کے مخالف ہیں، ہم ان پر ہنستے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ وہ بیوقوف ہیں جو یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یا تو پرولتاریہ کی آمریت ہو سکتی ہے یا بورژوازی کی۔ لوگ جو اس کے علاوہ سوچے ہیں یا تو بیوقوف ہیں یا سیاسی اعتبار سے اتنے جاہل ہیں کہ انہیں جلسے کے چبوترے پر تقریر کرنے کی اجازت دینا تو کجا جلسے کے نزدیک بھی آنے دینا بے عزتی ہوگی۔ دوسرا واحد راستہ یا تو لیبکنیخت اور لکسمبرگ پر تشدد ہے، مزدوروں کے بہترین رہنماؤں کا قتل ہے ___ یا استحصال کرنے والوں کو تشدد کے ذریعے کچلنا ہے۔ جو شخص بھی درمیانے راستے کا خواب دیکھتا ہے ہمارا انتہائی ضرررساں اور خطرناک دشمن ہے۔ یہ ہے آج معاملے کی صحیح نوعیت۔ چنانچہ جب ہم پرانے ماہرین کو استعمال کرنے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں گذشتہ سال سوویت پالیسی نے جو سبق سکھایا ہے اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ اس سال ہم نے استحصال کرنے والوں کو پسپا کیا اور انہیں شکست دی، اب ہمیں بورژوا ماہروں کو استعمال کرنے کا

مسلہ حل کرنا چاہئے ۔ یہاں میں دہراتا ہوں کہ صرف تشدد سے کام نہیں چلے گا۔تشدد کے علاوہ کامیاب تشدد کے بعد ہمیں تنظیم، ضابطے کی پابندی اور کامراں پرولتاریہ کے اخلاقی دباؤ کی ضرورت ہے جو تمام بورژوا ماہرین کو اپنی مرضی کا پابند کردے اور انہیں اپنے کام میں شامل کرے۔

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ لینن تشدد کے بجائے اخلاقی ترغیب کی سفارش کر رہا ہے! لیکن یہ تصور کرنا غلطی ہوگی کہ کمیونسٹ سماج کی تعمیر کے لئے نئی سائنس اور ٹکنیک منظّم کرنے کا مسئلہ ہم صرف تشدد کے ذریعے حل کر سکتے ہیں۔ یہ حماقت ہوگی! ایک ایسی پارٹی کی حیثیت سے، ایسے لوگوں کی طرح جنہوں نے سوویت سرگرمیوں کے اس سال میں کچھ سیکھا ہے اتنا بیوقوف نہیں ہونا چاہئے کہ اس طرح سوچیں، اور ہم عوام کو بھی آگاہ کریں گے کہ وہ اس طور وطریق سے نہ سوچیں۔ بورژوا سرمایہ دارانہ سماج کے تمام اداروں کو استعمال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف کامیابی کے ساتھ تشدد استعمال کیا جائے بلکہ عوام میں تنظیم، ضابطے پر عمل اور رفیقانہ ڈسپلن بھی ہو، باقی آبادی پر پرولتاری اثر منظّم کیا جائے، ایسا نیا عوامی ماحول پیدا کی جائے جو بورژوا ماہرین کو اس کا قائل کردے کہ ان کے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، پرانا سماج بحال ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا، وہ صرف کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں جو ان کے شانہ بشانہ سرگرم رہتے ہیں، جو عوام کی رہنمائی کر رہے ہیں، جنہیں عوام کا مکمل اعتماد حاصل ہے اور جن کا مقصد اس بات کی ضمانت ہے کہ بورژوا سائنس اور ٹکنیک کی حاصلات، تہذیت کے ہزار ہا سالہ ارتقا کی حاصلات سے صرف مٹھی بھر لوگ اپنے آپ کو ممتاز اور دولت مند نہ بنائیں بلکہ سچ مچ تمام محنت کش فائدہ اٹھائیں۔

یہ ایک انتہائی مشکل کام ہے، اسے پورا کرنے کے لئے کئی دہائیاں چاہئے! لیکن اسے پورا کرنے کے لئے ہمیں ایک ایسی قوت اور ڈسپلن، رفیقانہ ڈسپلن، سوویت ڈسپلن پرولتاری ڈسپلن پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو نہ صرف انقلاب دشمن بورژوازی کو جسمانی طور پر کچل ڈالے بلکہ انہیں مکمل طور پر محصور بھی کرلے، انہیں ہماری مرضی کا تابع بنالے، انہیں مجبور کردے کہ وہ ہمارے خطوط پر چلیں اور ہمارے مقصد کی خدمت کریں۔

میں دہراتا ہوں کہا کہ اس مسئلے سے ہم روزانہ دوچار ہو رہے ہیں خواہ وہ ہماری فوجی قوتوں کو منظّم کرنے کا کام ہو، یا معاشی ترقی کا کام، ہر عوامی معاشی کونسل کا کام، ہر فیکٹری کمیٹی کا کام یا ہر قومیائے ہوئے کارخانے کا کام۔ پچھلے سال ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں تھا جب عوامی کمیساروں کی کونسل نے کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی شکل میں اس مسئلے کو نہ اٹھایا ہو اور نہ طے کیا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ گذشتہ سال سوویت سرگرمیوں کے دوران روس میں ایک بھی ایسی فیکٹری، زرعی کمیون، ریاستی فارم، آراضی کا ضلعی محکمہ نہیں تھا جہاں درجنوں بار یہ مسئلہ درپیش نہ ہوا ہو۔

یہی سبب ہے کہ یہ کام اتنا مشکل ہے لیکن اسے کرنے سے خوشی بھی ہوتی ہے۔ استحصال کرنے والوں کا

تختہ پرولتاری مسلح بغاوت کی قوت نے الٹ دیا، اس کے بعد اگلے دن ہمیں یہی کرنا ہے۔ ہم نے ان کی مزاحمت کو دبایا___ اور یہ ضروری تھا۔ لیکن اب کرنے کے لئے صرف یہی کام نہیں ہے۔ نئی تنظیم کی قوت کے ذریعے، جو محنت کشوں کی رفیقانہ تنظیم ہے، ہمیں سابق استحصال کرنے والوں کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ ہماری خدمت کریں۔ ہمیں ان کی پرانی بری عادتوں کا علاج کرنا چاہئے اور دوبارہ لوٹ کھسوٹ کرنے کی حرکتوں سے انہیں باز رکھنا چاہئے۔ وہ اب بھی بورژوا ہیں، ہماری فوج میں وہ کمانڈروں اور اسٹاف افسروں کے عہدوں پر فائز ہیں، وہ انجنیروں اور ماہرین زراعت کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور یہ پرانے بورژوا لوگ اپنے آپ کو مینشویک اور اشترا کی انقلابی کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں اس سے کوئی فرق پڑتا۔ جہاں تک ان کے نقطہ نظر اور عادتوں کا تعلق ہے وہ سراسر، سرتاپا بورژوا ہیں۔

تو پھر ہم ان کا کیا کریں، باہر پھینک دیں؟ آپ لاکھوں لوگوں کو باہر نہیں پھینک سکتے! اگر ہم نے ایسا کیا تو اس سے صرف ہمیں نقصان پہنچے گا۔ سرمایہ داری نے جو سامان فراہم کیا ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس کمیونزم کی تعمیر کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ انہیں ہمیں باہر نہیں پھینکنا چاہئے بلکہ ان کی مزاحمت کو ختم کرانا چاہئے، ہر قدم پر ان پر نظر رکھنی چاہئے اور کبھی سیاسی مراعتیں نہیں دینا چاہئے جو بے کردار لوگ ہر وقت دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگ بورژوازی کی پالیسی اور اس کا اثر اس لئے جلد قبول کر لیتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تمام تعلیم بورژوا ماحول میں اور بورژوا ماحول سے حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور انقلاب دشمن بورژوازی کو سیاسی رعایتیں دیتے ہیں۔

آج ہمارے سامنے جو عملی فریضہ ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کی خدمات حاصل کریں جنہیں سرمایہ داری نے ہماری مخالفت کے لئے تربیت دی تھی، ان پر مسلسل نظر رکھیں، ان کی انقلاب دشمن تدابیر کو مسلسل ناکام بنانے کے لئے کمیونسٹ تنظیم کے ماحول میں ان کے اوپر مزدور کمیسار مقرر کریں اور ساتھ ہی ساتھ ان سے سیکھیں۔

جو سائنس اس وقت ہمارے پاس ہے وہ زیادہ سے زیادہ ایجی ٹیشن اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی سائنس ہے، اس فیکٹری مزدور کی جو انتہائی مصائب کی بھٹی سے تپ کر فولاد بنا یا بھوکے کسان کی___ ایسی سائنس جو سکھاتی ہے کہ جدوجہد کے وقت طویل مدت تک ثابت قدمی سے کام لیا جائے اور اسی نے ہم کو ابھی تک بچایا ہے۔ یہ سب ضروری ہے، لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ صرف اس کے ذریعے ہم کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری فتح مکمل اور آخری ہو تو ہمیں سرمایہ داری نظام کی تمام قیمتی چیزیں حاصل کرنا چاہئے، اس کی سائنس اور ثقافت کی تمام مفید چیزیں استعمال کرنا چاہئے۔

یہ ہم کیسے کریں؟ ہمیں ان سے، اپنے دشمنوں سے سیکھنا چاہئے۔ ہمارے ترقی یافتہ کسانوں کو، اپنی

فیکٹریوں میں طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو، آراضی کے ضلعی محکموں میں ہمارے کارکنوں کو بورژوا ماہرین زراعت، انجنیروں اور دوسروں سے سیکھنا چاہئے اور ان کی ثقافت کی حاصلات کو اپنانا چاہئے۔

اس سلسلے میں گذستہ سال کے دوران ہماری پارٹی کے اندر جو مناقشہ اور مناظرہ اٹھا وہ انتہائی مفید تھا۔ اس کی وجہ سے کئی سخت تصادم ہوئے، لیکن جدوجہد سخت تصادم کے بغیر نہیں ہوتی۔ بہرحال بطور نتیجہ ہمیں ایک ایسے مسئلے کے متعلق عملی تجربہ حاصل ہوا جو ہمارے سامنے کبھی نہیں آیا تھا، لیکن اس کے بغیر کمیونزم حاصل کرنا ناممکن ہے (64)۔ میں پھر کہوں گا کہ فتحیاب پرولتاری انقلاب کو بورژوا ثقافت سے، بورژوا سائنس اور ٹیکنولوجی سے جوڑنے کا فریضہ مشکل ہے جو ابھی تک صرف قلیل لوگوں کو حاصل ہوئی ہیں۔ یہاں ہر چیز کا انحصار محنت کشوں کے آگے بڑھے ہوئے حصوں کی تنظیم اور ان کے ضابطہ عمل پر ہے۔ روس میں اگر کروڑوں پسماندہ اور جاہل کسانوں کے پاس جو آزادا اقدام کے لئے بالکل نااہل ہیں، جن پر زمینداروں نے صدیوں تک مظالم ڈھائے ہیں، ایسی قیادت شانہ بہ شانہ نہ ہوتی جو شہری مزدوروں کے ترقی یافتہ حصے پر مشتمل ہے کسان جن سمجھتے تھے، جن کے ساتھ ان کے رشتے گہرے تھے اور جن پر انہیں اعتماد تھا، جنہیں وہ اپنے ساتھی محنت کش خیال کرتے تھے ___ اگر ایسی تنظیم کو موجود ہوتی جو اس لائق ہے کہ محنت کش لوگوں کو متحد کرے، ان پر اثر انداز ہو اور بورژوا ثقافت کو اپنانے کے فریضے کی اہمیت کو انہیں سمجھائے اور باور کرائے، تو کمیونزم کے مقصد کی کوئی امید نہ ہوتی۔

مزدوروں اور سرخ فوج کے نمائندوں کی پیٹروگراد سوویت نے مارچ ___ اپریل 1919 میں الگ کتابچے کی شکل میں شائع کیا۔

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 38، صفحات 09_03-

---

نوجوانوں کی انجمنوں کے فریضے

(نوجوانوں کی روسی کمیونسٹ لیگ کی تیسری کل کانگرس میں تقریر، 2 اکتوبر 1920)

(کانگریس میں بہت پرزور تالیوں سے لینن کا استقبال کیا جاتا ہے۔)

رفیقو! میں چاہتا ہوں کہ آج اس موضوع پر آپ سے باتیں کروں کہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے سامنے کون کون سے بنیادی فریضے ہیں اور اسی سلسلے میں یہ کہ ایک اشتراکی ریپلک میں نوجوانوں کی تنظیموں کو عموماً کس

طرح کا ہونا چاہئے۔

اس سوال پر غور وفکر کرنا اس لئے اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ خاص معنوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نوجوان ہی ہیں جنہیں کمیونسٹ سماج کو تخلیق کرنے کا اصل مسئلہ درپیش ہے یہ تو صاف ہے کہ کام کرنے والوں کی وہ نسل جو سرمایہ دار معاشرے میں پلی بڑھی تھی، زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کر سکتی ہے کہ پرانے سرمایہ دارانہ رہن سہن کو، جو دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے پر تعمیر ہوا تھا، جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے کا فرض اپنے ہاتھوں انجام دے۔ یہ نسل زیادہ سے زیادہ اتنا کر سکے گی کہ ایسے سماجی ڈھانچے کو وجود میں لانے کا سوال نمٹانے جو پرولتاریہ اور محنت کش طبقوں کو اپنے ہاتھ میں اقتدار رکھنے اور ایک پائیدار بنیاد ڈالنے میں مدد دے جس پر آئندہ تعمیر صرف وہی نسل کر سکتی ہے جو نئے حالات میں کام کرنے کے لئے قدم بڑھا رہی ہے، ان حالات میں جب کہ لوگوں کے باہمی تعلقات میں استحصال یا دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے کا قصہ پاک ہو چکا ہے۔

ہاں تو اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے کہ نوجوانوں کے سامنے اہم فریضے کیا ہیں تو مجھے کہنا پڑے گا کہ عموماً نوجوانوں کے اور خصوصاً کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگوں اور ایسی ہی تمام دوسری تنظیموں کے ان فریضوں کو صرف ایک فقرے میں سمویا جاسکتا ہے: علم حاصل کرنا۔

ٹھیک ہے، یہ کہنے کو صرف ''ایک فقرہ'' ہوا۔ اور اس سے پتہ نہیں چلتا کہ سب سے خاص اور اہم سوالوں کا جواب کیا ہے ___ کس کا علم حاصل کریں اور کیسے حاصل کریں؟ اب یہاں سارا معاملہ یوں آن پڑتا ہے کہ پرانے سرمایہ دارانہ معاشرہ کو اوپر سے نیچے تک بدل ڈالنے کے ساتھ ساتھ یہ نہیں ہوسکتا کہ نئی نسلوں کی تعلیم، تربیت اور لکھائی پڑھائی پرانے خطوط پر ہو، جنہیں کمیونسٹ معاشرہ کو تخلیق کرنا ہے۔ اور پھر نوجوانوں کی تعلیم، تربیت اور لکھائی پڑھائی بہرحال شروع ہونی ہے اسی سروساماں سے جو پرانا معاشرہ ہمارے حوالے کر گیا ہے۔ ہم کمیونزم کی تعمیر کر سکتے ہیں صرف اتنے ہی علم کے ذخیروں، تنظیموں اور اداروں سے، انسانی طاقت اور ذرائع کے اس سروسامان سے جو گزرے ہوئے سماج سے ہمیں ملا ہے۔ نوجوانوں کی تعلیم، تنظیم اور تربیت کے کام کو جڑ بنیاد سے بدل ڈالنے کے بعد ہی ہم نوجوان نسل کی محنت وجاں فشانی کی بدولت ایک ایسا معاشرہ حاصل کر سکیں گے جو پرانے معاشرہ سے مشابہ نہ ہوگا ___ یعنی کمیونسٹ معاشرہ۔ اسی لئے ہمیں لازم ہے کہ بہت تفصیل کے ساتھ اس سوال پر بحث کریں کہ ہمیں کیا سکھانا ہے اور نوجوانوں کو کیسے سیکھنا ہے اگر وہ درحقیقت یہ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کمیونسٹ نوجوان کہے جانے کو اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں اور یہ کہ انہیں کیسے تیار کیا جائے تاکہ جس کام کی ہم نے ابتدا کی ہے وہ اسے تعمیر کر سکیں اور تکمیل تک پہنچا سکیں۔

مجھے کہنا ہے کہ بظاہر پہلا اور قدرتی جواب اس کا یہ ہوگا کہ نوجوانوں کی لیگ اور عام طور سے سارے

نو جوانوں کو، جو کمیونزم کے دور میں داخل ہونا چاہئے اول تو کمیونزم سیکھنا چاہئے۔

مگر صرف اتنا جواب ''کمیونزم سیکھنا'' بہت غیر معین ہے۔ ہمیں کمیونزم سیکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ پورا جو علم ہے اس میں سے کتنا حصہ الگ کرنا چاہئے کہ کمیونزم کا علم حاصل ہو سکے؟ یہیں سے خطروں کی پوری قطار ہمیں گھیر لیتی ہے جو اکثر اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا سوال غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے یا اسے یک طرفہ دیکھا جاتا ہے۔

قدرتی بات ہے کہ پہلا خیال جو آدمی کے دماغ میں آئے گا یہی ہو گا کہ کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس علم کا سارا ذخیرہ اپنایا جائے جو کمیونزم کی نصابی کتابوں، کتابچوں اور دوسری مطبوعات میں موجود ہے۔ لیکن کمیونزم سیکھنے کی یہ تعریف بہت ہی بھونڈی اور ناکافی ہوگی۔ اگر کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا مطلب صرف اسی قدر ہوتا کہ اس علم کو اپنایا اور جذب کر لیا جائے جو کمیونسٹ تحریروں، کتابوں اور کتابچوں میں پھیلا ہوا ہے تو بہت ہی آسانی سے ہم کمیونسٹ کتابی کیڑے اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے حاسل کر سکتے تھے لیکن اس سے ہمیں اکثر نقصان اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا کیونکہ اس طرح کے لوگ ان تمام چیزوں کو جو کمیونسٹ کتابوں اور کتابچوں میں موجود ہیں، سب کچھ حفظ کر دالنے اور خوب یاد کر لینے کے بعد اس قابل نہیں ہو پاتے کہ وہ سارا علم اکٹھا کر سکیں اور اس طریقے سے عمل کر سکیں جس کا مطالبہ کمیونزم کرتا ہے۔

گزرے ہوئے سرمایہ دارانہ سماج نے جو سب سے بڑی برائی اور بدنصیبی ہمارے لئے چھوڑی ہے وہ یہ ہے کہ کتابوں اور زندگی کے عمل کے درمیان بالکل قطع تعلق رکھا کیونکہ ہمارے پاس ایسی کتابیں موجود تھیں جن میں ہر چیز بہترین طور پر لکھی ہوئی تھی، تاہم یہ کتابیں اکثر حالتوں میں بہت گھناؤنے اور پرفریب جھوٹ کا پلندہ تھیں اور سرمایہ دارانہ سماج کی تصویر کشی اصلیت کے برعکس کرتی تھیں۔

لہذا یہ نہایت غلط ہوگا کہ جو صرف کتابوں میں کمیونزم کی بابت لکھا ہوا ہے اسے آدمی اپنے ذہن میں محفوظ کر لے۔ اب اپنی تقریروں اور مضامین میں ہم وہی نہیں دہراتے ہیں جو پہلے کتابوں میں کمیونزم کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ کیونکہ ہماری تقریریں اور مضامین ہمہ گیر اور روزمرہ کے کام سے وابستہ ہیں۔ عمل کئے بغیر، جدوجہد کئے بغیر کمیونسٹ کتابچوں اور کتابوں سے لیا ہوا کمیونزم کا کتابی علم کسی کام کا نہیں کیونکہ اس سے تو وہی پرانی صورت حال قائم رہے گی کہ نظریے اور عمل کے درمیان خلیج حائل رہے، یہ وہی پرانی بے تعلقی ہوئی جو گزرے ہوئے بورژوا سماج کی سب سے گھناؤنی خصوصیت تھی۔

اس سے بھی بڑھ کر خطرناک یہ ہے کہ ہم صرف کمیونسٹ نعروں کو ہی گرہ میں باندھ لیں گے۔ اگر اس خطرے کو ہم نے بروقت نہیں بھانپ لیا اور اس سے بچ نکلنے کے لئے اپنی تمام کوششیں نہیں کی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پانچ

یا دس لاکھ آدمی، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، جو اس طرح سے کمیونزم سیکھیں گے اور خود کو کمیونسٹ کہتے ہیں، وہ کمیونزم کے مقصد کو بہت بڑا نقصان پہنچائیں گے۔

یہا ں سوال یہ اٹھتاہے :ہمیں کمیو نزم کا علم حاصل کرنے کے لئے ان تمام باتوں کو کیسے جوڑ نا چاہئے؟ پرانے اسکول سے اور پرانی سائنس سے ہمیں کیا کیا حاصل کرنا چاہئے؟ پرانے اسکول ایسا انسان تیار کرنے کے دعوے دار تھے جسے ہمہ پہلو تعلیم ملی ہو۔ پرانے اسکول کا دعوی تھا کہ وہ عام طور سے علوم سکھا تا ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ یہ دعویٰ باطل تھا کیونکہ پورب معاشرے کی بنیاد اور تشکیل طبقات میں لوگوں کی تقسیم پر تھی ___ استحصال کرنے والوں کا طبقہ اور استحصال کئے جانے والوں کا طبقہ۔ لہذا قدرتی بات ہے کہ پرانا اسکول تمام کا تمام طبقاتی رنگ میں رنگے ہوئے ہونے کی وجہ سے صرف بورژوازی کی اولاد کو علم عطا کرتا تھا۔ بورژوا طبقے کی خاطر ایک ایک لفظ میں جعل فریب سے کام لیا جاتا تھا۔ ان اسکولوں میں مزدوروں اور کسانوں کی کم عمر نسلیں اتنی تعلیم وتربیت نہیں پاتی تھیں جتنا انہیں اسی بورژوازی کے مفاد میں تیار کیا جاتا تھا۔ انہیں اس طرح تربیت دی جاتی تھی کہ بڑے ہوکر بورژوازی کی خدمات بجالائیں اور اس کے سکون وآسائش میں خلل ڈالے بغیر اس کو منافع فراہم کرسکیں۔ اسی لئے پرانی تعلیم کو مسترد کرتے وقت ہم نے اسے اپنا فریضہ قرار دیا ہے کہ اس میں سے صرف اتنا لے لیں جتنا صحیح معنوں میں کمیونسٹ تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

یہاں میں اس ملامت اور ان الزامات پر آتا ہوں جو پرانی تعلیم کے خلاف مستقل طور سے سننے میں آتے ہیں اور جن سے اکثر قطعی غلط معنی نکلتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پرانا اسکول صرف درسی کتابوں کی پڑھائی کا، رعب داب میں رکھنے کا اور رٹائی کا اسکول تھا۔ یہ درست ہے۔ مگر، پرانی تعلیم یا پرانے اسکول میں جو چیز بری تھی اور وہ جو ہمارے لئے مفید یا کارآمد ہے، ان دونوں میں تمیز کرنا چاہئے اس میں سے وہ چننا چاہئے جو کمیونزم کے لئے مفید ہے۔

پرانا اسکول رٹائی کی تعلیم گاہ تھا: وہ طالب علموں کو فضول، سطحی اور لاحاصل معلومات کا ڈھیر گھول کر پی جانے پر مجبور کرتا تھا، یہ معلومات دماغ کو ٹھس کردیتی تھیں اور نوجوان نسل کو ایک ہی قسم کے سانچے میں ڈھلے ہوئے اہلکار بنا کر نکالتی تھیں لیکن آپ سے بڑی سخت غلطی سرزد ہوگی اگر آپ یہ نتیجہ نکالنے کوشش کریں کہ آدمی اس علم کو حاصل کئے بغیر کمیونسٹ بن سکتا ہے جو علم انسانی نے ابھی تک جمع کیا ہے۔ یہ سوچنا غلط ہوگا کہ صرف کمیونسٹ نعرے سیکھ لینا اور کمیونسٹ سائنس کا نچوڑ جان لینا کافی ہے اور علم کی اس میزان کی ضرورت نہیں جس کا کمیونزم خود ایک نتیجہ ہے۔ اس بات کی مثال کہ علم انسانی کی کل میزان سے کمیونزم کیسے پیدا ہوا خود مارکس ازم سے ملتی ہے۔

آپ نے پڑھا اور سنا ہوگا کہ کمیونسٹ نظریہ اور کمیونسٹ سائنس اگرچہ بڑی حد تک کارل مارکس کی تخلیق

ہے لیکن مارکس ازم کی یہ تعلیمات 19 ویں صدی کے اس ایک فرد کی تخلیق نہیں چاہے وہ دانائے روزگار اشترا کی تھا، بلکہ یہ تعلیمات تمام دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں پرولتاریوں کا علم بن چکی ہے جو سرمایہ داری کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس سے کام لے رہے ہیں۔ اب اگر آپ سوال کریں: کیا وجہ ہے کہ مارکس کی تعلیمات نے سب سے انقلابی طبقے کے لاکھوں اور کروڑوں دلوں میں جگہ کر لی؟ تو آپ کو اس کا ایک جواب ملے گا: وجہ یہ ہے کہ مارکس نے اس انسانی علم کی مضبوط بنیاد پر جو سرمایہ داری کے دوارن حاصل ہو چکا تھا اپنا نظریہ مرتب کیا۔ انسانی معاشرہ کے ارتقا کے اصولوں کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مارکس نے سمجھ لیا کہ سرمایہ داری کا ارتقا لازمی ہے جو کمیونزم کی طرف لے جانے والا ہے، اور بڑی بات یہ ہے کہ مارکس نے اسی سرمایہ دار سماج کے بالکل ٹھیک ٹھیک نپے تلے، انتہائی تفصیلی اور بہت ہی گہرے مطالعے کی بنیاد پر ان تمام چیزوں کو پوری طرح سمیٹ کر جو پہلے کی سائنس مرتب کر چکی تھی، یہ نظریہ ثابت کیا۔ مارکس نے ہر اس چیز کو، جو انسانی سماج کی پیدا کی ہوئی تھی، تنقید نظر سے ناپ تول کر دیکھا، جذب کیا اور ایک نکتے کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا۔

ہمیں چاہئے کہ اس بات کو مدنظر رکھیں اس وقت جب، مثلاً ہم پرولتاری ثقافت پر بحث کرتے ہوں۔ جب تک ہم پوری طرح اس کو سمجھ نہ لیں کہ وہ ثقافت جسے انسانیت کے پورے ارتقا نے جنم دیا ہے، اس کا صحیح علم حاصل کر کے اور اس میں ردو قبول سے کام لے کر ہی ہم پرولتاری ثقافت تعمیر کر سکتے ہیں جب تک ہم اس بات کو سمجھ نہیں لیتے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے۔ پرولتاری ثقافت کوئی ایسی چیز نہیں جس کے بارے میں کسی کو پتہ نہ ہو کہ کہاں سے نکل پڑی اور نہ یہ کچھ ایسے لوگوں کی ایجاد ہے جو خود کو پرولتاری ثقافت کا ماہر کہتے ہوں۔ یہ لغو بات ہے۔ پرولتاری ثقافت کو علم انسانی کے ان خزانوں کی قدرتی نشوونما کا نتیجہ ہونا چاہئے جو انسانیت نے سرمایہ داری سماج کے تحت، جاگیرداری سماج اور نوکر شاہی سماج کے تحت حاصل کئے ہیں۔ یہی تمام راستے، یہی تمام راہیں پرولتاری ثقافت کی طرف لے جاتی رہی ہیں، لے جاتی ہیں اور لے جاتی رہیں گی، ٹھیک اسی طرح جیسے سیاسی معاشیات (پولیٹکل اکانومی) نے مارکس کے ہاتھوں بدل بدلا کر ہمیں یہ دکھایا کہ طبقاتی جدوجہد سے گزرنا اور پرولتاری انقلاب کی ابتدا تک پہنچنا ناگزیر ہے۔

جب اکثر و بیشتر ہمارے سننے میں آتا ہے کہ نوجوانوں کی طرف سے بولنے والے اور نئے طرز تعلیم کے بعض پرچارک پرانی تعلیم پر حملہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پرانا اسکول صرف رٹائی کا اسکول تھا، تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس پرانے اسکول میں جو اچھا تھا وہ ضرور لینا چاہئے۔ ہمیں اس سے وہ نظام حاصل کرنا نہیں ہے جو نوعمروں کے دماغوں کو معلومات کے بے شمار بوجھ سے لاد دے جن معلومات میں نوے فیصدی محض فضول باتیں ہوتی ہیں اور دس فیصدی توڑی موڑی ہوئی۔ مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اپنے آپ کو ہم صرف کمیونسٹ نتیجوں یا کلیوں

تک محدود رکھیں اور کمیونسٹ نعرے ہی سیکھتے رہیں۔اس طریقے سے آپ کمیونزم تعمیر نہیں کرسکیں گے۔کمیونسٹ آپ تب ہی بن سکتے ہیں جب اپنے دماغ کو علم کے ان تمام خزانوں سے مالا مال کریں جو ساری انسانیت کی دین ہیں۔

ٹھیک ہے، ہمیں رٹائی کی ضرورت نہیں۔لیکن اس کی ضرورت تو ہے کہ ہر طالب علم کے دماغ کو بنیادی حقائق کی معلومات دے کر تیار اور مکمل کریں کیونکہ اگر وہ تمام علم جو اس نے حاصل کیا ہے دماغ نے جذب نہیں کیا تو کمیونزم کھوکھلا اور صرف سائن بورڈ ہوگا اور کمیونسٹ صرف لمبی چوڑی باتیں بگھارنے والا ہو کر رہ جائے گا۔اور صرف اتنا ہی نہیں کہ آپ اس علم کو ہضم یا جذب کریں بلکہ اسے اس طرح چھان بین کے بعد جذب کرنا ہے کہ کہیں دماغ میں کباڑ کا ڈھیر نہ بھر جائے اور اس میں ان ہی حقائق کی دولت جمع ہو جو موجودہ زمانے کے تعلیم یافتہ آدمی کے لئے لازمی ہے۔کسی کمیونسٹ کے دماغ میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ کمیونزم کا ڈھنڈورا پیٹتا پھرے چونکہ اس نے بنے بنائے نتیجے اور کلیے معلوم کر لئے ہیں اور ان پر سنجیدہ اور سخت محنت صرف نہیں کی ہے؛ اور نہ ان حقائق کو اچھی طرح سمجھا ہے، جن کی اسے جانچ پڑتال کرنی لازم تھی، تو ایسا کمیونسٹ بے حد قابل رحم ہوگا۔اور اس طرح کا سطحی رویہ قطعی طور پر تباہ کن ثابت ہوگا۔اگر مجھے یہ خبر ہے کہ میرے علم میں کمی ہے تو میں کوشش کروں گا کہ زیادہ علم حاصل کروں۔لیکن اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ وہ کمیونسٹ ہے اور اس کے لئے کوئی بھی چیز گہرائی سے جاننا ضروری نہیں تو ایسے آدمی کو کسی کمیونسٹ سے دور کی بھی نسبت نہیں ہوسکتی۔

پرانے اسکول نے ان ملازمت پیشہ لوگوں کو تیار کر کے نکالا جو سرمایہ داروں کے لئے درکار تھے، پرانی تعلیم نے سائنس کے لوگوں کو ایسے آدمی بنا دیا جو وہی لکھیں، وہی کہیں جس میں سرمایہ داروں کی مرضی ہو۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہمیں پرانے اسکول کو توڑ دینا ہوگا، پرانی تعلیم کو مٹا دینا ہوگا۔لیکن اس توڑ ڈالنے یا مٹا دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو اس سے وہ سب حاصل نہیں کرنا چاہئے جو انسانیت نے جمع کیا ہے؛ اور جو انسان کے لئے لازمی ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس میں تمیز نہیں کرنی کہ سرمایہ داری کو کس چیز کی ضرورت تھے اور کمیونزم کو کس چیز کی ضرورت ہے؟

گزرے ہوئے بورژوا سماج میں اکثریت کی مرضی کے خلاف جو اندھے ضبط کے طریقے کام میں لائے جاتے تھے، اب ہم انہیں ہٹا کر ان مزدوروں اور کسانوں کے باشعور ڈسپلن کو جگہ دے رہے ہیں، جنہیں پرانے سماج سے نفرت بھی ہے اور اسی کے ساتھ مصمم ارادہ، اس کی قابلیت اور تیاری بھی کہ اس جدوجہد کے لئے ساری طاقتوں کو متحد اور منظّم کریں تاکہ ان لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے مرضوں کو، جو ایک بڑے ملک کے پھیلے ہوئے رقبے میں بے تنظیم اور بالکل بکھرے ہوئے ہیں، جوڑ کر واحد مرضی میں تبدیل کیا جاسکے کیونکہ جب تک ایک مرضی

نہ ہوگی ہماری شکست لازمی ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کی اس یکجہتی اور یکدلی کے بغیر، ان کے اس باشعور ڈسپلن کے بغیر ہمارا مقصد غارت ہو جائے گا۔ اور جب تک یہ بات نہ ہوگی، ہم ہرگز اس قابل نہ ہوں گے کہ ساری دنیا کے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو شکست دے سکیں۔ ہم بنیاد تک تعمیر نہیں کر پائیں گے، اس بنیاد پر ایک نیا کمیونسٹ معاشرہ تعمیر کرنا تو درکنار رہا۔ اسی طرح جب ہم پرانی تعلیم کو مسترد کرتے ہیں اور اس پرانے اسکول کے خلاف اپنے دلوں میں ایک مناسب اور واجب نفرت رکھتے ہیں اور جب ہم پرانے اسکول اور پرانی تعلیم کو مٹا دینے کی تیاری پر خوشی سے کمربستہ ہیں تو ہمیں یہ بھی ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ پرانے طرز تعلیم اور پرانی رٹائی اور رعب داب رکھنے کی جگہ ہم میں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہئے کہ ہم علم انسانی کا پورا خزانہ حاصل کر سکیں اور اس طرح سے حاصل کر سکیں کہ آپ کے لئے کمیونزم کوئی ایسی چیز نہ بن جائے جسے آنکھیں بند کر کے زبانی یاد کر لیا گیا ہو بلکہ وہ چیز ہو جس پر آپ نے خود غور فکر کیا ہو اور وہ ایسے نتیجوں اور کلیوں کا حاصل ہو جو موجودہ تعلیم کے نقطہ نظر سے لازمی ہیں۔

بس جب ہم کمیونزم کا علم حاصل کرنے کا فریضہ پیش کرتے ہیں تو بنیادی فریضے اس طرح سامنے رکھنے چاہئیں۔

اس بات کو آپ پر واضح کرنے کے لئے اس سوال کو اٹھانے کے لئے کہ کیوں کر علم حاصل کیا جائے، میں ایک عملی مثال دیتا ہوں۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ فوجی ذمہ داریوں کا سامنا کرنے کے فوراً بعد، یعنی ریپلک کی حفاظت کی ذمہ داریوں کے بعد ہی ہمارے سامنے معاشی ذمہ داری آئی ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ جب تک صنعت اور زراعت میں پھر سے جان نہ ڈالیں ___ اور ان میں پرانے طریقوں سے جان نہیں ڈالنا ہے ___ تو کمیونسٹ معاشرہ تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے جدید بنیاد پر کام کرنا ہوگا اور سائنس کی نئی سے نئی معلومات کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ یہ جدید بنیاد کیا ہے۔ یہ ہے بجلی۔ جب پورے کا پورا ملک، صنعت اور زراعت کی تمام شاخوں کی بجلی کاری ہو چکے گی اور اس فریضے کو پورے طور پر انجام دیا جا چکے گا تب کہیں جا کر آپ اس قابل ہوں گے کہ اس کمیونسٹ معاشرہ کی تعمیر کر سکیں جو پرانی نسل تعمیر نہیں کر سکتی۔ اب آپ کے سامنے جو فرض ہے وہ یہ ہے کہ سارے ملک کو معاشی طور پر پھر سے زندہ کیا جائے، اس کی زراعت بھی اور صنعت بھی از سر نو منظّم اور بحال ہو، بالکل جدید ترین ٹکینکل بنیاد پر جو موجودہ سائنس، ٹیکنولوجی اور بجلی ہے۔ آپ خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ نہ ان پڑھ لوگ بجلی کاری کا کام انجام دے سکتے ہیں اور نہ محض معمولی لکھا پڑھا ہونا اس کے لئے کافی ہے۔ صرف اتنا جان لینا کہ بجلی کیا ہے، کافی نہیں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ صنعت میں اور زراعت میں اور صنعت و زراعت کی ایک ایک شاخ میں ٹکنیک کے لحاظ سے بجلی کو کیسے کام میں لایا جائے۔ ہمیں خود بھی یہ کام سیکھنا ہے اور محنت کشوں کی

ابھرتی ہوئی نسل میں بھی سب کو سکھانا ہے ۔ یہ ہے وہ فریضہ جو ہر ایک باشعور کمیونسٹ کو درپیش ہے اور ہر اس نو جوان کو جو خود کو کمیونسٹ شمار کرتا ہے اور جو صاف طور سے سمجھتا ہے کہ کمسومول (کمیونسٹ نو جوانوں کی لیگ) میں شامل ہو کر اس نے خود ذمے لیا ہے کہ وہ کمیونزم تعمیر کرنے میں پارٹی کی مدد کرے گا اور کمیونسٹ معاشرہ کی تخلیق کرنے میں ساری نواجون نسل کا ہاتھ بٹائے گا۔اسے یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ صرف جدید تعلیم کی بنیاد پر ہی یہ کام انجام دیا جاسکتا ہے۔اور اگر اس نے یہ تعلیم حاصل نہ کی تو کمیونزم صرف ایک آرزو ہو کر رہ جائے گا۔

پچھلی نسل کے سامنے اصل مسئلہ تھا بورژوازی کا تختہ الٹنا۔تب بڑا کام یہ تھا کہ بورژوازی پر تنقید کی جائے، عام لوگوں میں اس کے خلاف نفرت کو ہوا دی جائے، ان کا طبقاتی شعور اور اپنی طاقتوں کو متحد کرنے کی قابلیت بڑھائی جائے ۔اب جو نئی نسل ہے اس کے سامنے پہلے سے کہیں زیادہ پیچیدہ کام ہے ۔آپ کو اپنی ساری طاقتیں تو جوڑنی ہی ہیں تاکہ سرمایہ داروں کے حملے کے جواب میں مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار کا جھنڈا اونچا رکھا جائے ۔آپ کو یہ تو کرنا ہی ہے ۔آپ اسے خوب سمجھتے بھی ہیں اور ہر کمیونسٹ اسے واضح طور پر پیش نظر رکھتا بھی ہے ۔لیکن اتنا کافی نہیں ہے ۔آپ کو کمیونسٹ معاشرہ تعمیر کرنا ہے ۔اس کا پہلا نصف کام کئی پہلوؤں سے پورا کیا جاچکا ہے ۔ پرانا نظام زندگی، جو مٹنے کے قابل تھا، مٹا دیا جا چکا ہے ۔ وہ ڈھائے جانے کا مستحق تھا، ڈھا کر ملبے کا ڈھیر بنا دیا جاچکا ہے ۔ زمین ہموار کر دی گئی ہے اور اس زمین پر نو خیز کمیونسٹ نسل کو کمیونسٹ معاشرہ کی عمارت کھڑی کرنا ہے ۔آپ کے سامنے جو فریضہ ہے وہ ہے تعمیر کا اور آپ اس کو صرف اسی صورت میں ادا کر سکتے ہیں جب آپ تمام موجودہ علم پر مہارت حاصل کریں اور اس قابل ہوں کہ کمیونزم کو بنے بنائے، از بر کئے ہوئے فارمولوں، ہدایتوں، نسخوں، پہلے سے لکھی لکھائی تحریروں اور پروگراموں کے بجائے ایسی زندہ چیز میں ڈھال سکیں جو آپ کے فوری کام کو متحد کر سکے، اور کمیونزم کو اپنے عملی کام کا رہنما بنا سکیں۔

یہ ہے آپ کا فریضہ جس کی زیر ہدایت آپ کو تمام نو جوان نسل کو تعلیم و تربیت دینے اور اسے ابھارنے کا کام انجام دینا ہے ۔آپ کو چاہئے کمیونسٹ معاشرہ کے ان لاکھوں کروڑوں معماروں میں سب سے آگے رہیں جو ہر ایک نو جوان مرد اور عورت کو ہونا ہے ۔ جب تک آپ نو جوان مزدوروں اور کسانوں کی ساری کی ساری آبادی کو کمیونزم کی تعمیر کے کام میں نہیں لگائیں گے اس وقت تک کمیونسٹ سماج کی تعمیر نہیں کر سکیں گے۔

یہاں پر قدرتی طور سے قدرتی طور یہ سوال میرے سامنے آتا ہے کہ ہمیں کیسے کمیونزم کی تعلیم دینی چاہئے اور ہمارے طریقوں کی خصوصیت کیا ہونی چاہئے۔

اب میں سب سے پہلے کمیونسٹ اخلاقیات کے سوال پر گفتگو کروں گا۔

آپ پر لازم ہے کہ خود کو تربیت دے کر کمیونسٹ بنائیں۔نو جوانوں کی انجمن کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنی عملی

سرگرمیوں کو اس طرح سے منظّم کرے، اس کے ممبر علم حاصل کر کے، منظّم ہو کر، متحد ہو کر اور جدوجہد میں حصہ لے کر اور جدوجہد میں حصہ لے کر خود کو پختہ کریں اور ان تمام لوگوں کو بھی جو اسے اپنا رہنما سمجھتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ کمیونسٹوں کی تربیت ہونی چاہئے۔ آج کے نوجوانوں کی تربیت، تعلیم اور لکھائی پڑھائی کا سارا عمل اس طرح ہونا چاہئے کہ انہیں کمیونسٹ اخلاقیات کے تحت پروان چڑھنا نصیب ہو۔

مگر کیا کمیونسٹ اخلاقیات کے نام کی کوئی چیز موجود ہے؟ کیا کمیونسٹ اطوار وجود رکھتے ہیں؟ جی ہاں، ضرور رکھتے ہیں۔ اکثر ایسا ظاہر کیا جاتا ہے کہ گویا ہماری اپنی کوئی اخلاقیات ہی نہیں ہیں اور بورژوازی آئے دن ہم کمیونسٹوں پر الزام لگاتا رہتا ہے کہ ہم، کمیونسٹ، ساری اخلاقیات کو ہی اڑائے دے رہے ہیں۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے مطلب خبط کرنے کا اور مزدوروں اور کسانوں کی آنکھوں دھول جھونکنے کا۔

کن معنوں میں ہم اطوار کو مسترد کرتے ہیں؟

ہم اس معنی میں انہیں مسترد کرتے ہیں جس میں بورژوازی ان کی تبلیغ کیا کرتا تھا، جو احکام غیبی سے اخلاقیات کے اصول اخذ کیا کرتا تھا۔ ہم بے شک یہ کہتے ہیں کہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے اور خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ کلیسا، جاگیردار اور بورژوازی نام خدا کا لیتے تھے اور استحصال کرنے والوں کرنے کی حیثیت سے اپنا کام نکالتے تھے۔ یا یہ ہوتا تھا کہ ارکان اخلاق یا احکام خداوندی سے اخلاقی اصول اخذ کرنے کے بجائے یہ لوگ ان تصوریت پرست یا نیم تصوریت ترکیبوں سے ایسے اخلاقی اصول تراشتے تھے جو احکام خداوندی سے بہت کچھ ملتے جلتے معلوم ہوں۔

ہم ایسی تمام اخلاقیات کے منکر ہیں جو انسانی سماج اور طبقوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کی اخلاقیات محض ایک دھوکا ہے، جعل سازی ہے اور جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے فائدے کی خاطر مزدوروں اور کسانوں کی عقل کے لئے بھول بھلیوں کا کام دیتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہماری اخلاقیات پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد کی پوری طرح پابند ہیں۔ ہماری اخلاقیات پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد سے لی گئی ہیں۔ پرانے سماج کی بنیاد اس جبر وتشدد پر تھی جو جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں تمام مزدوروں اور کسانوں پر کیا جاتا تھا۔ ہمیں اس ظلم و جبر کو مٹانا اور ان کے اقتدار کا تختہ الٹنا تھا۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اتحاد قائم کرنا ضروری تھا۔ اس قسم کا اتحاد غیب سے تو ہونے سے رہا۔

یہ اتحاد صرف فیکٹریوں اور کارخانوں ہی کی بدولت قائم ہو سکتا تھا۔ اور ان پرولتاریوں کے ذریعے جو تربیت پا کر اور ایک لمبے خواب غفلت سے بیدار ہو کر اٹھے تھے۔ جب یہ طبقہ ڈھل چکا تب ہی وہ عوامی تحریک ابلی جس کا سرانجام آج ہماری نظروں کے سامنے ہے ___ یعنی سب سے کمزور ملکوں میں سے ایک ملک میں پرولتاری

انقلاب کی فتح، جو ملک تین سال سے تمام دنیا کے بورژوازی کے حملے کا منہ توڑ مقابلہ کر رہا ہے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ پرولتاری انقلاب کیسے ساری دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے۔ اب ہم تجربے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ صرف پرولتاری ہی ایسی ٹھوس قوت پیدا کر سکتے تھے جس کے پیچھے بے تنظیم اور بکھرے ہوئے کسان چل رہے ہیں اور جو ایسی قوت ہے کہ استحصال کرنے والوں کے تمام حملوں کے سامنے جمی رہی ہے۔ یہی وہ واحد طبقہ ہے جو محنت کش عوام کی مدد کر سکتا ہے تاکہ وہ متحد ہوں، اپنی صف بندی کریں اور قطعی طور پر ڈٹ جائیں، کمیونسٹ سماج کی بنیاد مضبوط کریں اور فیصلہ کن طور پر اس کی تعمیر کریں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: ہمارے لئے ایسی اخلاقیات کا کوئی وجود نہیں جو سماج کے باہر سے اخذ کی گئی ہوں، ایسی اخلاقیات محض دھوکا ہیں۔ ہمارے نزدیک اخلاقیات وہ ہیں جو پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے مفاد کی پابند ہیں۔

اس طبقاتی جدوجہد کے کیا معنی ہیں؟ معنی یہ ہیں کہ سماج کے ایک حصے کو دوسرے حصے کی محنت ہڑپ کر لینے کی کھلی اجازت ہوتی ہے اگر معاشرہ کا ایک حصہ تمام زمین کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو لازم بات ہے کہ ایک جاگیردار طبقہ ہوا اور دوسرا کسان طبقہ۔ اگر سماج کا ایک حصہ ملوں اور فیکٹریوں کا مالک ہے، حصص (shares) اور سرمایے کا مالک ہے تو دوسرا حصہ وہ ہے جو کہ ان کارخانوں میں کام کرتا ہے تو لازم بات ہے کہ ایک سرمایہ دار طبقہ ہوا اور دوسرا پرولتاری طبقہ۔

شہنشاہ زار کو نکال باہر کرنا مشکل نہیں تھا۔ یہ صرف چند روز کی بات تھی۔ جاگیرداروں کو نکال باہر کرنا بھی بہت مشکل نہ تھا۔ یہ کام صرف چند مہینوں میں انجام پا سکتا تھا۔ اور نہ یہ بہت دشوار تھا کہ سرمایہ داروں کو نکال باہر کیا جائے۔ لیکن ان سب سے کہیں زیادہ مشکل ہے طبقوں کا صفایا کرنا، ابھی تک مزدوروں اور کسانوں کی ہی تقسیم باقی ہے۔ اگر کسان اپنے زمین کے ایک قطعے پر جم کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور فالتو اناج کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے یعنی وہ اناج جس کی نہ اسے اپنے لئے ضرورت ہے، نہ اپنے مویشیوں کے لئے، اور باقی لوگ اناج کے بغیر رہتے ہیں، تو وہ ہی کسان استحصال کرنے والا بن جاتا ہے۔ جتنا زیادہ اناج وہ اپنے قبضے میں رکھے گا۔ اتنا ہی زیادہ فائدے میں رہے گا۔ رہے دوسرے لوگ، تو مرنے دو انہیں بھوکا۔ ''وہ جتنا زیادہ بھوکے مریں گے اتنا ہی مہنگا یہ اناج بیچوں گا۔'' ضرورت اس کی ہے کہ ہر شخص ایک ہی مشترکہ منصوبے کے تحت مشترکہ نظم و نسق کے تحت کام کرے۔ کیا یہ کرنا کچھ آسان ہے؟ دیکھتے ہیں آپ کہ اس کا فیصلہ کر لینا اتنا آسان نہیں ہے جتنا زار کو، جاگیرداروں کو اور سرمایہ داروں کو نکال باہر کرنا۔ ضرورت اس کی ہے کہ پرولتاری طبقہ کسانوں کے ایک حصے کو نئے سرے سے تعلیم دے، نئے سرے سے ان کی تربیت کرے۔ جو محنت کش کسان ہیں ان کو اپنی طرف ملا لے تاکہ ان کاشتکاروں کا زور توڑا

جا سکے جو دولت مند ہیں اور دوسروں کی مفلسی اور محتاجی سے نفع بٹور رہے ہیں۔ چنانچہ پرولتاری جدوجہد کا فریضہ صرف اس طرح ہی ادا نہیں ہوا کہ ہم نے زار کا تختہ الٹ دیا، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو نکال باہر کیا۔ اس کام کو آخر تک انجام دینا اس نظام کا فرض ہے جسے ہم پرولتاریہ کی آمریت کہتے ہیں۔

طبقاتی جدوجہد ابھی چل رہی ہے۔ اس نے اپنے روپ بدل لئے ہیں۔ یہ پرولتاریوں کی طبقاتی جدوجہد ہے تاکہ پرانے استحصال کرنے والوں کو بازیابی سے روکا سکے اور ناسمجھ کسانوں کی بکھری ہوئی بڑی سے بڑی تعداد کو ایک انجمن میں جوڑا جا سکے۔ طبقاتی جدوجہد جاری ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ تمام دوسرے مفادات کو اسی ایک جدوجہد کا پابند کر دیں۔ ہم اپنی کمیونسٹ اخلاقیات کو اس کا پابند کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: اخلاق وہ ہے جو پرانے استحصال کرنے والے سماج کو ختم کرنے میں اور تمام محنت کش عوام کو ان پرولتاریوں کے گرد متحد کرنے میں کام آئے جو نئے کمیونسٹ سماج کی تعمیر میں مصروف ہیں۔

کمیونسٹ اخلاقیات وہ ہیں جو اس جدوجہد میں کام آتی ہیں، جو تمام استحصال کے مقابلے میں محنت کشوں کو یک جا کرتی ہیں اور ہر چھوٹی موٹی جائداد کے خلاف انہیں متحد کرتی ہیں، کیونکہ یہی چھوٹی موٹی جائداد وہ سب کچھ ایک آدمی کے حوالے کر دیتی ہے جو پورے معاشرہ کی محنت کا پھل ہے ہمارے ملک میں زمین مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی ہے۔

اچھا، فرض کیجئے کہ اس مشترکہ ملکیت میں سے ایک خاص قطعہ میں اپنے لئے الگ کر لیتا ہوں اور اس پر اناج اگاتا ہوں اس سے دوگنا جس کی مجھے ضرورت ہے اور ضرورت سے فالتو اناج منافع پر بیچتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ میری دلیل یہ ہے کہ لوگ جتنے زیادہ بھوکے ہوں گے، اتنا ہی مہنگا خریدیں گے۔ تو کیا میرا یہ عمل کمیونسٹ کا عمل ہوگا؟ جی نہیں۔ یہ استحصال کرنے والے اور ملکیت رکھنے والے کا عمل ہوگا۔ اس کا ہمیں مقابلہ کرنا چاہئے۔ اگر اس سلسلے کو ہم نے چلنے دیا تو پھر سب کچھ الٹے قدموں چلے گا اور سرمایہ داروں کا اقتدار اور بورژوازی کی طاقت بحال ہو جائے گی جیسا کہ اب سے پہلے کے انقلابوں میں ایک بار سے زیادہ ہو چکا ہے۔ سرمایہ داروں اور بورژوازی کے اقتدار کی بحالی کو روکنے کے لئے ہمیں منافع خوری کی ممانعت کرنی ہوگی اور افراد کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ باقی لوگوں کے مصائب سے فائدہ اٹھا کر اپنی تجوریاں بھریں۔ اور اس کی خاطر محنت کشوں کو پرولتاریوں کے ساتھ متحد ہونا لازم ہوگا اور کمیونسٹ معاشرہ کی تعمیر کرنی پڑے گی۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اور ان کی تنظیم کے بنیادی فریضے کا خاص پہلو یہی ہے۔

پرانے سماج کی بنیاد اس اصول پر تھی: یا تو تم دوسرے کو لوٹو یا دوسرا تم کو لوٹے یا تم دوسرے کے لئے کام کرو یا دوسرا تمہارے لئے کام کرے یا تو تم غلام رکھو یا غلام بنو۔ تو یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ جو لوگ ایسے سماج میں

پلے بڑے ہیں ان کو ماں کے دودھ سے یہ نفسیات، یہ خصلت اور یہ سمجھ ملی ہے: تم یا تو غلاموں کے آقا ہو یا خود غلام ہو، یا یہ کہ چھوٹی پونجی والے، معمولی سے ملازم پیشہ، چھوٹی حیثیت کے عہدے دار یا علمی ذہن کے آدمی ___ غرض کہ ایسے آدمی جسے صرف یہ فکر رہتی ہے کہ ملکیت اپنی ہونی چاہئے اور دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں۔

اگر یہ کھیت میرا ہے تو مجھے دوسرے سے غرض نہیں۔ اگر دوسرے بھوکے مرتے ہیں، مرنے دو، اور اچھا ہے کیونکہ میری فصل کے دام اور اونچے اٹھیں گے۔ اگر میں اپنی جگہ پر ڈاکٹر، انجنیر، مدرس یا ملازم کی حیثیت سے ہوں تو مجھے دوسروں کی کوئی فکر نہیں۔ ممکن ہے اگر انہیں جن کے ہاتھ میں طاقت ہے خوش رکھوں اور ان کا دامن مضبوطی سے تھام لوں تو میری ملازمت بنی رہے گی اور ممکن ہے ترقی کا موقع مل جائے اور خود بورژوا بن جاؤں۔ اس قسم کی نفسیات اور اس طرح کا مزاج کسی کمیونسٹ کا نہیں ہوسکتا۔ جب مزدوروں اور کسانوں نے ثابت کر دیا کہ وہ خود اپنے زور بازو سے اپنی حفاظت کر سکتے ہیں اور نئے سماج کو جنم دے سکتے ہیں تو یہیں سے نئی کمیونسٹ تربیت کی ابتدا ہوئی، استحصال کرنے والوں کے خلاف جدوجہد کے دوران تربیت، پرولتاریوں کے ساتھ اتحاد کے دوران تربیت، ٹٹ پونجیوں اور ان لوگوں کے خلاف جو صرف اپنے مطلب کی سوچتے ہیں، اور اس نفسیات اور ان عادتوں کے خلاف جن کا کہنا ہے: مجھے اپنے فائدے سے غرض ہے دوسروں سے میرا کیا واسطہ۔

یہ ہے اس سوال کا جواب کہ نوجواں اور ابھرتی ہوئی نسل کو کمیونزم کیسے سیکھنا چاہئے۔

وہ کمیونزم صرف اسی طرح سیکھ سکتے ہیں کہ اپنی لکھائی پڑھائی اور اپنی تعلیم و تربیت کا ایک ایک قدم اس مسلسل جدوجہد سے جوڑ دیں جو پرولتاری اور محنت کش لوگ پرانے استحصال کرنے والے سماج کے خلاف کر رہے ہیں۔ جب ہم سے اخلاقیات بات کی جاتی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں: کمیونسٹ کے لئے اخلاق سب کچھ اسی ایک متحدہ اور ٹھوس ڈسپلن میں ہے اور اس باشعور عوامی جدوجہد میں ہے جو استحصال کرنے والوں کے خلاف کی جارہی ہے ہم اس پر عقیدہ نہیں رکھتے کہ اخلاق ابدی ہوتے ہیں، اور اخلاق کے بارے جتنی باتیں بگھاری جاتی ہیں ہم ان کو بے نقاب کرتے ہیں۔ اخلاق کا کام یہ ہے کہ وہ انسانی معاشرہ کو بلند تر سطح پر لے جانے کے اور محنت کو استحصال سے نجات دلانے کے مقصد میں ہاتھ بٹائے۔

اس کام کو انجام دینے کے لئے ہمیں اس نئی نسل کی ضرورت ہے جس نے بورژوازی کے خلاف چلنے والی، باڈسپلن اور جان توڑ جدوجہد کے درمیان ہوش سنبھالنا شروع کیا ہے۔ اس جدوجہد کے دوران وہ اصلی کمیونسٹوں کو تربیت کے ہر ایک قدم کو اسی جدوجہد کے دوران وہ اصلی کمیونسٹوں کو تربیت دے کر تیار کرے گی۔ نئی نسل کی لکھائی پڑھائی اور تعلیم و تربیت کے ہر ایک قدم کو اسی جدوجہد کا پابند اور اسی سے وابستہ ہونا چاہئے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کو جو تربیت دی جائے اس کا حاصل حصول یہ نہ ہو کہ دلپذیر تقریریں اور اخلاقی اصول ان کے حوالے کر دئے جائیں۔

اس کا نام تربیت نہیں ہے۔ جب لوگوں نے اپنی آنکھیں سے دیکھ لیا کہ ان کے ماں باپ کیسی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے جب جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا جوا ان کے کاندھے پر رکھا ہوا تھا، جب انہوں نے بذات خود ان مصائب کا تجربہ کر لیا جو استحصال کرنے والوں کے خلاف جدوجہد چھیڑنے والوں پر گزرے ہیں، جب انہوں نے خود دیکھ لیا کہ اس جدوجہد کو چلانے میں کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑتی ہیں تاکہ جو کچھ جیتا جاچکا ہے اس کی حفاظت کی جاسکے، اور جب انہوں نے جان لیا کہ جاگیردار اور سرمایہ دار کیسے وحشت ناک دشمن ہیں تو اس ماحول میں ان کی تربیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ کمیونسٹ بن جاتے ہیں۔ کمیونسٹ اخلاق کی بنیاد کمیونزم کو برقرار رکھنے اور تکمیل تک پہنچانے کی جدوجہد ہے۔ یہی کمیونسٹ تربیت، تعلیم اور لکھائی پڑھائی کی بنیاد ہے اور یہی اس سوال کا جواب ہے کہ کمیونزم کیسے سیکھنا چاہیئے۔

ہم ایسی تعلیم و تربیت اور لکھائی پڑھائی کے قائل نہیں جو صرف اسکولوں تک محدود ہو اور ہلچل کی زندگی سے بے تعلق۔ جس وقت تک مزدور اور کسان جاگیردار اور سرمایہ دار کے ہاتھوں دبائے کچلے جائیں گے، جب اسکول یا تعلیم جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں رہے گی، تب تک نوجوان نسل بے نور اور جاہل رہے گی۔ لیکن ہمارے اسکول کا فرض ہے کہ وہ نوجوانوں کو علم کے بنیادی اصول سکھائے اور اس کی قابلیت پیدا کرے کہ وہ خود کمیونسٹ خیالات مرتب کر سکیں اور ان کو تیار کر کے تعلیم یافتہ انسان بنائے۔ اسکول کا فرض ہے کہ جتنے عرصے لوگ اس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس کے دوران ان کو اس جدوجہد کا شریک بھی بنائے جو لوٹ کھسوٹ سے نجات حاصل کرنے کے لئے جاری ہے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنا نام تب ہی اونچا رکھ سکتی ہے اور درحقیقت کمیونسٹ نوجوان نسل کی لیگ کہلا سکتی ہے جب وہ اپنی تعلیم و تربیت اور لکھائی پڑھائی کے ہر ایک قدم کو اس عام جدوجہد سے ملا دے جو سارے محنت کشوں کی طرف سے استحصال کرنے والوں کے خلاف چل رہی ہے کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ جب تک روس مزدوروں کی ایک اکیلی ریپبلک رہے گا اور باقی ساری دنیا میں وہی پرانا بورژوا انتظام قائم رہے گا اس وقت تک ہم ان کے مقابلے میں کمزور رہیں گے اور ہمیشہ ہمیں ایک نئے حملے کی مصیبت کا سامنا رہے گا۔ اور اگر ہم صرف اتنا کریں کہ ٹھوس اور یک دل ہونا سیکھ لیں تو آگے کی جدوجہد میں ہماری جیت ہوگی اور جب ہم طاقتور ہو جائیں گے تو ناقابل شکست بن جائیں گے۔ تو دیکھئے کہ کمیونسٹ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ پوری ابھرتی ہوئی نسل کو منظم اور متحد کریں اور اس جدوجہد میں تربیت اور عمدہ ڈسپلن کی مثال قائم کریں۔ تب ہی آپ اس قابل ہوں گے کہ کمیونسٹ سماج کی عمارت کھڑی کرنے کا کام شروع کر سکیں اور اسے انجام تک پہنچا سکیں۔

اس بات کو آپ کے سامنے کرنے کے لئے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ہم خود کو کمیونسٹ کہتے ہیں۔

کمیونسٹ کون ہے؟ یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ کمیونس___ یعنی مشترکہ۔ تو کمیونسٹ معاشرہ وہ ہوا جس میں تمام چیزیں یعنی زمین، کارخانے، سب کی مشترکہ ملکیت ہوں اور لوگ مل جل کر کام کرتے ہوں یہی کمیونزم ہے۔

کیا مل کر کام کرنا ممکن ہے اگر ہر شخص اپنے قطعہ زمین پر الگ الگ کاشت کرتا ہو؟ مل جل کر یک جا کام کرنا پلک جھپکتے ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ غیب سے نہیں ٹپکتا۔ اس کے لئے بڑی مشقت کرنی پڑتی ہے۔ مصیبت سہنی ہوتی ہے اور اسے جنم دینا ہوتا ہے۔ جنم دینے کے لئے جدوجہد کی راہ طے کرنی پڑتی ہے۔ اس میں پرانی کتابوں سے کام نہیں چلتا۔ کوئی ان پر ایمان نہیں لائے گا۔ اس کے لئے آدمی کا اپنا جیتا جاگتا تجربہ چاہئے۔ جب کولچاک کی فوج سائبیریا سے اور دنیکن کی فوج جنوب سے بڑھنی شروع ہوئی تو کسان ان کے طرفدار تھے۔ کسانوں کو بولشویزم ناپسند تھا کیونکہ بولشویک لوگ ایک قیمت مقرر کرکے کسانوں کا اناج لے لیتے تھے۔ لیکن جب سائبیریا اور یوکرین کے کسانوں نے دیکھا کہ کولچاک اور دنیکن کی حکمرانی کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے خود ہی اندازہ کرلیا کہ اب ایک ہی سبیل رہ جاتی ہے: یا تو سرمایہ دار کے پاس چلے جاؤ جو تمھیں فوراً جاگیردار کی غلامی میں دے دے گا یا مزدور کے پیچھے چلو جو درست ہے کہ دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہوئی جنت کا وعدہ نہیں کرتا اور سخت جدوجہد میں تم سے آہنی دسپلن اور سختی اور توانائی کا تقاضہ کرتا ہے؛ لیکن سرمایہ داروں کی اور جاگیرداروں کی غلامی سے نجات دلا دے گا۔ جب ناسمجھ سے ناسمجھ کسانوں نے بھی خود اپنے تجربے سے اس کو سمجھ لیا، دیکھ لیا تو وہ کمیونزم کے باشعور حامی بن گئے، ایسے حامی جو سخت مشکلات کے اسکول سے گزر چکے ہیں۔ ایسا ہی وہ تجربہ ہے جو کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کی تمام سرگرمیوں کی بنیاد بننا چاہئے۔

میں ان سوالات کا جواب دے چکا کہ پرانے اسکول اور پرانی سائنس سے کیا سیکھنا ہے، کیا حاصل کرنا ہے۔ اب میں اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کروں گا کہ یہ کیسے سیکھنا ہے۔ جواب اس کا یہ ہے: اسکول کی سرگرمیوں کے ہر ایک اقدام کو، تعلیم لکھائی پڑھائی اور تربیت کے ہر ایک اقدام کو استحصال کرنے والوں کے خلاف تمام محنت کشوں کی جدوجہد سے اس طرح جوڑنا کہ ان میں گڑبڑ نہ ہو۔

نوجوانوں کی بعض تنظیموں کے عملی تجربے سے میں اس کی چند مثالیں دوں گا، صاف طور پر یہ دکھانے کے لئے کہ کمیونزم کی اس تربیت کو کیسے چلانا چاہئے۔ دیکھئے کہ ہر شخص ناخواندگی اور جہالت کا خاتمہ کرنے کی باتیں کررہا ہے۔ آپ واقف ہیں کہ اگر ملک جاہل ہو تو اس میں کمیونسٹ معاشرہ کی تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ سوویت حکومت کا ایک فرمان صادر کردینا یا پارٹی کا کوئی خاص نعرہ بلند کردینا یا عمدہ کام کرنے والوں کی ایک تعداد کو اس میں جٹا دینا کافی نہیں ہے۔ نوجوان نسل کا فرض ہے کہ وہ خود اس بار کو اپنے شانوں پر اٹھائے۔ کمیونزم کا مطلب ہے کہ نوجوان لوگ یعنی نوعمر مرد عورتیں جو کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے ممبر ہیں، خود کہیں: یہ کام ہمارا ہے، ہم متحد ہوں

گے اور جہالت کا خاتمہ کرنے کے لئے دیہاتی علاقوں میں جائیں گے تاکہ ہماری ابھرتی ہوئی نسل میں کوئی ایک بھی ان پڑھ باقی نہ رہے۔ ہم اس کوشش میں ہیں کہ ابھرتی ہوئی نسل اپنی سرگرمیاں اس کام کے لئے وقف کردے۔ آپ آگاہ ہیں کہ جاہل ان پڑھ روس کو ہم ایک دم تیزی سے پڑھے لکھے ملک میں تبدیل نہیں کرسکتے۔ لیکن اگر نوجوانوں کی لیگ اس کام میں جٹ جاتی ہے اور اگر سارے نوجوان سب کے فائدے کے لئے کمربستہ ہوجاتے ہیں تو یہ لیگ جس میں چار لاکھ نوجوان لڑکے لڑکیاں منظم ہیں، اس کی مستحق ہوتی ہے کہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کہلا سکے۔ اس لیگ کے سامنے دوسرا فریضہ یہ ہے کہ خود علم کی کسی بھی واقفیت حاصل کرلینے کے بعد ان نوجوانوں کو مدد دی جائے جو اپنی ذاتی کوششوں کی بدولت خود کو جہالت کے اندھیرے سے آزاد نہیں کرا سکتے۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے ممبر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنی محنت اور اپنی کوششوں کو سب کی بھلائی کے لئے وقف کردے۔ کمیونسٹ تربیت اسی کو کہتے ہیں۔ اس قسم کے کام کے دوران ہی کوئی لڑکی یا لڑکا صحیح معنوں میں کمیونسٹ بنتا ہے۔ جب انہیں اس کام میں عملی کامیابیاں حاصل ہوں گی تب ہی وہ کمیونسٹ بنیں گے۔

مثال کے طور پر اس کام کو لیجئے جو شہر کے آس پاس سبزی ترکاری کے کھیتوں پر ہوتا ہے۔ کیا یہ کوئی کام نہیں ہے؟ یہ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کے فرائض میں سے ایک ہے۔ لوگ بھوکے پیٹ بسر کررہے ہیں، کارخانوں اور فیکٹریوں میں بھوک کا راج ہے۔ فاقہ کشی سے بچنے کے لئے سبزی ترکاری کے کھیتوں کو بڑھانا چاہئے۔ لیکن زراعت ابھی پرانے انداز سے چل رہی ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ زیادہ باشعور لوگ اس کام کا اپنے ذمے لیں، تب دیکھیں گے کہ سبزی ترکاری کے کھیتوں کی تعداد بڑھے گی، ان کا رقبہ پھیلے گا اور ان کا حاصل بہتر ہوگا۔ اس معاملے میں کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کی ہر شاخ کو چاہئے کہ وہ اسے اپنا کام سمجھے۔

اگر کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنے کام کو تمام میدانوں میں اس اسلوب سے منظم کرنے میں ناکام رہی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پرانے بورژوا راستے پر ڈھلکی جارہی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی تربیت کو اس جدوجہد سے جوڑیں جو محنت کش استحصال کرنے والوں کے خلاف کررہے ہیں تاکہ اس فرضیہ کی ادائیگی میں جو کمیونزم کی تعلیمات کا لازمہ ہے محنت کشوں کی مدد کی جاسکے۔

اس لیگ کے ممبروں کا فرض ہے کہ ایک ایک فالتو گھنٹہ شہر کے باہر ترکاری کے کھیتوں کو بہتر بنانے میں صرف کریں یا کسی کارخانے میں، کسی فیکٹری میں نوعمر لوگوں کی تعلیم کا اہتمام کرنے وغیرہ میں لگائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس روس کو جو مفلسی کا مارا اور مصیبت زدہ ہے ایک خوش حال ملک میں تبدیل کردیں۔ کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا کام ہے کہ وہ اپنی لکھائی پڑھائی اور تعلیم وتربیت کو مزدوروں اور کسانوں کی محنت سے جوڑیں تاکہ وہ خود کو اسکولوں کی چہاردیواری میں بند کرکے نہ بیٹھ جائیں اور صرف کمیونسٹ کتابوں اور کتابچوں تک محدود نہ

رہیں۔مزدوروں اور کسانوں کے شانہ بشانہ کام کرنے سے ہی آدمی صحیح معنوں میں کمیونسٹ بن سکتا ہے۔ ہر شخص کو یہ دکھانا چاہئے کہ وہ سب جو نوجوانوں کی لیگ میں شامل ہیں پڑھے لکھے بھی ہیں اور ساتھ ساتھ کام کرنا بھی جانتے ہیں۔ جب ہر شخص اپنی آنکھوں دیکھ لے گا کہ ہم نے پرانے اسکول اور قدیم تعلیم سے پرانے طرز کے رعب داب رکھنے کے طریقوں کو بے دخل کرکے ان کی جگہ باشعور ڈسپلن کو دے دی ہے اور تمام نوجوان مرد و عورت ''سبوتنک'' (چھٹی کے دن رضا کارانہ مفت کام) تحریک میں حصہ لے رہے ہیں اور شہر سے باہر والے ایک ایک ترکاری کے کھیت کو کام میں لا رہے ہیں تاکہ آبادی کی مدد کریں تو لوگ محنت مشقت کو اس نظر سے دیکھنا چھوڑ دیں گے جس نظر سے اب تک دیکھتے آئے ہیں۔

کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا فریضہ ہے کہ دیہات میں یا شہری محلوں میں اس قسم کے کاموں میں امداد منظم کرے۔ایک چھوٹی سی مثال لیتا ہوں، جیسے صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا یا غذا تقسیم کرنا۔ پرانے سرمایہ دار سماج میں یہ کام کیسے ہوا کرتا تھا؟ ہر شخص صرف اپنے لئے کام کرتا تھا، کسی کو اس سے غرض نہ تھی کہ بوڑھوں یا بیماروں کا کیا حال ہے، سارا گھر کا کام کاج صرف عورتوں پر لدا ہوا تھا، اور وہ اس بوجھ کی وجہ سے محرومی اور غلامی کی حالت میں تھیں۔اس مشکل کا مقابلہ کیسے کرنا چاہئے؟ نوجوانوں کی لیگوں کو کرنا چاہئے۔انہیں کہنا چاہئے کہ ہم یہ سب بدل ڈالیں گے، نوجوانوں کے ایسے دستے تیار کریں گے جو صفائی ستھرائی رکھنے میں مدد کریں گے، غذا تقسیم کرانے میں ہاتھ بٹائیں گے، قاعدے کے ساتھ ایک ایک گھر جا کر دیکھیں گے اور نہایت منظم طریقے سے پورے سماج کی بہتری کے لئے کام کریں گے اور ایک قرینے کے ساتھ اپنے آدمیوں کو بانٹ کر کام کریں گے اور دکھائیں گے کہ محنت کی جائے تو تنظیم اور قرینے سے کی جانی چاہئے۔

وہ نسل جو اب پچاس برس کے لگ بھگ ہے، اسے اپنی زندگی میں کمیونسٹ معاشرہ ہو جانے کی امید نہیں ہونی چاہئے۔ پہلے ہی یہ نسل سدھار جائے گی۔لیکن وہ نسل جو اس وقت جو اس وقت پندرہ برس کی ہے کمیونسٹ معاشرہ دیکھے گی بھی اور اسے خود اپنے ہاتھوں تعمیر بھی کرے گی۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی زندگی کا سارا مقصد یہ سماج تعمیر کرنا ہے۔ پرانے سماج کا طریقہ یہ تھا کہ کام الگ الگ خاندان کیا کرتے تھے اور کوئی شخص ان کے کام یا محنت کو دوسرے سے جوڑتا نہیں تھا، سوائے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے جو عوام کو دبائے کچلے رکھتے تھے۔ہمیں چاہئے کہ تمام محنت مشقت، خواہ اس میں کتنی ہی گندگی یا غلاظت ہو، چاہے کتنی ہی جاں فشانی کرنی پڑے، اسے اس طرح منظم کریں کہ ہر مزدور اور ہر کسان پکار اٹھے: میں اس بڑی فوج کا ایک حصہ ہوں جو آزادانہ محنت کرتی ہے اور میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے بغیر اپنی زندگی تعمیر کر سکتا ہوں اور کمیونسٹ نظام قائم کر سکتا ہوں۔کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ کا فرض ہے کہ ہر شخص کو شروع کی عمر ہی باشعور اور باضابطہ محنت کی تربیت

دے۔اسی صورت میں ہم کو یقین ہوگا کہ آج جو مسائل ہمارے سامنے ہیں ان کا حل نکل آئے گا۔ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ملک میں بجلی پھیلانے کے لئے کم از کم دس سال کی مدت درکار ہوگی تا کہ ہماری غریب خستہ حال سرزمین کو ٹیکنالوجی یا مشین کی نئی سے نئی برکت حاصل ہو سکے۔چنانچہ یہ نسل جو فی الحال پندرہ برس کی ہے اور جو دس یا بیس سال بعد کمیونسٹ معاشرہ میں بسر کر رہی ہوگی ،اسے اپنی تعلیم میں تمام فرائض کو اس طرح سے معین کرنا چاہئے کہ ہر روز ہر گاؤں میں، ہر شہر میں نوعمر لوگ مشترکہ محنت کے کسی نہ کسی مسئلے کے عملی حل میں لگ سکیں، چاہے وہ مسئلہ کتنا ہی ادنیٰ اور کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔جس حد تک کام ہر گاؤں میں ہو پائے گا،جس حد تک اس کام میں باہمی کمیونسٹ مقابلہ زور پکڑے گا،جس حد تک نوجوان یہ ثابت کریں گے کہ وہ اپنی محنت کو یک جا کر سکتے ہیں،اسی حد تک کمیونسٹ تعمیر کی کامیابی یقینی ہو سکے گی ۔اپنے ایک ایک قدم کو اس کمیونسٹ تعمیر کی کامیابی کے نقطہ نظر سے دیکھ بھال کر اور خود سے یہ سوال کر کے کہ کیا ہم نے متحد اور باشعور محنت کش بننے کے لئے اپنے بس کی ساری کوشش کر لی ہے،کمیونسٹ نوجوانوں کی لیگ اپنے 0لاکھ کے قریب ممبروں کو محنت کی ایک متحدہ فوج میں مربوط کر لے گی اور سب کی نظر میں عزت کا مقام حاصل کرے گی۔(زوردار تالیاں۔)

''پراودا'' شمارہ 221،222،223 اکتوبر 0،6،7 1920-

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 41، صفحات 318-298-

پرولتاری ثقافت کے بارے میں

8 اکتوبر کا ''ایرویستیا'' پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ پرولیت کولت (65) کانگریس میں کامریڈ لوناچارسکی نے ایسی باتیں کہیں جو اس کے بالکل برعکس ہیں جس پر کل انہوں نے اور میں نے اتفاق کیا تھا۔

یہ ضروری ہے کہ (پرولیت کولت کانگریس کی) تجویز کے مسودے (66) کو فوری طور پر تیار کیا جائے اور مرکزی کمیٹی اس کی تصدیق کرے تا کہ وہ وقت پر پرولیت کولت کے اسی اجلاس میں رائے شماری کے لئے پیش کی جا سکے ۔اسے مرکزی کمیٹی کی جانب سے تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کے کالجیم اور پرولیت کولت کانگریس دونوں کی منظوری کے لئے آج ہی پیش کر دینا چاہئے اس لئے کہ کانگریس آج ختم ہو رہی ہے۔

تجویز کا مسودہ:

(1) مزدوروں اور کسانوں کی سوویت ریپبلک میں تمام تعلیمی کام کو، عام طور پر سیاسی تعلیم کے میدان میں اور خاص طور پر فنون کے میں اس طبقاتی جدوجہد کی روح سے معمور ہونا چاہئے جسے پرولتاریہ اپنی آمریت کے مقاصد کو کامیابی سے حاصل کرنے کے لئے چلا رہا ہے __ یعنی بورژوازی کا تختہ الٹنا، طبقات کو ختم کرنا اور انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی تمام شکلوں کو مٹانا۔

(2) چنانچہ پرولتاریہ کو اپنے ہراول کمیونسٹ پارٹی کے ذریعے اور عام طور پر مختلف قسم کی پرولتاری تنظیموں کے ذریعے تعلیم عامہ کے تمام کاموں میں انتہائی سرگرم ہونا چاہئے اور رہنمایانہ رول ادا کرنا چاہئے۔

(3) جدید ترین تاریخ کے سارے تجربے، خاص کر ''کمیونسٹ پارٹی کا مینی فسٹو'' شائع ہونے کے بعد دنیا کے سارے ملکوں کے پرولتاریہ کی نصف صدی سے زیادہ انقلابی جدوجہد نے مسلمہ طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ صرف مارکسی نظریہ زندگی ہی انقلابی پرولتاریہ کے مفادات، نقطہ نظر اور اس کی ثقافت کا سچا اظہار ہے۔

(4) مارکس ازم نے انقلابی پرولتاریہ کے نظریات کی حیثیت سے اپنی عالمی تاریخی اہمیت اس لئے حاصل کی کہ اس نے بورژوا عہد کی انتہائی قیمتی حاصلات کو رد کرنے کے برعکس دو ہزار برس سے زیادہ عرصے کے دوران انسانی فکر اور ثقافت کے ارتقا میں جو چیز بھی قیمت رکھتی ہے اسے جذب کیا اور نئے سرے سے ڈھالا۔ صرف اسی بنیاد پر اور اسی سمت میں مزید کام کو، جو پرولتاری آمریت کے عملی تجربے سے جوش حاصل کر کے انجام دیا جائے، اس معنی میں کہ پرولتاری آمریت استحصال کی ہر شکل کے خلاف جدوجہد کی آخری منزل ہے، سچی پرولتاری ثقافت کا ارتقا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

(5) اس اصولی نقطہ نظر کی بلا انحراف پابند رہتے ہوئے پرولیت کولیت کی کل روس کانگریس ان تمام کوششوں کو نظریاتی اعتبار سے غیر صحیح اور عملی لحاظ سے ضرر رساں قرار دے کر انتہائی فیصلہ کن طریقے سے مسترد کرتی ہے جو اپنے خاص رنگ کی ثقافت تخلیق کرنے کے لئے الگ تھلگ تنظیموں میں مقفل بند رہنے کے لئے، تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کے تحت اداروں کے اور پرولیت کولت کے کام کو تقسیم کرنے کی غرض سے حد فاصل کھینچنے کے لئے، یا تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کے تحت اداروں کے اندر پرولیت کولت کی ''خود اختیاری'' وغیرہ کے لئے مقصود ہیں۔ اس کے برعکس کانگریس تمام پرولیت کولت تنظیموں کو ہدایت دیتی ہے کہ وہ تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کے تحت اداروں کا جو جال پھیلا ہوا ان کے معاون عضو کی طرح کام کرنا اپنا فریضہ خیال کریں اور سوویت اقتدار کی عام رہنمائی میں (خاص کر تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کی) اور روسی کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی

میں اپنے فرائض کو پرولتاری آمریت کے فرائض کا ایک حصہ سمجھ کر انجام دیں۔

☆☆☆

رفیق لونا چارسکی کا کہنا ہے کہ ان کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں اس تجویز کی ضرورت اور بھی زیادہ شدید ہو جاتی ہے

8 اکتوبر 1920 کو لکھا گیا۔ پہلی بار 1926 میں رسالہ ''کراسنایا نوف'' میں شائع ہوا

لینن کا مجموعہ تصانیف پانچواں روسی ایڈیشن، جلد 41، صفحات 337-336-

---

تشریحی نوٹ

1- یہاں ذکر 1900 کی اکتوبر عام سیاسی ہڑتال کا ہے جس کے نتیجے میں 18 اکتوبر 1900 کو زار نے عوام کو شہری آزادیاں ''عطا کرنے'' کے بارے میں ''مینی فسٹو'' نافذ کیا تھا۔ بولشویکوں نے اشاعت کی آزادی کا فائدہ اپنے اخباروں کی قانونی اشاعت کے لئے اٹھایا۔ 1900 کے آخر تک دسمبر والی مسلح بغاوت کچلنے کے بعد مطلق العنانیت نے مزدور تنظیموں اور مزدور مطبوعات پر حملہ شروع کر دیا۔

2 -''ایزویستیا سوویتا دیپوتاتوف'' __ پیٹر سبرگ کے مزدور نمائندوں کی سوویت کا سرکاری ترجمان 17 (30) اکتوبر سے 14 (27) دسمبر 1900 تک نکلتا رہا۔ یہ سوویت کی سرگرمیوں کی خبریں چھاپتا تھا۔

3- قدیم یونانی قصہ نویس یوسوپ (aisopos) سے منسوب۔ اشاری زبان یعنی اپنے خیالات کے اظہار کا خفیہ طریقہ۔

4- ''پرولتاری'' __ بولشویکوں کا غیر قانونی ہفتہ وار اخبار، روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان جو پارٹی کی تیسری کانگریس کی تجویز پر قائم کیا گیا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس کے 27 اپریل (10 مئی) 1900 کے فیصلے کے مطابق اس کے مدیر لینن مقرر کئے گئے ۔ یہ اخبار 14 (27) مئی سے 12 (20) نومبر 1900 تک جنیوا سے نکلتا رہا۔ اس کے کل 26 شمارے نکلے۔

5- ابلوموف __ مشہور روسی ادیب گونچاروف کے ناول کا جاگیردار ہیرو ہے۔ یہ نام کاہلی، جمود، بیکاری اور شدید قسم کے ناکارہ پن کا نمونہ ہو گیا۔

6- یہاں 7-1900 کا پہلا روسی بورژوا جمہوری انقلاب پیش نظر ہے۔

7_ کیڈیٹ (کانسٹی ٹیوشنل ڈیموکریٹک پارٹی)__ روس کی اعتدال پرست اور شاہ پرست بورژوازی کی یہ نمایاں پارٹی اکتوبر 1900 میں قائم ہوئی۔ بورژوا، زمیندار اور بورژوا دانشور شامل تھے۔ کیڈیٹ آئینی شاہ پرستی کے مطالبے سے آگے نہیں بڑھے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران کیڈیٹوں نے سرگرمی کے ساتھ زارشاہی کی قبضہ گیر خارجہ پالیسی کی حمایت کی۔فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کے زمانے کے زمانے میں انہوں نے شاہی حکومت کو بچانے کی کوشش کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد کیڈیٹوں نے سوویت دشمن پالیسی اختیار کی۔

''ریچ''__ کیدیٹ پارٹی کا مرکزی روزنامہ۔فروری 1906 سے اکتوبر 1917 تک پیٹرسبرگ سے نکلتا رہا۔

8-لینن نے روسی شاعر نیکراسوف کی نظم ''روس میں کس کے لئے رہنا اچھا ہے'' کا اقتباس پیش کیا ہے۔

9-ترودوویک (''محنتی گروہ'')__ ریاستی دوما میں پیٹی بورژوا اراکین کا قلیل تعداد گروہ جو کسان اور عوامی دانشوروں کے مندوبین پر مشتمل تھا اور اپریل 1906 میں قائم کیا گیا تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں ترودوویکوں نے جارحانہ قوم پرست رویہ اختیار کیا۔

ریاستی دوما ''محنتی گروہ'' کے اراکین کیڈیٹوں اور سوشل ڈیموکریٹوں کے درمیان جھولتے تھے۔ چونکہ ''محنتی گروہ'' کے اراکین میں کسانوں کے نمائندے شامل تھے اس لئے بولشویکوں نے دوما میں زارشاہی اور کیڈیٹوں کے خلاف جدوجہد کے بعض مسائل پر ان سے سمجھوتہ کیا۔

10-''نرودنایاوولیا''_ دہشت پسندوں کی خفیہ سیاسی تنظیم، جو اگست 1879 میں قائم ہوئی۔''نرودنایاوولیا'' کے ارکین زارشاہی کی مطلق العنانیت کے خلاف بہادرانہ جدوجہد کرتے تھے۔لیکن ''سرگرم'' ہیرو اور ''سرگرم'' ہیرو اور ''مجہول'' عوام کے غلط نظریے کو بنیاد قرار دے کر وہ سماج کی تبدیلی نو کی عوام کی شرکت کے بغیر صرف اپنی قوت سے، انفرادی دہشت انگیزی، حکومت کی بدانتظامی اور اسے دھمکانے کے ذریعے سے ہی کوشش کرتے تھے۔ یکم مارچ 1881 (الکساندر دوئم کے قتل) کے بعد حکومت نے سخت جبر و تشدد، سزائے موت اور اشتعال انگیزیوں کے ذریعے ''نرودنایاوولیا'' تنظیم کو منتشر کر ڈالا۔

''نرودنایاوولیا'' والوں کے غلط اور یوٹوپیائی پروگرام پر تنقید کرتے ہوئے لینن زار کی حکومت کے خلاف ان کی جان فشاں جدوجہد کا بڑے احترام کے ساتھ ذکر کیا۔

11- لینن کا مضمون ''گورکی کے اخراج کے متعلق بورژوا پریس کا افسانہ'' 27 نومبر (11 دسمبر) 1909 اخبار ''پرولتاری'' کے 00 ویں شمارے میں شائع ہوا۔

26 نومبر (9 دسمبر) 1909 کو اخبار ''اوترو روسیئی'' کے 42 ویں شمارے میں اخبار ''پرولتاری'' کے ادارتی بورڈ کا خط شائع ہوا جس میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے گورکی کے اخراج کرنے کے بارے میں خبر کی تردید کی گئی۔ ''پرولتاری'' کے ادارتی بورڈ نے ان تمام اخباروں سے درخواست کی جنہوں نے یہ خبر شائع کی تھی کہ وہ یہ تردید اپنے اپنے اخباروں میں چھاپیں۔

12_ <<vorwarts>>___ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا مرکزی روزنامہ۔ وہ 1819 تک برلن سے نکلتا تھا۔

13- یہاں اوتزوویزم کے موقع پرستانہ رجحان کا ذکر ہے جو 1908 میں بولشویکوں میں پیدا ہوا۔ انقلابی لفاظی کے پردے میں اوتزوویزم کے حامیوں نے یہ مطالبہ کیا کہ تیسری ریاستی دوما سے سوشل ڈیموکریٹ اراکین کو واپس بلا لیا جائے اور پارٹی ٹریڈ یونین، کوآپریٹو اور دوسری قانونی تنظیموں میں کام کرنا بند کر دے۔

14- خدا پرستی ___ یہ مارکس ازم کا مخالف مذہبی فلسفیانہ رجحان تھا۔ یہ رجحان پارٹی کے ان دانشوروں میں پیدا ہوا جو 1900-1907 کے انقلاب کے کچلنے کے بعد مارکس ازم لانے کا پرچار کرتے تھے اور مارکس ازم کو مذہب سے ملانے کے لئے کوشاں تھے۔

اخبار ''پرولتاری'' کے ادارتی بورڈ کے پورے اجلاس میں جو خاص 1909 میں منعقد ہوا خدا پرستی کی مذمت کی گئی اور خاص قرارداد میں کہا گیا کہ بولشویک گروپ کا ''سائنسی اشتراکیت کے اس کے مسخ'' سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

10- سیاہ صد ___ شاہ پرست جتھے جن کو زار کی پولیس نے انقلابی تحریک کے خلاف جدوجہد کے لئے قائم کیا تھے۔ سیاہ صد انقلابیوں کو قتل کرتے تھے، ترقی پسند دانش وروں پر حملے کرتے تھے اور یہودیوں کا قتل عام منظّم کرتے تھے۔

16- یہاں ذکر تیسری ریاستی دوما ہے (1907-1912)۔

17- فلسفہ ماخ ___ تصوریت پرست فلسفیانہ رجحان مغربی یورپ میں 19 ویں صدی کے آخر اور ویں صدی کے شروع میں وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا تھا۔ اس رجحان کے بانی آسٹریا کے ماہر طبیعیات اور فلسفی ماخ اور جرمن فلسفی آویناریوس تھے۔

یہ فلسفہ نظریہ مزدور طبقے کے لئے خاص طور پر خطرناک تھا کیونکہ قول میں وہ تصوریت پرستی کے خلاف اور طبعی سائنس کے حق میں تھا جس سے بظاہر وہ سائنسی رجحان معلوم ہوتا تھا۔ روس میں رجعت پرستی کے زمانے میں فلسفہ ماخ کے اثر میں بعض سوشل ڈیموکریٹک دانشور بھی آ گئے تھے۔ مارکس ازم کو فروغ دینے کے ریارانہ اعلانات

کی آڑ میں روسی فلسفہ ماخ کے ماننے والوں نے درحقیقت مارکسی فلسفیانہ بنیادوں کی نظر ثانی کرنے کی کوشش کی۔ لینن نے اپنی کتاب ''مادیت اور تجرباتی تنقید''میں فلسفہ ماخ کی رجعت پرستانہ حیثیت کو فاش کیا، ترمیم پرستوں کے حملوں سے مارکسی فلسفے کو بچایا، اور نئے تاریخی حالات میں جدلیاتی اور تاریخی مادیت کو ہمہ گیر ترقی دی۔

18-''پیریود'' نامی گروپ ــــ پارٹی دشمن تنظیم جس کا قیام دسمبر 1909 میں ہوا۔ اس گروپ کا اسی نام سے اپنا اخبار بھی تھا۔

مزدور تحریک میں اسے حمایت حاصل نہیں تھی۔ اس وجہ سے ''وپیریود'' گروپ 1913-1914 میں منتشر ہو گیا۔ 1917 کے فروری بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب کے بعد وہ رسمی طور پر ختم ہو گیا۔

19- یہاں روس میں کسان غلامی کے نظام کے خاتمے کی طرف اشارہ ہے۔

20- موسیو کوپن ــــ مجازی اصطلاح ہے۔ یہ سرمایہ اور سرمایہ داروں کی تشریح کے لئے نویں دسویں دہائیوں کے ادب رائج تھی۔ ''موسیو کوپن'' اصلاح کا استعمال پہلی مرتبہ روسی ادیب گلیب اوسپینسکی اپنے خاکوں ''سخت گناہ'' میں کیا۔

21-''مقدس'' مجلس کلیسا ــــ روسی گرجوں کا بلند ترین ادارہ۔

22-''ویخی'' ــــ کیڈیٹ صحافی، انقلاب دشمن اعتدال پسند بورژوازی کے نمائندوں نے 1909 کی بہار میں ماسکو سے اپنے مضامین کا مجموعہ شائع کیا جس کا نام ''ویخی'' رکھا۔ ''روسی دانشوروں'' سے منسوب ان مضامین ان لوگوں نے روس میں تحریک آزادی کی جمہوری روایات کو بدنام کرنے کی کوشش کی، 1900 کی انقلابی تحریک کی مذمت کی۔ مضامین میں دانشور لوگوں سے مطلق العنانیت کی خدمت کرنے اپیل کی گئی۔

23-''نووائے وریمیا'' اخبار 1868 سے اکتوبر 1917 تک پیٹرسبرگ سے نکلتا تھا۔ شروع میں یہ اعتدال پسند آزاد خیال رجعت پرست حلقوں کا اخبار بن گیا۔

24- یہاں ذکر اس بات کا ہے جسے تیسری دوما کے سوشل ڈیموکریٹک نمائندوں نے لیو تالستائی کے عزیزی دوست اور پیرو چیرتکوف کے نام بھیجا تھا ــــ ''ریاستی دوما کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ نے روسی اور عالمی پرولتاریہ کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے غیر معمولی قابلیت رکھنے والے اس ادیب کے انتقال پر اپنے غم کا اظہار کیا جو سرکاری مذہبیت کا غیر مصالحت پسند اور ناقابل شکست مجاہد اور جلاوطنوں کا دوست تھا اور جس نے سزائے موت کے خلاف بہ آواز بلند احتجاج کیا''۔

25- کٹی ہوئی زمین ــــ یہ وہ زمینیں تھیں جنہیں 1861 میں روس میں کسان غلامی کی منسوخی کے بعد زمینداروں نے کسانوں سے چھین لی تھیں۔

26-نرودنیک ___ روسی انقلابی تحریک میں پیٹی بورژوا رجحان کے حامی جو 19 ویں صدی کی آٹھویں نویں دہائی میں پیدا ہوا۔ نرودنیک روس میں سرمایہ دارانہ تعلقات کے ارتقا کے لازمی قانون کو نہیں مانتے تھے اور اسی کے مطابق وہ پرولتاریہ کے بجائے کسانوں کو خاص انقلابی طاقت مانتے تھے۔ مطلق العنانی کے خلاف کسانوں کو جد وجہد کے لئے ابھارنے کی غرض سے نرودنیک دیہات گئے لیکن ''نرود'' (لوگ، عوام) میں ان کو حامی نہیں ملے۔

19 ویں صدی کی نویں اور دسویں دہائی میں وہ زارشاہی سے سمجھوتے پر آ گئے، امیر کسانوں کے مفادات کا اظہار اور مارکس ازم کے خلاف سخت جدوجہد کرنے لگے۔

27-لینن نے مارکس اور اینگلز کے ''کمیونسٹ پارٹی کا مینی فسٹو'' کے تیسرے باب کا ذکر کیا ہے۔

28- کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز ''کمیونسٹ پارٹی کا مینی فسٹو''۔

29-انسداد پرستی ___ موقع پرست رجحان جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ممبر منشویکوں میں پہلے (1900-1907) انقلاب کی ناکامی کے بعد پیدا ہوا۔ انسداد پرستوں نے کوشش کی کہ پرولتاری انقلابی غیر قانونی پارٹی کا انسداد کر کے اپنی موقع پرست پارٹی منظم کی جائے جس کی سرگرمیوں کو زار کی حکمرانی کے حالات کی حدود میں رکھا جائے جس کا مطلب یہ تھا کہ عملی طور پر پرولتاریہ کی پارٹی کا انسداد ہو سکے۔

لینن اور دوسرے بولشویکوں نے پارٹی کے انسداد کا پرچار کرنے والون کو مستقل طور پر فاش کیا جو انقلاب کے نصب العین سے غداری کر رہے تھے عام مزدوروں میں پارٹی کے انسداد کا پرچار کرنے والے کامیاب نہیں ہوئے۔ جنوری 1912 میں منعقد ہونے والی روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پراگ کانفرنس نے ان کو پارٹی سے نکال دیا۔

30-رازنوچینتسی ___ روسی سماج کے تعلیم یافتہ نمائندے جو اشرافیہ سے نہیں بلکہ شہری متوسط طبقوں، مذہبی علما، تاجروں اور کسانوں سے تعلق رکھتے تھے۔

31-دسمبری ___ اشرافیہ کے انقلابی، جنہوں نے دسمبر 1820 میں بغاوت کی۔ ان کا مقصد تھا مطلق العنان حکومت کا خاتمہ اور کسان غلامی کے نظام کا انسداد کرنا۔

32-''کلوکول'' (گھنٹی) ___ سیاسی رسالہ ''زندہ لوگوں سے خطاب'' کے عنوان کے تحت 1807 سے اپریل 1860 تک لندن سے اور 1860 سے دسمبر 1868 تک جنیوا سے ماہانہ یا مہینے میں دو مرتبہ ہرتسن اور اوگاریف کی زیر ادارت شائع ہوا۔ 1868 میں یہ رسالہ فرانسیسی زبان میں چھپا۔ ساتھ ہی روسی زبان میں اس کا ضمیمہ شائع ہوتا تھا۔ مطلق العنانیت کے مذموم اقدام، نوکر شاہی کی رشوت خوری اور درندگی، زمینداروں کے ہاتھوں کسانوں کی بیدردانہ لوٹ کھسوٹ کی مزمت کر کے ''کلوکول'' نے انقلابی نعرے بلند کئے اور زار کی حکومت اور حکمران طبقوں

کے خلاف جدو جہد میں مددگار ثابت ہوا۔

33-''گوگول کے نام خط''__ بیلینسکی نے جولائی 1847 میں گوگول کی طرف سے ''دوستوں سے خط و کتابت کے منتخبہ خطوط'' شائع کئے جانے کے سلسلے میں لکھا ہے۔

پہلی بار 1800 میں ہرتسن نے اسے ''پولیارنایا زویزدا'' میں شائع کیا۔

34-''محنت کی نجات'' کا گروپ__ وہ پہلا روسی مارکسی گروپ تھا جس کی بنیاد پلیخانوف نے سوئٹزرلینڈ میں 1883 میں ڈالی تھی۔ اس گروپ نے روس میں مارکس ازم کے پروپیگنڈے کے لئے بڑا کام کیا۔ پلیخانوف اور اس گروپ کے دوسرے اراکین مارکس ازم کے بانیوں کی تصانیف کا روسی میں ترجمہ کر کے انہیں ملک سے باہر چھپواتے اور روس خفیہ طور پر تقسیم کرتے تھے۔

30-''ایسکرا'' یہ پہلا کل روسی غیر قانونی مارکسی اخبار تھا جس کی بنیاد 1900 میں لینن نے ڈالی تھی۔ اس نے مزدور طبقے کی انقلابی مارکسی پارٹی کے قیام میں فیصلہ کن رول ادا کیا۔

لینن کی پہلی قدمی پر اور ان کی براہ راست شرکت سے ''ایسکرا'' کے ادارتی بورڈ نے پارٹی کے پروگرام کا مسودہ تیار کیا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس کی تیاری کی جو جولائی__ اگست 1903 میں ہوئی۔

دوسری کانگریس کے بعد مینشویکوں نے ''ایسکرا'' پر قبضہ جما لیا اور 02 ویں شمارے ''ایسکرا'' مارکس ازم کا انقلابی ترجمان نہیں رہا۔

36-یہاں ذکر روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پہلی کانگریس کا ہے جو 3-1 (10-13) مارچ 1898 میں شہر منسک میں منعقد ہوئی۔ کانگریس میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی منتخب کی گئی، ''ربوچایا گزیتا'' کو پارٹی کا سرکاری ترجمان قرار دیا گیا، ''مینی فسٹو'' شائع کیا گیا اور ملک سے باہر ''روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی یونین'' کو پارٹی کے غیر ملکی نمائندہ کی حیثیت دی گئی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پہلی کانگریس کی اہمیت یہ تھی۔ کہ اس نے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی تشکیل کا اعلان کیا اور اپنی اس کارروائی سے بڑا انقلابی پرچار کا رول ادا کیا۔

لیکن کانگریس نے پارٹی کا پروگرام اور منشور منظور نہیں کیا۔ کانگریس میں منتخب شدہ مرکزی کمیٹی کے اراکین گرفتار کر لئے گئے۔ اس وجہ سے کانگریس علیحدہ علیحدہ مارکسی گروپوں اور تنظیوں کو متحد کرنے میں کامیاب نہیں رہی۔

37-''ربوچی لستوک''__ ''مزدور طبقے کی مجاہد یونین'' کا ترجمان تھا۔ 11897 میں اس کے دو شمارے شائع ہوئے۔

مذکورہ اخبار نے یہ فریضہ پیش کیا کہ مزدور طبقے کی اقتصادی جد وجہد کو وسیع سیاسی مطالبات سے ملایا جائے۔اس نے مزدور پارٹی کی تشکیل کی ضرورت پرزوردیا۔

39-اکونومیزم__ 19ویں صدی کے آخر اور 20ویں صدی کی ابتدا میں روسی سوشل ڈیموکریسی میں موقع رجحان تھا جو بین الاامی موقع پرستی کی روسی قسم تھا۔

اکونومینسٹوں نے مزدور طبقے کے فریضے معاشی جدوجہد تک محدود کردئے تھے مثلاً اجرت میں اضافہ اور کام کے حالات کی بہتری وغیرہ۔وہ خیال کرتے تے کہ سیاسی جدوجہد اعتدال پسند بورژوازی کا کام ہے۔وہ مزدورتحریک میں پارٹی کے رہنما رول اور انقلابی نظریہ کی اہمیت کو مسترد کرتے تھے اور ان کا دعوی تھا کہ مزدورتحریک کوخودروطریقے سے بڑھنا چاہیے۔لینن نے اپنی کتاب ''کیا کیا جائے؟''میں اس پرکاری نظریاتی ضرب لگائی۔

40-''ربوچیئے دیلو''__ اکونومیسٹوں کا رسالہ،''بیرون ملک روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی یونین'' کا ترجمان تھا اور جنیوا سے اپریل 1899 سے لیکر فروری 1902 تک شایع ہوتا رہا۔''ربوچیئے دیلو'' کا ادارتی بورڈ اکونومیسٹوں کا بدیسی مرکز تھا۔

41-''ربوتنیک''__ غیر پابندی سے شائع ہونے والا مجموعہ۔''بیرون ملک روسی سوشل دیموکریٹوں کی یونین'' کی اشاعت تھی۔1899-1896 میں ''محنت کی آزادی'' گروپ کی زیرادارت ملک سے باہر شائع ہوا کرتا تھا۔''ربوتنیک'' کی اشاعت کے لئے پہلی قدمی لینن نے کی تھی۔

42-''وپیریود''__ بولشویکوں کا غیر قانونی اخبار۔22دسمبر 1904(جنوری 1900) سے 0(18)مئی 1900 تک جنیوا سے نکلتا تھا۔اس کے کل ملا کر 18 شمارے شائع ہوئے۔مذکورہ اخبار کے لئے پہلی قدمی، اس کی نظریاتی حوصلہ افزائی کرنے والے اور اس کے سربراہ لینن تھے

43-دیکھئے نوٹ نمبر 4-

44-''نووایا ژیزن''__ بولشویکوں کا پہلا قانونی اخبار-27اکتوبر(9نومبر) سے 3(16)دسمبر 1900 تک پیٹرسبرگ سے روزانہ نکلتا تھا۔نومبر 1900 کے شروع میں لینن کے جلاوطنی سے پیٹرسبرگ واپس آنے کے بعد سے اخبار براہ راست ان کی رہنمائی میں نکلنے لگا۔''نووایا ژیزن'' دراصل روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان تھا۔اخبار''نووایا ژیزن'' میں میکسم گورکی نے سرگرم شرکت کی۔انہوں نے اخبار کی بڑی مالی مدد بھی کی۔''نووایا ژیزن'' روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے تمام فیصلوں کا سرگرم ترجمان تھا۔

40-''نچالو''__ مینشویکوں کا قانونی روزنامہ۔نومبر__ دسمبر 1900 میں پیٹرسبرگ سے نکلتا تھا۔

46-''وولنا''__ بولشویکوں کا قانونی روزنامہ۔26اپریل (9مئی) سے 24 مئی (6جون)1906 تک پیٹر

سبرگ سے شائع ہوتا تھا۔ 0(18)مئی 1906 کے نویں شمارے سے اخبار کی ادارت لینن نے کی۔ ''وولنا'' متعدد پولیس تعاقبات کا شکار ہوا اور حکومت نے اس پر پابندی لگا دی۔ اس کی جگہ بولشویکوں کا قانونی اخبار ''وپیریود'' نکلنے لگا۔

47-''ایخو''__ بولشویکوں کا قانونی روزنامہ۔ 22 جون (0 جولائی) سے 7(20) جولائی تک 1906 میں پیٹر سبرگ سے نکلتا تھا۔ اس اخبار نے حکومت کی طرف سے بند کئے ہوئے اخبار ''وپیریود'' کی جگہ لی۔ اس کے 14 شمارے نکلے۔ اخبار کے مدیر اعلی درحقیقت لینن تھے۔ ہر شمارے میں لینن کے مضمون شائع ہوتے تھے۔

پہلی ریاستی دوما کے منتشر کئے جانے کچھ دن پہلے اخبار بند کر دیا گیا۔

48-''نرودنایادوما''__ مینشویکوں کا روزنامہ۔ مارچ، اپریل 1907 میں پیٹرسبرگ سے شائع ہوا کرتا تھا۔

49-مانیلوف__ روسی مصنف گوگول کی تصنیف ''مردہ جانیں'' کا ایک کردار ہے جو کوتاہ اندیشی چاپلوسی اور بے بنیاد خیالی منصوبے بنانے والوں کا نمونہ ہے۔

00-ہرتسن کی کتاب ''اختتام اور ابتدا'' کا حوالہ دیا ہے۔

01-ہرتسن ''پرانے دوست کے نام'' (چوتھا اور دوسرا خط)۔

02-اشترا کی انقلابی__ روس کی پیٹی بورژوا پارٹی جو 1901 کے آخر اور 1902 کی ابتدا میں نرودنیکوں کے مختلف گروہوں اور حلقوں کے اتحاد سے پیدا ہوئی۔ اشترا کی انقلابی پرولتاریہ اور کسانوں کے درمیان طبقاتی فرق نہیں دیکھتے تھے، کسانوں کے اندر طبقاتی پرتوں اور ان کے اندرونی تضاد کو چھپاتے تھے اور انقلاب میں پرولتاریہ کے رہنما رول سے انکار کرتے تھے۔

فروری 1917 کے بورژوا جمہوری انقلاب کی فتح کے بعد اشترا کی انقلابی مینشویکوں اور کیڈیٹوں کے ساتھ مل کر انقلاب دشمن بورژوا جاگیر دار عارضی حکومت کے بڑے ستون بنے اور پارٹی لیڈر (کیرینسکی، چیرنوف) اس حکومت میں شامل ہوئے۔ اشترا کی انقلابیوں کی پارٹی نے کسانوں کا یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا کہ زمین پر جاگیردارانہ ملکیت ختم کی جائے۔ وہ اس ملکیت کو برقرار رکھنے کے حق میں تھے۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد غیر ملکی فرجی مداخلت اور خانہ جنگی کے دوران اشترا کی انقلابیوں نے انقلاب دشمن تخریبی کارروائیاں کیں، سرگرمی کے ساتھ مداخلت کرنے والوں اور سفید محافظوں کی حمایت کی، انقلاب دشمن سازشوں میں حصہ لیا، سوویت ریاست اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنو کے خلاف دہشت انگیز اقدامات منظّم کئے۔

03- کسان کمیٹی__ انقلابی جمہوری تنظیم تھی جو 1900 میں وجود میں آئی۔ مذکورہ یونین سیاسی آزادی، اساسی

اجلاس کو بلانے، زمین پر نجی ملکیت کی تنسیخ اور سب زمینوں کو کسانوں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کرتی تھی۔ان مطالبات کو منوانے میں کسان کمیٹی نے پس وپیش اور عدم یقینی سے کام لیا۔ پولیس کے تعاقب کی وجہ سے 1907 کے شروع میں اس کا وجود ختم کیا۔

04-''پولیارنایا زویزدا''__ ادبی اور سیاسی مضامین کا مجموعہ۔اس کی پہلی تین جلدیں ہرتسن اور اگلی جلدیں ہرتسن اوراوگاریف کی ادارت میں 1862_1800 میں لندن سے شائع ہوئیں۔آخری جلد 1868 میں جنیوا میں شائع ہوئی۔کل ملا کر آٹھ جلدیں شائع ہوئیں۔

00-یہ مضمون اوگاریف نے لکھا ہے۔

06-لینن نے ہرتسن کے مضمون ''چیرنی شیفسکی'' کا حوالہ دیا ہے

07-لینن نے ہرتسن کے مضمون ''افواہیں، کالک،گل وغیرہ'' کا حوالہ دیا ہے۔

08-مورخہ 10 اپریل 1864 ترگنیف کے نام ہرتسن کے خط سے۔

09-لینن نے ہرتسن کے مضمون ''قدیم زمانے کا بشپ دقیانوسی حکومت اور دغا خور عوام'' کو طنزیہ استعمال کیا ہے۔

06-''متحدہ امرا کی مجلس''__ زمینداروں کی انقلاب دشمن انجمن۔اس کی تشکیل مئی 1906 میں ہوئی۔اکتوبر 1917 تک سرگرم رہی۔اس کا اہم مقصد مطلق العنان حکومت، بڑے زمینداروں اور اشرافیہ کی مراعات کی حفاظت کرنا تھا۔

یہ مجلس حکومت کی پالیسی پر بڑا اثر ڈالتی تھی۔اس کے زیادہ تر ارکین سرکاری کونسل اور سیاہ صد شاہ پرست جتھوں کے رہنما مرکزوں میں شامل تھے۔

61-لینن نے چیرنی شیفسکی ک ناول ''پرولوگ'' (تمہید) کا اقتباس دیا ہے۔

62-دیکھئے فریڈرک اینگلز ''تارکین وطن کا ادب''۔

3-غریب کسانوں کی کمیٹیاں__ پارٹی کا کل یونین انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے 11 جون 1918 کو جاری کئے گئے حکم نامے کے مطابق قائم کی گئی تھیں۔فرمان کی رو سے ان کمیٹیوں کا فرض کسانوں کے غذائی ذخیروں کو پیش نظر رکھنا، امیر کسانوں کے ذخیروں اور ان کی زائد اشیائے خوردنی کو منظر عام پر لانا اور ان کو حاصل میں سوویت غذائی تنظیموں کی مدد کرنا، نیز امیر کسانون کے خرچے سے غریب کسانوں کو خوارک مہیا کرنا، بوائی اور کٹائی کے کاموں کا انتظام کرنا،فصلوں کو بچانا وغیرہ تھا۔

''غریب کسانوں کی کمیٹیاں'' دیہات میں پرولتاری آمریت کی ترجمان اور اس کا گڑھ بن گئی تھیں۔ان کی تشکیل سے دیہات میں اشترا کی انقلاب برپا ہوا۔1918 کے موسم خزاں تک کمیٹیوں نے اپنے فرض کو پورا

کرلیااوروہ ضلعی اوردیہی سوویتوں میں ضم ہوگئیں۔

64-یہاں لینن کی مراد ''بائیں بازو والے'' کمیونسٹوں کے خلاف پارٹی کی جدوجہد سے ہے جو معیشت چلانے کے لینِنی اصول مسترد کرتے تھے، وہ ٹراٹسکی والے نظریات کا پرچار کرتے تھے جن کی رو سے روس میں اشتراکیت کی فتح ناممکن تھی۔

60-یہاں اس پرولتاری ثقافتی تعلیمی تنظیم کا ذکر ہے جس کا مختصر نام پرولیت کولت تھا۔ یہ ستمبر 1917 میں آزاد مزدور تنظیم کی حیثیت سے قائم کی گئی تھی۔ اس کے ممبروں نے ماضی کی تہذیبی وراثت کی اہمیت کو ماننے سے انکار کیا اور زندگی سے کٹ کر ''تجربے گاہ کے طریقے'' سے خصوصی ''پرولتاری ثقافت'' بنانی چاہی۔ پرولیت کولت ہم آہنگ تنظیم نہ تھی۔ ان پیٹی بورژوا دانشوروں کے ساتھ ساتھ، جو پرولیت کولت کی بہت سی تنظیموں کے سربراہ تھے، ایسے نوجوان مزدور تھے جو سوویت ریاست کی ثقافتی تعمیر میں خلوص کے ساتھ مدد دینا چاہتے تھے پرولیت کولت کی تنظیمیں 1919 میں اپنی ترقی کے نقطہ عروج تک پہنچ گئیں اور بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ان کا زوال ہوگیا۔

66-''پرولتاری ثقافت'' کے بارے میں تجویز کا مسودہ لینن نے پرولیت کولت کی پہلی کل روس کانگریس کے سلسلے میں تیار کیا تھا۔ یہ کانگریس ماسکو 1920 میں 0 سے 12 اکتوبر تک ہوئی۔ اس کانگریس میں کمیونسٹ گروپ کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ایسی تنظیمی تجویز منظور کرائے جس کے مطابق پرولیت کولت کی مرکزی اور مقامی تنظیمیں تعلیم عامہ کی عوامی کمیساریت کے ماتحت رہیں۔ یہ تجویز جو لینن کی براہ راست ہدایت کے مطابق مرتب کی گئی تھی پرولیت کولت کانگریس نے باتفاق رائے منظور کرلی۔

لیکن کانگریس کے بعد پرولتاری ثقافت کے بعض رہنما منظور شدہ قرارداد کے خلاف رائے ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے تنظیم کے دوسرے ممبروں کے سامنے اس کا مفہوم مسخ کرنے کی کوشش کی۔ وہ مسئلہ اس طرح پیش کرنے کی کوشش کرتے تھے گویا بولشویکوں کی روسی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی فنی تخلیقات کے میدان میں مزدوروں کی سرگرمیوں کو محدود کرتی ہے اور پرولتاری ثقافت کی تنظیموں کو ختم کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ان تمام غلط اور کھوکھلے بیانات کو بولشویکوں کی روسی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے خط میں مسترد کردیا گیا۔ یہ خط ''پرولیت کولتوں (پرولتاری ثقافتی تنظیموں) کے بارے میں'' کے عنوان کے تحت اخبار ''پراودا'' کے یکم دسمبر 1920 کے شمارہ 270 میں شائع ہوا۔ اس میں پرولتاری ثقافت تنظیموں کی غلطیوں کی تفصیل سے تحقیق کی گئی۔

ناموں کا اشاریہ

-الف-

اراکچیف، 11-1-(1834-1869)___ پاویل اول اور الکساندر اول بادشاہوں کے زمانے میں ان کا منہ چڑھا آدمی تھا جس نے رجعت پرست پولیس کا مطلق العنانی نظام قائم کر رکھا تھا۔

استولیپین، پ۔ا۔(1862-1911)___ زار کے روس میں ریاستی کارکن، 1906 سے 1911 تک مجلس وزرا کا صدر اور اندرونی معاملات کا وزیر۔ اس کا نام سخت سیاسی رجعت (1907-1910) کے زمانے سے وابستہ ہے۔

الکساندر دوئم (رومانوف)(1818-1881)___ روسی شہنشاہ(1800-1881)۔

الیکسیئف، پ۔ا۔(1849-1891)___ آٹھویں دہائی کے نامور روسی انقلابی، پیشے کے لحاظ سے جلاہے تھے۔ 1880 میں وہ گرفتار کر لئے گئے۔ 1877 میں عدالت میں انہوں نے اپنی تقریر کے آخر میں زار کی مطلق العنانیت کے ناگزیر خاتمے کی پیشین گوئی کی۔

انتھونی وولینسکی (خراپوویتسکی)(1863-1936)___ روسی کلیسا کے کٹر دائیں باوز کے رجحان کے سربراہ، زار کی حکومت کی رجعت پرستانہ پالیسی کے مشہور رہنماؤں میں سے ایک۔ 1902 سے بشپ اور بعد میں لاٹ بشپ رہے۔

بسمارک (Bismarc)، اوٹو (1810-1898)___ پروشیا اور جرمنی کا ریاستی کارکن اور مدبر۔ 1871-90 میں سلطنت جرمنی کا چانسلر۔ اشتراکیوں کے خلاف ہنگامی قانون کا بانی۔

بوبرینسکی، و۔ا___ روسی رجعت پرست سیاسی مدبر، بڑا زمین دار اور شکر کے کارخانوں کا مالک۔ کٹر قوم پرست کی حیثیت سے وہ روس کے دور دراز قومی علاقوں کو زبردستی روسی مضافات بنانے کا حامی تھا۔

بورتسیف، و۔ل۔(2862-1936)___ روسی اعتدال پسند بورژوا ناشر۔ پہلے وہ اشتراکی انقلابیوں کے نزدیک تھا، بعد میں کیڈیٹ پارٹی کا حامی بن گیا۔

بیرون، ارنسٹ یوگان (1690-1772)___ روسی ملکہ آننا یوانوونا کا منہ چڑھا آدمی، دراصل ملک کا حکمران تھا۔ اس کی پالیسی انتہائی جبر و تشدد پر مبنی تھی۔

بیلینسکی، و۔گ۔(1811-1918)___ روسی ادبی تنقید نگار، صحافی، فلسفی اور انقلابی جمہوریت پسند۔

—پ—

پلیخانوف، گ۔و۔(1806-1918)__ روسی اور بین الاامی مزدور سوشل دیموکریٹک کا نمایاں کارکن اور روس میں مارکس ازم کا پہلا مبلغ۔1903 سے مینشویکوں میں شامل ہوگیا۔

پوریشکیوچ، و۔م۔(1870-1920)__ روسی شہنشاہیت پسند،صد سیاہ جماعت سے تعلق رکھنے والا بڑا زمین دار۔

—ت—

ترگینیف، ای۔س۔(1818-1883)__ روس کا مشہور ناول نگار۔

ٹروٹسکی (برونشٹین)، ل۔د۔(1879-1940)__ لینن ازم کا سخت دشمن تھا۔اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کئی سرکاری عہدوں پر رہا۔1923 سے ٹروٹسکی نے پارٹی کی عام پالیسی، سوشلزم کی تعمیر کے لئے لینن کے پروگرام کے خلاف سخت گٹ بند جدوجہد کی اور اس کا پرچار کیا کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی فتح ناممکن ہے۔ 1927 میں پارٹی سے نکال دیا گیا اور 1929 میں سوویت دشمن گرمیوں کے لئے اس کو جلاوطن کر دیا گیا۔

—چ—

چرنی شیفسکی، ن۔گ۔(1828-1889)__ عظیم روسی انقلابی جمہوریت پسند اور یوٹوپیائی سوشلسٹ عالم، ادیب، ادبی تنقید نگار۔روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک ممتاز پیش رو۔

—خ—

خلتورین، اس۔ن۔(1806-1882)__ روسی انقلابی، مزدور جنہوں نے 1878 میں روس میں مزدوروں کی پہلی انقلابی سیاسی تنظیم ''روسی مزدوروں کی شمالی یونین'' قائم کی۔

—د—

دنیکن، ا۔ای۔(1876-1947)__ زار کا جنرل تھا۔روس میں خانہ جنگی کے دوران سفید محافظوں کی تحریک کے سربراہوں میں سے تھا اور جنوبی ورس میں سوویت دشمن مسلح طاقتوں کا کمانڈر انچیف تھا۔1920 میں سرخ فوج کے ہاتھوں شکست کے بعد وہ بیرون ملک چلا گیا۔

دوبرولوبوف، ن۔ا۔(1836-1861)__ روسی انقلابی جمہوریت پسند، ادبی تنقید نگار اور مادیت پرست فلسفی۔

دولگوروکوف، پ۔د۔(1866-1930)__ بڑا زمین دار، کیڈیٹ پارٹی کے بانیوں میں سے ایک۔

__ ر __

رادیشیف،ا۔ن۔(1849-1802)__ مشہور روسی ادیب اور روشن خیال کا انقلابی مبلغ۔

روبانوویچ،ای۔ا۔(1860-1920)__ اشتراکی انقلابیوں کا ایک لیڈر۔

رودیچیف،ف۔ای۔روسی بڑا جاگیردار،کیڈیٹ پارٹی کا ایک لیڈر۔

رومانوف__ روسی زاروں کا خاندان جنکی 1613 سے 1917 تک بادشاہت رہی۔اس کا تختہ 1917 کے فروری والے بورژوا جمہوری انقلاب نے الٹ دیا۔

__ ف __

فائر باخ (feuerbach) لڈوگ (1804-1872)__ ممتاز جرمن مادیت پرست فلسفی، مارکس ازم کے متقاسنین میں سے تھا۔

__ ک __

کراپوتکن، پ۔ا۔(1842-1961)__ روسی میں انقلابی تحریک کا نمایاں کارکن اور نراجیت کا خاص نظریہ داں۔

کوتلر،ن۔ن۔(1809-1924)__ کیڈیٹ۔1900-1906 میں وزیر زراعت۔

کولچاک،ا۔و۔(1873-1920)__ زار کے بیڑے کا امیر البحر،شاہ پرست۔اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے روس کی حکومت کا سربراہ ہونے کا اعلان کر دیا اور اورال، سائبیریا اور مشرق بعید جنگی بورژوا جاگیردارانہ آمریت کا سربراہ ہوگیا۔فروری 1920 میں اس کی فوجوں نے سرخ فوج کے ہاتھوں شکست کھائی۔

__ گ __

گوچکوف،ا۔ای۔(1862-1936)__ بڑا روسی سرمایہ دار، اکتوبریوں کی انقلاب دشمن بورژوا پارٹی کو منظم کرنے والا اور لیڈر۔

گورکی، میکسم (پیشکوف،ا۔م۔)__ (1868-1936)__ عظیم پرولتاری ادیب، اشتراکی حقیقت پسندی کا بانی اور سوویت ادب کا جدامجد۔

گوریوچ،اے۔ل۔(ایسمرنوف)__ روسی سوشل ڈیموکریٹ مینشویک۔

__ ل __

لکسمبرگ (luxemburg)، روزا (1871-1919)__ بین الاقوامی مزدور تحریک کی ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کی بائیں بازو کے رہنماؤں میں سے تھیں اور جرمن کمیونسٹ پارٹی کی ایک بانی۔ جنوری

1919 میں ان کو گرفتار کر لیا گیا اور سزائے موت دی گئی۔

لوناچارسکی، ا۔و۔(1870-1933)__پیشہ ور انقلابی اور ممتاز سوویت ریاستی کارکن۔

لیبکنیخت (liebknecht) کارل(1871-1919)__جرمن اور بین الاقوامی مزدور تحریک کے ایک نمایاں کارکن۔ جرمن میں نومبر انقلاب کے دوران روزا لکسمبرگ کے ساتھ جرمن مزدوروں کے انقلابی ہراول کے سربراہ رہے۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھے۔انقلاب دشمنوں نے ان کو وحشیانہ طور پر قتل کر دیا،

__م__

ماسلوف، پ۔پ۔(1867-1946)__روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔

__ن__

نپولین سوئم (لوئی بوناپارٹ)(1808-1873)__فرانس کا شہنشاہ(1802-1870)۔

نکولائی رومانوف (نکولائی ثانی)(1868-1918)__روس کا آخری زار جو 1894 سے 1917 تک حکمران رہا۔

__ہ__

ہیگل(hegel)، جارج فریڈرک ولہلم (1770-1831)__ممتاز جرمن تصوریت پرست فلسفی۔

اس کتاب کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو marxists.org کے لیے ابن حسن نے ترتیب دیا۔

کمپوزنگ: رضیہ سلطانہ

اپنی رائے اور تجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

hasan@marxists.org